دیوبندی
خانہ تلاشی
مؤلف
خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ
دیوبند
رضوی کتاب گھر دہلی

ایک ایسا صاف وشفاف بے غبار آئینہ جس میں
دیوبندیت کے ہر خدوخال دیکھے جاسکتے ہیں

دیوبند کی خانہ تلاشی

جلد اوّل

مؤلفہ:

شیخ طریقت پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی
خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و مہتمم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، و بانی سنی تبلیغی جماعت

حسب فرمائش: جناب انور علی صاحب
سکریٹری سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی

ناشر
رضوی کتاب گھر رجسٹرڈ
Razayi Kitab Ghar
۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی فون: 3264524

غلام اعلیٰ حضرت

نام کتاب	:	دیوبند کی خانہ تلاشی
مولف	:	حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی
ناشر	:	رضوی کتاب گھر دہلی
باہتمام	:	(حافظ) محمد قمر الدین رضوی
پروف ریڈنگ	:	مولانا اشرف عالم
صفحات	:	176
مطبع	:	رضوی پریس ایجنسی دہلی
قیمت	:	Rs.35/=

پیش لفظ

"**دیوبند کی خانہ تلاشی**" کا اعلان برسوں پہلے ہو چکا تھا اور کتابت کا ایک معتد بہ حصہ بھی مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن ہجوم کار، ذہنی افکار وانتشار، گردش لیل ونہار، آلام روزگار، گویا گردو پیش کا یہ ایک ایسا ماحول ہے جس سے انسانی زندگی کو چھٹکارا نہیں۔ ہر چند کوشش کے باجود میں حالات پر قابو نہ پاسکا۔ اب تو زندگی اس قدر مصروف ہو چکی ہے کہ وقت معینہ پر دوائیں بھی استعمال نہیں کرپاتا تاوقتیکہ کوئی یاد نہ دلائے۔ آپریشن اور اکسیڈنٹ کے حادثہ کے بعد نسیان کا شدید غلبہ ہے کہ باتیں ذہن میں محفوظ نہیں رہتیں۔ بسا اوقات ذہن میں آئی ہوئی بات اس قدر جلد غائب ہو جاتی ہے جیسے پنجڑہ کھلتے ہی پرندہ اڑ جائے۔ وہ وقت انتہائی قلق اور ذہنی اضطراب و بے چینی کا ہوتا ہے۔ اسی لیے اب میں نے تہیہ کرلیا ہے کہ مناظرہ میں اب بحیثیت مناظر نہیں بلکہ معین مناظر شرکت کیا کروں گا۔ چنانچہ جماعتی خلاء کو پر کرنے کے لیے دار العلوم غریب نواز کے فارغ التحصیل جناب مولانا حافظ کمال احمد خاں رضوی کو اس کے لیے منتخب کرلیا ہے اور انہیں دار العلوم میں مناظرہ کی ٹریننگ دی جارہی ہے۔ کچھ اور بھی علماء نشانے پر ہیں جو غریب نواز ہی سے فارغ ہیں اگر انہوں نے میری پیش کش کو قبول کرلیا تو مناظرہ کے شعبہ ٹریننگ میں ان کا بھی داخلہ لے لیا جائے گا۔ تاکہ میدان مناظرہ میں اپنی فوقیت و برتری قائم ودائم رہے۔ رہ رہ کر سیدی سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی یاد ستاتی ہے۔ کاش وہ ہم میں اپنی حیات ظاہری میں ہوتے تو دار العلوم غریب نواز کے ذہین، طباع، باصلاحیت اور ہوشمند طلباء کی ایک جھول ان کے قدموں میں ڈال دیتے۔ اور ہم جیتے جی اس مذہبی فوج کو دیکھ لیتے جو شاتمان رسول کے مقابل جرح ودفاع کے ہتھیاروں سے لیس ہوتی۔

پھر بھی ہم ان کے روحانی فیوض وبرکات سے مایوس نہیں۔ وہ اپنی حیات ظاہری ہی میں ایسے جرنیل اور فیلڈ مارشل چھوڑ گئے ہیں جو درسگاہی طلباء کی مناظرانہ تربیت کے لیے اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ خود دار العلوم غریب نواز ایسے

فنکار اساتذہ اور ذی ہوش طلباء کی چہل پہل سے باغ و بہار ہے جنہیں اپنے وقت کا فارابی و بوعلی سینا کہا جا سکتا ہے۔ ''یہ عزیزی مولانا انوار احمد نظامی ناظم اعلیٰ کی نیک نیتی، اخلاص اور نظر انتخاب کا نتیجہ ہے۔''

خود میرے بھی نصیبہ میں یہ سعادت میسر تھی کہ چالیس برس سے زائد تک میں نے سرکار مجاہد ملت کی جوتیاں سیدھی کی ہیں۔ ابھی میری عمر مشکل سے گیارہ برس کی رہی ہوگی کہ والد ماجد مرحوم نے رجب المرجب میں آستانہ غریب نواز پر حاضری دلائی اور ۱۰ رشوال کو سرکار مجاہد ملت کے قدموں میں ڈال دیا۔ میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ میرے فکر و شعور نے مناظرہ کی گود میں اپنی آنکھ کھولی ہے۔ اس عرصہ میں صرف دو مناظرہ ایسے ہیں جن میں شریک نہ ہو سکا (۱) ''کمہار ٹولی'' ضلع پورنیہ اور ''کٹک'' کمہار ٹولی تو اس لیے نہیں جا سکا کہ اس وقت میرا تحریری مناظرہ قاری زبیر سابق امام مسجد تیلی محلہ بمبئی سے چل رہا تھا۔ محافل محرم سے متعلق میں نے مسلسل پانچ سال تک تیلی محلہ میں تقریر کی تھی یہ اسی تحریری مناظرہ اور تقریر کا نتیجہ ہے کہ وہ مسجد آج سنیوں کے قبضہ میں ہے۔ فالحمد لله علی ذالك. اس سلسلے میں باسو بھائی رضوی کی بھی خدمات لائق تحسین ہیں۔ خدا انہیں خوشحالی عطا فرمائے۔ آمین

چنانچہ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مظفر پوری پورنیہ سے بمبئی پہنچے تا کہ کمہار ٹولی کے مناظرہ میں شرکت ہو سکے۔ میں نے صورتحال پیش کی کہ اس وقت قاری زبیر سے میرا تحریری مناظرہ چل رہا ہے اگر میں اس وقت چلا گیا تو بہت بڑا مذہبی نقصان ہوگا۔ چنانچہ جملہ تفصیلات کے ساتھ میں نے سرکار مجاہد ملت کے نام خط لکھ کر انہیں دھام نگر شریف بھیجا حضرت اس وقت سفر کے قابل نہیں تھے۔ پاؤں میں کتے نے کاٹ لیا تھا۔ دو آدمیوں کے سہارے چند قدم چل پاتے مگر مناظرہ کا نام سنتے ہی ''کمہار ٹولی'' کے لیے تیار ہو گئے۔ حزب مخالف کا روباہ صفت مناظر مولوی نور محمد ٹانڈوی آ چکا تھا مگر حضرت کا نام سن کر کمرے سے باہر نہیں نکلا۔

''میں سرکار مجاہد ملت کی تاریخ لکھ رہا ہوں بعد اشاعت اس میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں، اور کٹک اس لیے نہ جا سکا کہ اس وقت بمبئی میں ایک ایسا اشتہار شائع

ہوا تھا جس کی وجہ سے وہاں میری موجودگی بہت اہم اور ضروری تھی۔ عند الملاقات حضرت کے استفسار پر میں نے صورت حال عرض کی۔ فرمایا ''پھر تم نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا'' میں نے عرض کیا معاملات میں طول دینا نہیں تھا۔ اس لیے میں خاموش رہ گیا'' اس کی بھی تفصیل آپ تاریخ مجاہد ملت میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضور مجاہد ملت کی بارگاہ میں میری نیاز مندیوں کا کیا عالم تھا اسے آپ مجھ سے نہ پوچھئے محب گرامی بحر العلوم مولانا عبد المنان صاحب کی چند سطریں ملاحظہ کیجئے۔ اب سے کئی برس پیشتر سکرولی بھنگواں ضلع گونڈہ میں ایک تاریخی مناظرہ ہوا تھا جو مسلسل ایک ہفتہ چلتا رہا۔ چونکہ یہ مناظرہ تحریری تھا رات دن چوبیس گھنٹے میں کسی بھی وقت فرصت نہ ملتی۔ فجر سے مغرب تک اسٹیج میرے ذمہ ہوتا اور بعد مغرب سے صبح تک فقیہ عصر شارح بخاری حضرت مولانا الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب کے سپرد تھا اور اس کے امیر کارواں سیدی سرکار حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ فاضل گرامی مولانا سید شمیم گوہر کی ادارت میں ماہنامہ اشرفیہ نے ''مجاہد ملت نمبر'' شائع کیا چنانچہ مفتی عبد المنان صاحب مناظرہ سکرولی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

ماہنامہ اشرفیہ مجاہد ملت نمبر بمبئی ۸۲۔ ص ۷۸،۷۹''

الغرض تین چار یوم کی لگ بھگ چوبیس گھنٹے کی مسلسل محنت اور آپ کے چہرے پر تھکن کے آثار نہیں ان کے بڑھاپے کو دیکھتا اور ان کی اس محنت کو اور عش عش کرتا۔ اس موقع پر مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی کی ایک غیر معمولی سعادت مندی بھی نا قابل فراموش ہے۔

تیسرے دن جب مخالفین کا کس بل نکل گیا اور وہ میدان مناظرہ سے اٹھ گئے تو میں نے حضرت مجاہد ملت سے اجازت چاہی کہ اب کام ختم ہے اور میرے لیے دار العلوم کی مصروفیت ہے۔ نظامی صاحب نے بھی رخصت چاہی۔ کام واقعی تمام تھا (مجھے قصبہ ادری ضلع اعظم گڈھ میں مولوی نور محمد ٹانڈوی کے مقابل جوابی تقریر کرنی تھی جس کا میں پابند وعدہ تھا) ہم دونوں کو ہی رخصت مل گئی ہم لوگ تین میل پیدل چل کر اس طرح آئے کہ پورے راستہ میں گھٹنوں گھٹنوں پانی بھرا تھا اعضاء شل تھے اور جسم تھک کر چور

تھا۔ مخالفین کو معلوم ہوا کہ علامہ نظامی تو چلے گئے پھر کیا تھا شور مچا دیا کہ سنی مناظر بھاگ گئے۔ لوگ حضرت مجاہد ملت کے پاس آئے اور آپ نے فوراً واپسی کے لیے خط لکھا، ادھر ہم لوگ تھکے ماندے موٹر پر بیٹھے ادھر حضرت کا خط نظامی صاحب کو ملا میں ان کی اس سعادت مندی کو داد دوں گا کہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ اب عملاً ہماری وہاں ضرورت نہیں صرف حضرت کے حکم پر الٹے قدم اسی طرح تین میل پیدل واپس لوٹے جیسے آئے تھے۔ جب کہ میں تعمیل ارشاد نہ کر سکا۔ جو لوگ نظامی صاحب کی شخصیت سے واقف ہیں وہ اس اطاعت شعاری کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔

معذرت کے ساتھ: سخن گسترانہ بات آ گئی جسے میں نے قلمبند کر دیا ورنہ حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا کہ اس طرح کا کوئی گوشہ پیش لفظ میں آ جائے گا۔ غرضکہ سارے اسلاف واکابر خواہ حجۃ الاسلام ہوں یا ملک العلماء، صدر الشریعہ ہوں یا صدر الافاضل، محدث اعظم ہوں یا مفتی اعظم، سید العلماء ہوں یا صدر العلماء، شیر بیشۂ اہلسنت ہوں یا محبوب ملت، امین شریعت ہوں یا مصنف قانون شریعت، حضور حافظ ملت ہوں یا سیدی مجاہد ملت، محسن ملت ہوں یا برہان ملت، یہ سبھی قدسی صفات، علماء ربانیین اپنی زندگی کے بے بہا کارنامے اور بے شمار علمی یادگاریں چھوڑ گئے۔

کیا کہنا میرے سرکار مجاہد ملت کا۔ مناظرہ تو ان کی گھٹیوں میں تھا۔ مناظرہ ان کا ضمیر وخمیر تھا۔ میں اپنی خوش بختی پر جتنا بھی فخر کروں وہ کم ہے۔ یقیناً یہ میرے لیے باعث صد افتخار ہے کہ وقت کی ایک بہت ہی عظیم المرتبت شخصیت کی درسگاہ میں میں نے پرورش پائی۔ اہلسنت کی مرکزی درسگاہ جامعہ حبیبیہ کا وہ ابتدائی دور جب کہ ابھی اس کی کوئی عمارت نہیں تھی۔ بغیر گارے کی اینٹ کی دیوار پر پھوس کی ایک جھونپڑی پڑی تھی۔ ابھی وہاں ''پائپ'' تک نہیں آیا تھا۔ کنویں سے پانی کھینچتے کھینچتے ہتھیلیوں میں چھالے پڑ جاتے۔ سرکار مجاہد ملت فرماتے ''اگر تم رمضان شریف یہیں گذارو تو میرا اعتکاف بجائے دھام نگر کے یہیں ہو جائے۔ والد ماجد مرحوم مجھے حکم دیتے کہ تم گھر نہ آؤ حضور مجاہد ملت کی خدمت میں رہو میں دیہات میں اپنے اعتکاف کا انتظام کرالوں گا۔ چنانچہ افطار سے لے کر صبح سویرے اٹھ کر سحری کے لیے اسٹوپ پر کسی میٹھی چیز کا

پکانا یہ سب میرے ذمہ تھا۔ تبلیغ سیرت کے دوروں میں بستر اٹھاتے اٹھاتے کاندھوں پر ورم آ جاتا۔ حضور مجاہد ملت اپنے ہاتھ میں کوئی لوٹا ہی اٹھا لیتے ایسی صورت میں اب کیسے ممکن تھا کہ میں قلی کو حکم دیتا۔ تبلیغ سیرت کی کانفرنسوں میں ایجنڈے کی ترتیب۔ تجاویز کے متعدد نقول اور دوسرے انتظام واہتمام میں رات دن ایک کر دیتا، بخار آ جاتا مگر آنکھ اٹھا کر یہ نہ کہہ سکتا کہ اب یہ بوجھ مجھ سے نہیں اٹھ رہا ہے۔ اگر اس سلسلے میں اس وقت میرا کوئی رفیق کار تھا تو مظفر میاں اور صرف مظفر میاں۔

غرض کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سرکار مجاہد ملت کی نگاہ کرم اور فیض بخشیوں کا نتیجہ ہے۔ گویا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجاہد ملت کی درسگاہ میں ہم لوگوں کو فن مناظرہ پڑھایا نہیں بلکہ پلایا گیا ہے یہ جرأت وہمت انہیں کی عطا کردہ ہے جس کی بنیاد پر جھریا کے تاریخی مناظرہ میں مبلغ دیوبند مولانا ارشاد احمد فیض آبادی کو میں نے گرجتی آواز میں کہا تھا کہ مولوی ارشاد! ہمارا تمہارا یہی فرق ہے کہ تم مناظرہ کی خوراک ہو اور مناظرہ ہم لوگوں کی خوراک ہے۔ یہ سنتے ہی ارشاد کا چہرہ فق ہو گیا۔ اور روسیاہ دیوبندیوں کے چہرے پر مزید سیاہی دوڑ گئی۔ میرا یہ وہ جگر شگاف نعرہ ہے جو آج تک ایوان دیوبندیت میں گونج رہا ہے۔ یہ ان کا کرم نہیں تو اور کیا ہے۔ غیر مقلدین کے مقابل بجرڈیہہ بنارس میں حضور مجاہد ملت کا جو آخری مناظرہ کہا جا سکتا ہے۔ تیسرے روز کا نصف وقت گذر جانے کے بعد مائک پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں اپنی نقاہت وکمزوری کے سبب اب میں عزیزی مولوی مشتاق احمد نظامی کو مناظرہ کی صدارت سونپ رہا ہوں اس کے بعد اصول مناظرہ کے تحت اور جو کچھ فرمانا تھا وہ ارشاد فرمایا اگر میرے لیے اطمینان واعتماد کا ان کے دل میں کوئی نرم گوشہ نہ تھا تو ملت کی اتنی بڑی ذمہ داری میرے کاندھے پر کیوں کر رکھی گئی۔ ان کی یہی وہ خرداں نوازی تھی جس نے لاکھوں کا دل جیت لیا تھا۔ غالباً ۵۳ء یا ۵۴ء کی بات ہوگی قصبہ بھدرک سے اسٹیشن آتے ہوئے استاذ گرامی شمس العلماء حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ کا غیر مقلد یا کسی قادیانی سے ایک مناظرے کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ''اگر مرتے مرتے میں چپکے سے کسی کے کان میں دو کتابوں کا نام کہہ دوں تو وہ اپنے وقت کا بہترین مناظر

ہوجائے‘‘ یہ سنتے ہی خوشیوں سے میرا دل بلیوں اچھل گیا۔ ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر میں نے عرض کیا۔ ’’وہ دو کتابیں کون سی ہیں۔‘‘ برجستہ ارشاد فرمایا ’’پکی کھچڑی کھانا چاہتے ہو۔‘‘ میں نے بھی دبی زبان سے عرض کیا حضور اپنی پکائی کھچڑی تو کھا نہیں پاتا جس میں میرا خون پسینہ شامل ہوتا ہے۔ کس منہ سے دوسروں کی پکائی ہوئی کھچڑی کھاؤں گا۔ یہ سن کر مسکرائے۔ فرمایا محنت کرو محنت کرو۔ میں مرضی نہ پاکر خاموش ہوگیا۔ مگر پیچھے لگا رہا۔ اسے حسن اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے کہ ایک روز شام کے دھند لکے میں میرے مجاہد ملت کہیں باہر سے تشریف لائے اور غربت کدہ ہی پر مکان کے وسطی کمرے کی مسہری پر آرام فرمائے۔ جب حضرت نماز عشاء اور کھانے سے فارغ ہوگئے تو میں خدمت میں لگ گیا تلوے میں روغن گل کی مالش کررہا تھا۔ اچانک بھدرک والی بات یاد آگئی اور کیوں نہ یاد آتی اس وقت سے میرا حال یہ تھا جیسے جگر میں گڑی ہوئی پھانس کی چبھن محسوس ہو۔ میں نے ہمت کر کے عرض کیا آخرش وہ بات حضور کب ارشاد فرمائیں گے کہ ’’مرتے مرتے اگر میں چپکے سے کسی کے کان میں دو کتابوں کا نام کہہ دوں تو وہ اپنے وقت کا بہترین مناظر ہوجائے۔‘‘ موڈ اچھا تھا۔ خوش خوش تھے فرمایا وہ دو کتابیں یہ ہیں۔ (۱) الفضل الموهبی اذا صح الحديث فهو مذهبی (۲) رسالہ الاستمداد

’’الفضل الموهبی‘‘ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا غیر مقلدین کے رد میں فنی حیثیت سے بہت ہی عمیق اور وقیع رسالہ ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلومات میں اضافہ کے ساتھ مناظرانہ استعداد کو بھرپور توانائی حاصل ہوتی ہے۔ اور فکر و نظر کو نئی راہیں دستیاب ہوتی ہیں گویا اس کے ایک ایک جملے اور اس کی ایک ایک سطر سے مناظر پر بحث و تمحیص کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس کے کچھ بنیادی اصول متعین کئے گئے ہیں جس کی گرفت اتنی مضبوط اور وسیع ہے کہ مناظرہ کا کوئی گوشہ وشوشہ اس کی گرفت سے باہر نہیں جاسکتا۔

اور ’’رسالہ الاستمداد‘‘ یہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ’’کلام منظوم‘‘ ہے۔ جس میں دیوبندی عقائد کو سمیٹ کر سمندر کو کوزے میں بھرنے کی

منہ بولتی مثال پیش کردی گئی ہے۔ جس پر تاجدار اہلسنت رہبر شریعت و طریقت عارف باللہ سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت ہی جامع، مبسوط و مفصل، مدلل و مبرہن، پرمغز و پرمعنی حاشیہ ہے۔ اور یہی حاشیہ اس رسالہ کی جان ہے۔ بغیر حاشیہ کے اس کا سمجھ لینا سب کا کام نہیں۔ اس حاشیہ سے دیوبندی عقائد پر سرکار مفتی اعظم ہند کی وسیع اور گہری نگاہ کا پتہ چلتا ہے۔ اب آج کا دور انحطاط و تنزل کا ہے۔ طلباء فن مناظرہ کی طرف راغب و متوجہ نہیں۔ میں نے سوچا حضور مجاہد ملت کی اس امانت کو لے جاکے کیا کروں گا۔ یہ تو ایسی امانت ہے جسے طلباء کے فائدہ کی خاطر عام سے عام تر کیا جائے تاکہ باذوق طلباء اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور روح مجاہد کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں۔ اگر الفضل الموہبی اور رسالہ الاستمداد کے ساتھ مناظرہ رشیدیہ اور شرح عقائد وغیرہ جیسی کتابوں کو گیرائی و گہرائی سے پڑھا دیا جائے نیز سیدنا امام احمد رضا کی کتابوں کا وسیع النظری سے مطالعہ کرایا جائے۔ تو ایسا طالب علم یقیناً اپنے وقت کا بہترین مناظر ثابت ہوگا۔ عزیزی مولانا کمال احمد خاں رضوی کو کچھ اسی نہج سے دار العلوم غریب نواز میں ریسرچ کرایا جارہا ہے۔ خدائے قدیر انہیں جلد از جلد کامرانی کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔ تاکہ وہ مستقبل قریب میں جماعت کے آبرو اور قد آور شخصیت ثابت ہوں۔

میں عرض یہ کررہا تھا کہ ’’دیوبند کی خانہ تلاشی‘‘ کے کئی فارم برسوں سے کتابت شدہ تھے مگر میری بے پناہ مصروفیات نے اشاعت کا موقع نہ دیا۔ اب مولانا انوار احمد نظامی اور وقار احمد نظامی کے اصرار پر قلم برداشتہ اس کا پیش لفظ و مقدمہ لکھ کر ان کے سپرد کردیا تاکہ اس کی پہلی جلد شائقین تک پہنچ جائے۔ اگر عوام میں اس کی پذیرائی ہوئی تو اسے علیحدہ علیحدہ پانچ جلدوں میں شائع کیا جائے گا۔ اس لیے ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ اس کی ہر جلد کو بہت محفوظ رکھیں۔ جس کے پاس دیوبند کی خانہ تلاشی کی پانچ جلدیں موجود ہوں وہ اسے صرف پانچ کتاب نہ سمجھے بلکہ سیکڑوں کتابوں پر مشتمل ایک کتب خانہ تصور کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے ذریعہ اپنے ناظرین کو اتھاہ سمندر دیں گے۔

میں اسے حسن اتفاق ہی سمجھتا ہوں کہ دار العلوم محبوب سبحانی کے جلسۂ دستار فضیلت میں اسٹیج پر کچھ کتابیں فروخت ہو رہی تھیں۔ اچانک دعوتِ فکر ونظر پر نظر پڑگئی۔ چند اوراق الٹتے ہی ذہن نے بھانپ لیا کہ مولانا تابش قصوری بہت ہی عمدہ کام کر گئے اور اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اس کا وہ ضروری حصہ جو نادر ونایاب کتابوں پر مشتمل ہے اسے "دیوبند کی خانہ تلاشی" میں شامل کر لیا جائے تاکہ بیک وقت عوام کے علاوہ اپنے علماء کے پاس دیوبندیوں کی وہ کتابیں جواب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہوتیں اس کا ایک ذخیرہ اکٹھا ہو جائے جس سے میدان مناظرہ میں بھی کام لیا جاسکتا ہے۔

اور عوام کو حوالہ جات دیکھنے اور دکھانے میں سہولت ہو۔ اسی غرض سے دعوت فکر ونظر کو آخری حصے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ مثلاً "رسالہ الامداد رسالہ یک روزہ الجہد المقل وغیرہ اب خال خال کہیں پائے جاتے ہیں

اب یہی ایک کتاب آپ کو سیکڑوں کتابوں کا کام دے گی۔ خداء قدیر زیر مطالعہ کتاب کو عوام کے حق میں رشد وہدایت اور سعادت ونجات کا ذریعہ بنائے جو اہل علم اس سے فائدہ اٹھائیں وہ اپنی خصوصی دعاؤں میں عالی جناب علی احمد خاں مرحوم کو برائے ایصال ثواب یاد رکھیں۔ خداء قدیر مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اسیر حبیب مشتاق احمد نظامی

۱۹/ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ ۵/ستمبر ۱۹۸۵ء کاشانۂ خواجہ الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

برسوں سے جس کا آپ کو انتظار تھا۔ اب وہ کتاب، دیوبند کی خانہ تلاشی آپ کے زیر مطالعہ ہے اس طویل وقفے میں نہ جانے کتنے آرڈر ضائع ہوئے اور کسی قدر محفوظ ہیں اس کا علم منیجر مکتبۂ پاسبان کو ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ شائقین کی تلاش وجستجو کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہ مقام مسرت ہے کہ الحاد وزندقہ کے ہوش ربا دور میں، حق نگر، حق شناش حق پسند اور متلاشیان حق سے خطۂ زمین خالی نہیں ہے۔ تاریخ اس حقیقت کو ہمیشہ دہراتی رہی کہ مذہب حق کے خلاف آندھیاں چلیں، طوفان اٹھے۔ طرح طرح کی سازشیں کی گئیں مگر ہر دور میں حق، بنیان مرصوص ہی ثابت ہوا۔ شرپسندوں کے دماغ کی چولیں کھسک گئیں لیکن صداقت کی آہنی دیوار پر خراش تک نہیں آئی۔ انصاف ودیانت سے کھلواڑ کئے بغیر تاریخ کے بے بنیاد آئینے میں اگر حالات وواقعات کا صحیح جائزہ لیا جائے تو سیدنا امام احمد رضا کا دور بھی کچھ ایسا ہی نظر آتا ہے۔ ولی اللہ خاندان جو ہندوستان کے علوم دینیہ پر بادل بن کر چھا رہا تھا سبھی ان سے متاثر تھے۔ آج جس کو دیوبندی مکتبۂ فکر کہا جاتا ہے اس کے اساطین وسرخیل جماعت نے ولی اللہ خاندان کی عزت ووقار اور عظمت وبزرگی کا سہارا لے کر گمراہی وبدعقیدگی کا طوفان اٹھایا۔ اور مولانا اسماعیل دہلوی کی کجروی وفکری آزادی سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جسے خاندان سے کھلی ہوئی بغاوت بھی کہا جاسکتا ہے۔ بزعم خویش ان کا خیال تھا کہ ولی اللّٰہی خاندان کے چشم وچراغ سے کون آنکھیں ملا سکتا ہے؟ مگر وہ اس حقیقت سے بے خبر تھے جسے بریلوی مکتبۂ فکر کہا جاتا ہے۔ وہ حالات کے پیش نظر موم سے زیادہ نرم اور

لوہے سے زیادہ سخت ثابت ہوتا ہے وقت آنے پر وہ دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی کر دکھاتا ہے۔ ہر چند کہ ابھی اس نام سے یہ مکتبۂ فکر وجود میں نہ آیا تھا۔ مگر اس کے عہد کے افکار ونظریات جیسے جیسے صفحۂ قرطاس پر سمٹتے گئے اور دشمنان مصطفیٰ کی جارحیت ویلغار پر وفاشعاروں نے مدافعت کا مورچہ سنبھالا ویسے ویسے نظری وفکری اختلافات کا انبار لگتا گیا۔ جس پر انوار ساطعہ مصنفہ مولانا عبدالسمیع رامپوری وسیف الجبار مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہما الرحمۃ والرضوان اور اس طرح کی دوسری کتابیں شاہد عدل ہیں چنانچہ جب آپ تاریخی شواہد کی چھان پھٹک کریں گے تو یہ حقیقت از خود آپ پر منکشف ہوجائے گی۔ یہ بات آپ پر واضح رہے کہ دہلی قلعہ معلیٰ میں میلاد وسلام، نیاز وفاتحہ، وغیرہ جیسے مراسم سلاطین مغل کے بھی معمولات میں تھے۔ لیکن عہد اسماعیلی میں ان سبھوں پر پہرہ بٹھانے کی کوشش کی گئی۔ جسے سلطنت مغلیہ کے آخری تاجدار شاہ ظفر نے برداشت نہ کیا اور جذبۂ عقیدت کے تحت حضرت علامہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بہ زبان فارسی سوالات بھیجے علامہ کی طرف سے اس کا جواب بھی فارسی ہی میں حاضر کیا گیا، یہ کتاب جو سوال وجواب پر مشتمل ہے ڈاکٹر علیم الدین صاحب قادری قدیری کلکتوی کے کتب خانہ میں موجود ہے جو میری نظر سے گذر چکی ہے۔ کہنا یہ ہے کہ عہد رضا سے پہلے دیوبندی فتنے کا آغاز ہو چکا تھا اور اس دور کے علمائے اہلسنّت زبان وقلم کی شمشیر برہنہ لے کر میدان میں اتر گئے تھے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ اور سوالات وجوابات کے ہر میدان میں شاتمانِ رسول کو برہنہ کردیا۔ یہ حقیقت بھی آپ پر واضح رہے کہ ابھی بنام دیوبندیت بھی کوئی مکتبۂ فکر موسوم نہیں ہوا تھا۔ بلکہ مستقبل قریب میں بننے والی نوزائیدہ ونومولود جماعت کا عبوری وبحرانی دور تھا یہی وجہ ہے کہ دیوبندیوں کے اقوال وعبارات میں اختلال واضطراب کی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں چونکہ ابھی کوئی طبقاتی گروپ وجود میں نہیں آیا تھا۔ آہستہ آہستہ ان کے اقوال یکجا ہوتے گئے۔ اور مل جل کر وہ ایک مکتبۂ فکر بن گئے۔ جسے اب دیوبندی مکتبۂ فکر کہا جاتا ہے۔ مثلاً مولانا حسین احمد کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عبدالوہاب نجدی کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے کیا

کہا ہے اور گنگوہی صاحب کو اس کا علم نہ تھا کہ عبدالوہاب سے متعلق مولوی حسین احمد کا نظریہ کیا ہے۔ البتہ یہ بات بریلوی مکتبۂ فکر میں نہیں ہے۔ چونکہ اسماعیلی گروپ ایک نئے مذہب کو اور ایک خانہ ساز عقیدے کو معرض وجود میں لارہا تھا جو اسلاف کے نظریات سے براہ راست ٹکرا رہا تھا۔ اس لیے اس میں اختلاف اقوال کا ہونا ضروری ہے۔ اب متقدمین کے اصول وضوابط کا پابند نہیں رہا بلکہ شرک وبدعت کے نام پر ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی۔ جسے دیوبند کا نیا دین کہا جاسکتا ہے۔ اور فی الواقع ہے بھی ایسا ہی۔ برخلاف علماء اہلسنّت کے ان حق پرستوں کو کہ کسی نئے دین ومذہب کو جنم دینا نہیں تھا۔ بلکہ پرانے مذہب اہلسنّت جس کی تعبیر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ما انا علیہ واصحابی سے فرمائی ہے۔ اسی مذہب مدون ومہذب کی حفاظت وصیانت مقصود تھی۔

غرضیکہ عہد اسماعیلی میں اختلافات کا آغاز ہوچکا تھا۔ اور اسلاف واکابر کے عقائد اور معمولات ومراسم سے اکتائے وگھبرائے افراد مولانا اسماعیل سے قریب ہوتے گئے البتہ یہ ضرور ہوا کہ حنفیت وغیر حنفیت کی بنیاد پر یہ جماعت دو ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ ایک طبقہ نے عقائد کی گمراہی قبول کرنے کے ساتھ مسئلہ تقلید سے بھی ہاتھ دھو لیا۔ اور تقلید شخصی کا قلادہ گردن سے نکال پھینکا۔ موقع غنیمت سمجھ کر برٹش گورنمنٹ نے بھی خوب خوب اس فرقہ کی مدد کی تاکہ خدا کے گھر میں نماز کا ایک مشترکہ طریقہ جو رائج ہے اس آہنی دیوار میں بھی دراڑ پڑ جائے جو اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی خاطر اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ مگر وہ فی الواقع غیر مقلد ہیں۔ البتہ علماء دیوبند نے اسماعیلی عقیدے کو تو قبول کرلیا۔ مگر دنیاوی مصلحتوں کے پیش نظر اپنی حنفیت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔ تاکہ عمل کا قدرے مشترک عوام کو دھوکے میں مبتلا رکھے چنانچہ آج دیوبندی بریلوی مناظرے میں دونوں ایک ہی اسٹیج پر نظر آتے ہیں۔ ہاں دیوبندیت حنفیت کو آخری سلام کرلیتی ہے اور غیر مقلدیت اپنے گلے میں تکلیف کا پٹہ باندھ لیتی ہے یہ ہے دونوں کی حنفیت وغیر مقلدیت۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ عہد رضا سے پہلے اختلافات کا آغاز ہوچکا تھا۔ مگر یہ فیلڈ

''امام احمد رضا'' جیسی عبقری شخصیت کے لیے مقدر ہو چکی تھی تاکہ فتح وکامرانی کا سہرا انہیں کے سر باندھا جاسکے۔ چنانچہ صاحب بصیرت افراد نے ماضی کے آئینے میں مستقبل کی جو تصویر دیکھی تھی وہ عہد رضا میں اپنے پورے خدوخال کے ساتھ سامنے آگئی۔

اللہ اکبر ایک ایسا درویش جس کا علم کسبی ہی نہیں وہبی بھی تھا۔ ورنہ مسئلہ علم غیب پر چند گھنٹے میں خانہ کعبہ کی دیوار تلے عربی زبان میں ''الدولۃ المکیہ فی المادۃ الغیبیہ'' جیسی ضخیم محقق ومدلل ومبرہن کتاب کا قلمبند کر لینا کچھ آسان نہ تھا۔ یہ کتاب از ابتداء تا انتہا خدا کی عطا کردہ اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی مظہر وآئینہ ہے جہاں عام انسانوں کا علم کسبی دست بستہ انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

چنانچہ جب امام احمد رضا جیسی نادر روزگار شخصیت نے ''کمان'' اپنے ہاتھ سنبھالی تو سیف قلم نے شاتمانِ رسول کے بڑے بڑے ناموروں کے سر قلم کر دیئے۔ جو کوہستان وبیابانِ دیوبندیت کے شیر ببر سمجھے جاتے تھے۔ وہ امام احمد رضا کے نشانۂ قلم پر شیر قالین نہ ثابت ہو سکے۔ یہی جلانے کی وہ آگ ہے جس میں پوری دیوبندیت جھلس کر خاکستر ہو رہی ہے اور جب تک توبہ نصیب نہ ہوگی یہ آگ انہیں یونہی اور بھسم کرتی رہے گی۔ خدائے قدیر سیدنا امام احمد رضا کی قبر اطہر پر رحمتوں کی ساون بھادوں برسائے جن کے نوک قلم نے گھٹاٹوپ تاریکیوں کا پردہ چاک کر کے پوری امت مسلمہ کو اجالے میں کھڑا کر دیا۔ اے وقت کے دانشورو! غور کرو امام احمد رضا کا ایک ایسا وجود مسعود جو تن تنہا لاکھوں پر بھاری بھر کم تھا اسے خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے اگر زبان وادب کا پورا سرمایہ بھی اکٹھا کر دیا جائے تو اس کی زندگی کے چند لمحات کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ناکافی ہوگا۔ عقل حیران ہے کہ زبان وقلم کے لیے نیاز مندیوں کی بھیک کہاں سے مانگی جائے۔ اور کس کے خزانۂ عامرہ سے گوہر آبدار چن چن کران کے قدموں پر نچھاور کئے جائیں۔ جس سے امام احمد رضا جیسی قد آور شخصیت کی دینی وقلمی خدمات کا حق ادا کیا جاسکے۔

امام احمد رضا: وہ ایک شخص ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک نظریہ تھا، عقیدہ تھا، مسلک تھا مشرب تھا۔ انجمن تھا۔ کانفرنس تھا۔ کتب خانہ تھا۔ لائبریری تھا، وہ علوم

ومعارف کا کوہ گراں بھی تھا، بحر زخار بھی تھا، وہ درسگاہ بھی تھا خانقاہ بھی تھا۔

امام احمد رضا: آسمان علم وحکمت کا درخشاں آفتاب تھا اور گلستان طریقت ومعرفت کا شاداب پھول تھا۔ علم ظاہر کا جاہ وجلال اور علم باطن کا زندہ مثال تھا۔ وہ دن کے اجالے میں میدان قلم کا شہسوار اور رات کی تاریکی کا عابد شب زندہ دار تھا، وہ علم ظاہر وباطن کا سنگم تھا۔ وہ عالم نہیں، علم اور زاہد نہیں زہد تھا،

امام احمد رضا: وہ ایک مفتی تھا، مدرس تھا، مقرر تھا، مناظر تھا، مصنف تھا، مؤلف تھا، مفسر تھا، محدث تھا، معقولی تھا، منقولی تھا، ادیب تھا، خطیب تھا، فصیح تھا، بلیغ تھا۔ فقیہ تھا، وجیہ تھا۔

امام احمد رضا: ماہر الٰہیات وفلکیات تھا، ماہر ریاضیات وطبعیات، ماہر نجوم وتوقیت تھا، جو مدتوں کشور علم پر ساون بھادوں کی طرح برستا رہا۔ وہ ماہر علم الادویات وعلم الابدان تھا، غرض کہ وہ بیک وقت پچاس سے زائد علوم پر ید طولیٰ ودستگاہ کامل رکھتا تھا۔

امام احمد رضا: وہ اپنے وقت کا ابوحنیفہ وشافعی تھا، وہ غزالی بھی تھا اور رازی بھی تھا، وہ رومی بھی تھا اور محی الدین ابن عربی بھی تھا۔ وہ درسگاہ کی نوک پلک سے آشنا اور خانقاہ کے اسرار ورموز کا ہمراز تھا۔

اسے خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایسی کئی زندگیاں درکار ہیں۔ وہ اللہ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نادر ونایاب نعمت تھے۔ جس کے حق نگار قلم نے کروڑوں مسلمانوں کو کفر وگمرہی سے بال بال مامون ومحفوظ کر لیا۔ آج معمولات ومراسم اہلسنّت کی جو دھوم دھام ہے جس کے حسنات وبرکات سے پوری دنیائے اسلام مالا مال ہو رہی ہے، یہ امام احمد رضا ہی کے جہاد بالقلم کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔

''خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را''

دیوبندیت کی شاطرانہ چالیں

گفتگو اپنے موضوع سے بہت دور آگئی۔ حضور مجاہد ملت اور سیدنا امام احمد رضا جیسے قدسی صفات نفوس سے دل ایسا لگا بندھا ہے کہ ان کی بارگاہ میں پہنچ کر نوع بنوع

اور گونا گوں جلوؤں میں ایسا گم ہو جاتا ہوں کہ بہت جلد واپسی کا امکان باقی نہیں رہتا۔
اب میں چند ایسے اشارات دے کر گذر جانا چاہتا ہوں جس سے آپ اس حقیقت کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ علماء دیوبند واقعات وحقائق کی صورتیں مسخ کرنے میں کتنے شاطر، بیباک اور نڈر واقع ہوئے ہیں۔ گویا نہ تو دل میں خشیت الٰہی کی کوئی رمق ہے اور نہ ہی قومی عدالت میں پیش ہونے کا خطرہ! اپنا الوسیدھا کرنے کے لیے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ان کی فطرت ثانیہ ہے۔

اب ماہنامہ تجلی کے حوالے سے اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں: ع

آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے

''ماہنامہ تجلی دیوبند جلد نمبر ۱۵، شمارہ نمبر ۱۱، جنوری ۱۹۶۴ء ص ۲۶، ۲۷۔ سوال ۶، از ضلع شاد آباد، بہار ''یہاں اس ماہ جلسۂ سیرت تھا جس میں علم غیب پر مولانا مشتاق احمد الٰہ آبادی نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ حضور عالم غیب تھے۔ موصوف نے حاضرین سے فرمایا کہ بتاؤ خدا موجود ہے نا؟ جواب دیا گیا ''ہاں'' فرمایا اور تم اس وقت اپنے کو کیا کہو گے، ظاہر ہے موجود کہو گے۔ تو خدا بھی موجود اور انسان بھی موجود یہ تو کھلا ہوا شرک ہوا۔ کیوں کہ انسان غیر اللہ ہے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ اسے شریعت کی اصطلاح میں اشتراک لفظی کہتے ہیں۔ منفرد لفظ جب دوسرے لفظ سے مرکب ہوتا ہے تو معنی بدل جاتے ہیں جیسے خدا موجود، انسان موجود، پہلے لفظ کا معنی یہ ہوا کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی صورت سے عالم الغیب خدا ہے اور عالم غیب رسول اور فرمایا کہ جب حضور عالم غیب نہیں تھے تو پھر کیسے قبل از وقت قیامت کی خبریں مع حرکات وسکنات بتائیں۔ الخ

نوٹ: یہ ایک سوال ہے جس میں سائل اس کی صراحت کرتا ہے کہ مشتاق احمد الٰہ آبادی نے خدا کو عالم الغیب اور حضور عالم غیب کہہ کر حضور کے لیے علم غیب ثابت کیا۔ چنانچہ مندرجہ بالا حوالہ میں خط کشیدہ عبارت کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

اب مدرسہ دیوبند کے فارغ التحصیل مولانا عامر عثمانی جو دیوبند کے مایۂ ناز قلمکار تصور کیے جاتے ہیں۔ ان کی شاطرانہ چال ملاحظہ فرمائیں:

الجواب ۶: آپ کے بقیہ دو سوال ہم نے حذف کر دیئے ہیں کیونکہ وہ بھی انداز فکر کے اعتبار سے ایسے ہی تھے۔ اور علیحدہ ان کا جواب دینا وقت ضائع کرنا ہوگا۔ اس سوال کا جواب صرف یہ ہے کہ شیطان کو جب مالکِ ارض وسما ہی نے قیامت تک کی مہلت دے دی تو وہ ہر دور میں اور ہر رنگ میں اپنے مشن کو چلاتا رہے گا۔ کہیں وہ دہریت والحاد کے پرچم اڑاتا ہے۔ کہیں شرک وزندقہ کی آندھیاں اٹھاتا ہے۔ کہیں غلو اور بوالفضولی کی وباء پھیلاتا ہے۔ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کو نبی مانا۔ حالانکہ جس طرح سورج کا روز نکلنا اور غروب ہونا دورائے کا متحمل نہیں۔ اسی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا دورائے کی گنجائش نہیں رکھتا شیعوں نے حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ میں فوقیت دی حالانکہ ابوبکر کا سب سے افضل امتی ہونا اتنا ہی ظاہر اور باہر تھا جتنا یہ نیلا آسمان اور چمکتا ہوا چاند۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ حالانکہ کسی بشر کا ابن اللہ ہونا اتنی ہی بے بنیاد اور لایعنی بات تھی جیسے دودھ کا سیاہ اور توے کی کالک کا سفید ہونا۔ اسی طرح شیطان نے کھوپڑیوں میں گھس کر بعض نادانوں کو اس مراق میں مبتلا کر دیا کہ اللہ کے سوا بھی کوئی عالم الغیب ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ اور صرف اللہ ہی کا عالم الغیب ہونا پوری امت کے نزدیک ایسی حقیقت تھی جس کے خلاف ادنیٰ سا وہم بھی کسی کے قلب میں نہیں گذر سکتا تھا۔ مگر شیطان کا کمال یہی ہے کہ وہ دماغوں میں مغز کی جگہ بھس بھر دیتا ہے۔ اور فکری قویٰ میں ایسی کجی پیدا کر دیتا ہے کہ اچھا خاصہ آدمی سودائیوں جیسے طرز فکر کو عین دانائی سمجھ بیٹھتا ہے۔

ناظرین اور دانشوروں کی بھرپور توجہ چاہتے ہوئے گزارش کروں گا کہ وہ سائل کے سوال کی خط کشیدہ عبارتوں کو بغور ملاحظہ فرما کر عامر صاحب کے جواب کا بے تکا پن اور ذہنی بوکھلاہٹ پر دھیان دیں کہ جب سائل اس کی وضاحت کرتا ہے کہ مشتاق احمد الٰہ آبادی نے حضور کے لیے علم غیب ثابت کر کے عالم غیب کہا تو اب یہ کہنا کہ پوری امت مسلمہ خدا کے سوا کسی کو عالم الغیب نہیں مانتی۔ اسے واقعہ کی اصل صورت کو مسخ کر کے آنکھوں میں دھول جھونکنا نہ کہا جائے گا تو آخر ش اس کی اور دوسری تعبیر کیا ہوگی۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ دماغ میں مغز کی جگہ بھس کہاں بھرا ہوا ہے

آیا مراق یہاں ہے یا وہاں؟ اس بے تکے پن کے جواب کا مفہوم تو یہ ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک عربی زبان میں الف لام کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ خواہ عالم الغیب کہا جائے یا عالم غیب! حالانکہ اہل علم اس حقیقت سے بہت اچھی طرح واقف ہیں کہ عربی زبان کے مبتدی طالب علم کو جب "کافیہ" پڑھائی جاتی ہے تو استاذ "الکلمۃ" کے الف لام پر مسلسل کئی دن تقریر کرتا ہے۔ یہ موقع اس کا نہیں کہ الف لام پر کوئی تفصیلی گفتگو کی جائے۔ محض ذہن دینا مقصود ہے کہ علماء دیوبند کی شاطرانہ چالوں سے سبق حاصل کیا جائے اپنی آنکھوں کا شہتیر نہ دیکھ کر دوسروں کی آنکھ میں تنکا تلاش کرنا اسی کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی مولویت اور داڑھی کے پردے میں کیسے کیسے ڈرامے کھیلے ہیں اور عوام کے جذبۂ عقیدت سے کیسے کیسے غلط فائدے اٹھائے ہیں۔ اس کی ایک اور زندہ مثال ملاحظہ فرمائیں۔

"اتراؤں" ضلع الہ آباد کا ایک غیر معروف دیہات ہے۔ وہاں سے عید الاضحیٰ کا اشتہار شائع ہوا جس میں بعد نماز عیدین مصافحہ و معانقہ کی مخالفت میں یہ مسئلہ شائع کیا گیا۔ نماز عید کے بعد خصوصاً مصافحہ و معانقہ کو ضروری سمجھنا بدعت، بولنے اور لکھنے کا ہیضہ ہی ہوگیا ہے تو کیا اس طرح نہیں لکھا جاسکتا تھا کہ بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ مستحب ہے۔ البتہ اسے ضروری نہ سمجھا جائے اس طرح لکھنے سے عوام مستحب جیسی برکت سے محروم بھی نہ ہوتے۔ اور اتراؤں کے جن دیوبندیوں نے اسے ضروری سمجھ لیا تھا اس کی اصلاح بھی ہو جاتی مگر یہاں مسئلہ بتانا مقصود نہیں ہے بلکہ زبان و قلم کی لغزش کو نباہنا ہے۔ چونکہ یہ کہہ چکے ہیں کہ بعد نماز عیدین مصافحہ و معانقہ بدعت ہے اور حسن منزل کے مناظرہ میں اپنے منہ کی کھا چکے ہیں۔ لہٰذا براہ راست مصافحہ و معانقہ کو تو بدعت نہ کہہ سکے اس میں ضروری کی قید کا اضافہ کر کے یوں لکھا کہ اسے ضروری سمجھنا بدعت ہے، یہی ہے دیوبندی مولویوں کا داؤ پیچ اور دینی مسئلہ سے کھلواڑ نیز عوام کو بے وقوف بنانا اس کی پوری تفصیل میری کتاب "تازیانہ" میں آرہی ہے۔ یہ تو ان کے چھٹ بھیوں کا حال ہے۔ مگر انہوں نے اس تکنک کو اپنے بڑوں سے سیکھا ہے۔ اب اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:-

مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب "میلاد النبی" جو تھانوی صاحب کی نو تقریروں کا مجموعہ ہے وہ میلاد النبی کی مخالفت میں رقمطراز ہیں لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے اور جگر پاش پاش ہو رہا ہے۔ (عید میلاد النبی، نیو تاج آفسٹ پوسٹ بکس ۷۴۹ ۱ دہلی ص ۵۴)

"صبح صادق کے وقت وہ بیان ہوا اس لیے کہ حضور کی ولادت شریف اسی وقت ہوئی ہے اور ایک گہوارہ لٹکایا گیا غرض پوری نقل بنائی گئی۔ نعوذ باللہ و غضب رسولہ علیٰ ہذہ الخزعات"۔ اگر یہی نقل ہے تو خدا خیر کرے ایک عورت کو بھی لا دیں گے اور اس کو کہہ دیں گے چلایا کرے۔

نوٹ:- میں نے جب بھی اس ٹکڑے کو پڑھا آنکھیں نمناک ہوئیں اور دل کی دھڑکنیں بڑھ گئیں۔ ان گنت و بے شمار حملوں سے کلیجہ گھائل ہو کر زخموں سے چور چور ہو گیا ہے۔ ان ظالموں سے کوئی دریافت کرے کہ ہر نقل کو اس کی اصل درکار ہوتی ہے۔ جب جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ سرور کونین روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر حضرت سیدہ آمنہ نے کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں محسوس کی" تو پھر یہ لکھنا کہ تذکرۂ میلاد شریف میں "ایک عورت کو بھی لا دیں گے اور اس کو کہہ دیں گے کہ چلایا کرے۔" جب چلّانے اور شور مچانے کی کوئی اصل نہیں تو اس کی نقل کا کیا سوال؟ یہ دلوں کا چور اور ذہنی پراگندگی نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسے شاتمان رسول اور شر پسندوں کے شر سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔ آمین

ایک نئی دریافت: برسوں پہلے مجھے معلوم ہوا تھا کہ برٹش گورنمنٹ مولانا تھانوی کو چھ سو روپے ماہانہ دیتی تھی۔ وہ میٹر تاٹی "راجستھان" کے ایک قریبی گاؤں کے رہنے والے جناب مکرم علی خاں کے دست بدست ملتی تھی ایک بار میں میٹر تاٹی اسی غرض سے پہنچا تاکہ مکرم علی خاں سے اس کی تحریر حاصل کی جائے مگر بارش کی وجہ سے راستہ ناقابل سفر تھا نہ جاسکا۔ ابھی ۲۰ راگست کو پھر اسی غرض سے میٹر تاٹی پہنچا۔ چنانچہ فاضل گرامی جناب مولانا محمد قاسم صاحب خطیب شاہی مسجد کے توسط سے ان کے والد ماجد حضرت مولانا قاضی خورشید احمد صاحب خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے ان کا تحریری بیان حاصل کیا۔ اس کی فوٹو کاپی کرالیا ہے اگر گنجائش رہی تو

وہ بیان اسی جلد میں آئے گا۔ ورنہ ''خانہ تلاشی'' کے جلد دوم میں آپ اسے ملاحظہ فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ''دیوبند کی خانہ تلاشی'' پانچ جلدوں میں شائع کی جائے گی۔ اوراس کی ہر جلد بہت محفوظ رکھی جائے۔ یہ پانچ جلدیں ایک کتب خانہ کا کام دیں گی۔ عوام کو دشمنان رسول سے آگاہ کرنے میں نیز رشد وہدایت اور ایمان وعقیدے کی سلامتی وپختگی کی غرض سے ''دیوبند کی خانہ تلاشی'' پانچ جلدوں میں شائع کی جارہی ہے۔[1] بڑی عجلت میں اس کی اشاعت ہورہی ہے مجھے اس کا احساس ہے کہ کتابت کی غلطیوں سے آپ کی سنجیدہ نظر کو دو چار ہونا پڑے گا جس کی معذرت قبول فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلا ایڈیشن ایسا نہ ہوگا۔ اب آپ ورق الٹتے جایئے اور علماء دیوبند کی متعدد کتابوں کے حوالے جات سے ان کی ذہنی پراگندگی رسول دشمنی، باہمی تضاد بیانی، دوسروں پر اپنی فوقیت وبرتری، علماء اہلسنت پر الزام تراشی، بہتان بندی، اور دشنام طرازی کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ پھر دس فارم پورا ہونے کے بعد دعوت فکر ونظر سے فائدہ اٹھایئے۔ خدا میری اس محنت کو قبول فرمائے...... آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مشتاق احمد نظامی

۲۳رذی الحجہ ۱۴۰۵ھ کاشانہ خواجہ الٰہ آباد۳

---

[1] نوٹ:۔ پانچ جلدیں پوری کرنے کا ارادہ تھا مگر حیات نے ساتھ نہ دیا۔

جن کا تاریخی نام مکر عظیم ہے

مشاہیر علماء ومشائخ کے روزمرہ کے جو اقوال جمع کر لئے جاتے ہیں، اسی کو عرف عام میں ''ملفوظ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مکتبۂ فکر دیوبند کے نہ صرف رہنما ہیں بلکہ مجدد، حجۃ اللہ فی الارض، حکیم الامت، ایسے ہی بہت سے ان کے ٹائیٹل ہیں۔ ''افاضات الیومیہ'' انہیں کے ملفوظ کا نام ہے۔ چونکہ عام ملفوظات سے اس کا رنگ ڈھنگ بالکل الگ تھلگ ہے اس لیے اس کا نام بھی سب سے جداگانہ ہے۔

مولانا تھانوی کے متوسلین نے اس کا اہتمام کیا کہ دن بھر میں وہ جو کچھ فرماتے اسے اکٹھا کر لیتے بعد میں افاضات الیومیہ کے نام سے اس کی اشاعت کردی گئی، اس کی ترتیب وتدوین میں جس قدر احتیاط واہتمام کیا گیا ہو وہ کم ہے۔

اب آنے والے صفحات میں آپ افاضات الیومیہ کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرما کر اس کا جائزہ لیجئے کہ تھانوی صاحب کی مجلس میں قرآن وسنت، فقہی مسائل وغیرہ وغیرہ پر سنجیدہ علمی گفتگو ہوتی! یا محض تفریح اور مسخرے پن کی باتیں ہوتیں، مشتے نمونہ از خروارے، کے طور پر کچھ اقتباسات لئے گئے ہیں اگر سب کو اکٹھا کیا جائے تو کئی جلدوں میں ضخیم کتاب ہوجائے گی۔ مقصد سب کو یکجا کرنا نہیں ہے، یہ تو جن کا کام تھا وہ کر چکے، مجھے بطور مثال علماء دیوبند کی کتابوں کے کچھ نمونے دینے ہیں تاکہ ناظرین بغیر کسی خارجی اثرات کے خود انہیں کے اقوال سے ان کے متعلق اپنا آخری فیصلہ کر سکیں۔

گویا یہ ایک آئینہ ہے جس میں دیوبندیت کی صحیح تصویر نظر آئے گی اگر ''دیوبند کی خانہ تلاشی'' اس کا نام تجویز نہ کرتا تو اس کتاب کا نام ''دیوبندیت اپنے آئینے میں'' ہوتا۔

سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظ مبارک پر بعض نادان دیوبندیوں کے کچھ مہمل اعتراض تھے جس کو انہوں نے کتابچہ اور پوسٹر کے ذریعہ مشتہر کیا، ان کی اپنی دانست میں گویا سوالات ایسے تھے جس کا جواب نہ ہو سکے گا۔

دیوبند کے بعض کمیشن ایجنٹ سفیروں نے بمبئی، ہبلی، ناگپور، کاغذنگر، وغیرہ میں اہلسنت کے خلاف ایک محاذ جنگ قائم کردیا اور جہاں زمین خالی دیکھی وہاں مناظرہ کا چیلنج بھی دیا لیکن بحمد اللہ، میری کتاب ''انکشافات'' نے ان کے اعتراضات کے بخئے ادھیڑ دیئے اور تحقیقی والزامی جوابات دے کر دیوبند کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔''انکشافات'' کی اشاعت کے بعد سے اب ان کا تعزیہ ٹھنڈا ہوچکا ہے۔بھنگواں ضلع گونڈہ کے مناظرہ میں پہلی بار''انکشافات'' دیوبندیوں کے اسٹیج پر گئی جس سے وہ دم بخود اور حواس باختہ ہوگئے، ان کے اپنے خیال میں جن سوالات کے جوابات نہ تھے اس کتاب نے ان کے سرمایۂ علم کی قلعی کھول دی اور ان کے سوالات تارعنکبوت کی حیثیت بھی نہ پاسکے۔انکشافات کے بعد ان کی سراسیمگی اور بیچارگی کا یہ عالم تھا کہ التواء مناظرہ کی تحریر دے کر'' جان بچی لاکھوں پایا، ایک، دو، تین، میدان مناظرہ سے رفو چکر ہوئے۔اور ۴؍شوال کی تاریخ معینہ پر پھر ان میں سے کسی کی صورت نظر نہ آئی۔اہلسنت شیر کی طرح گرجتے رہے اور ان کے میدان مناظرہ میں دھول اڑتی رہی اور سناٹا ہی سناٹا تھا کسی ایک متنفس کا پتہ نہیں۔

بحمدہ تعالیٰ''انکشافات'' کے بعد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب کی معرکۃ الآراء کتاب "التحقیقات لدفع التلبیسات" مارکیٹ میں آگئی ہے جس میں فاضل مصنف نے دیوبندی پھکو بازوں کو ترکی بہ ترکی جواب دے کر انہیں مرگھٹ تک پہنچادیا ہے۔''التحقیقات'' محققانہ انداز میں بڑی کاوش اور عرق ریزی سے ترتیب دی گئی ہے۔بہت ہی مفید اور لائق مطالعہ کتاب ہے۔

ملفوظات سیدنا امام احمد رضا علوم ومعارف کا ایک بیش بہا خزانہ ہے، وہ افاضات الیومیہ، کی طرح ہفوات خرافات کا مجموعہ نہیں ہے۔اس پر اعتراض تو دور کی بات ہے، اسے سمجھنے کے لیے علم وعقل وشعور درکار ہے۔اس میں ایسے اسرار وغوامض ہیں کہ ایک ایک حوالہ کی تلاش میں چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔سیدنا امام احمد رضا کی مجلس میں پھسکی، بہیں، مزا اور مذی کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا، یہ تو جناب کے حکیم الامت کی مجلس وعظ وتذکیر تھی جہاں فحش اور بیہودہ حکایات سے نصائح اخذ کئے جاتے تھے۔

اگر کتاب کی ضخامت نے اجازت دی تو ملفوظات اعلیٰ حضرت سے کچھ اقتباسات ہدیۂ ناظرین کروں گا تاکہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آجائیں۔

ورنہ تھانوی صاحب کی افاضات الیومیہ اور ملفوظات اعلیٰ حضرت دونوں مطبوع ہیں جس کا جی چاہے دونوں کا موازنہ کرے۔

اب دیوبند کے حکیم الامت جن کا تاریخی نام ''مکر عظیم'' ہے، ان کی ملفوظات کے اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں۔

افاضات الیومیہ

تاویل دافع کفر نہیں: مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کے جواز ہی میں صحابہ رضوان اللہ عنہم کو کلام تھا۔لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ قطعی رائے تھی، کہ ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے، کیونکہ وہ تاویل کے ساتھ ایک رکن اسلام کے منکر تھے، کیونکہ ضروریات دین میں تاویل دافع کفر نہیں۔

(افاضات الیومیہ، مصنفہ اشرف علی تھانوی، ج:۷،ص:۶۰،سطر:۲۰)

نوٹ:۔ اس عبارت کو دیوبند کے صدر دروازہ پر کندہ کرادینا چاہئے۔

''ضروریات دین میں تاویل دافع کفر نہیں''

کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونے کے باوجود اگر ایک بات بھی کفر کی ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے

فقہاء کا جو یہ حکم ہے کہ اگر کسی میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو ننانوے وجوہ کا اعتبار نہ کیا جاوے گا اور اس ایک وجہ کا اعتبار کیا جاوے گا۔اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لیے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی ناکافی ہے۔بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی مزیل ایمان نہ ہوں گے۔حالانکہ یہ غلط ہے، اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہو وہ بالاجماع کافر ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۷،ص:۲۳۳،سطر:۹)

یہ تواضع ہے یا جھوٹ کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا جو خود ہی کو سب سے بدتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔افاضات الیومیہ۔تھانوی، حصہ۳،ص۳۲۷......)

نوٹ:- تھانوی صاحب کو اپنے مجدد ہونے کا احتمال تھا اور رحمۃ اللہ فی الارض ہونے کا یقین اس کے باوجود اپنے کو بدتر اور ذلیل سمجھنا یہ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند نہیں تو اور کیا ہے یہ محض نمائش اور ریا ہے۔

گنگوہی صاحب کی نظر میں حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ للعالمین تھے

حضرت گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ کئی روز حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو دست آتے رہے۔ اس قدر صدمہ اور رنج ہوا تھا۔ بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ اس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہوگی، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ اللعالمین فرماتے تھے

(افاضات الیومیہ، ج:۱،ص:۱۰۵،سطر:۴ وغیرہ)

نوٹ: ایک حاجی صاحب ہی کیا دیوبند کا ہر طفل مکتب مولوی رحمۃ للعالمین ہے۔

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے برابری کا دعویٰ: مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷،ص:۳۶۴،سطر:۲)

نوٹ: دیوبند کی زبان میں مثلاً بھائی ہونے میں اشتراک ہے۔ ہائے رے بوالہوسی۔

غیر نبی نبی سے اعلم ہوسکتا ھے: دنیوی فنون میں ہوسکتا ہے کہ غیر نبی، نبی سے اعلم ہوجائے...... فن سیاست میں ممکن ہے غیر نبی، نبی سے اعلم ہوجائے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۶،ص:۳۴۹،سطر:۱۴)

نوٹ:- تنقیص نبوت کے سوا وہ اور کونسا داعیہ ہے جس نے یہ لکھنے پر مجبور کیا۔
یہ بھی کہا جاسکتا ہے، ایک مہتر اور بھنگی بعض چیزوں میں صدر دیوبند سے اعلم ہوسکتا ہے، ایک بھاڑ بھونجا مفتی دیوبند سے اعلم ہوسکتا ہے۔

کشف کی تحقیر: اور کشف ہے کہ لوگ اس کو بڑی چیز سمجھتے ہیں کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جا کر دیکھ سکتے تھے وہ اس نے بیٹھے دیکھ لی۔ یہ بات تو کافر کو بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، جلد:۷، ص:۴۴۱، سطر:۱۱، وغیرہ)

نوٹ:- جناب کا ڈکارنا و چھینکنا بھی کرامت ہے لیکن بزرگوں کی کرامت کفار کے جادو منتر کی طرح ہے۔

تھانہ بھون گویا مدینہ ھے: جیسا کہ مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا یہاں پر بھی نہیں رہ سکتا۔ (افاضات الیومیہ، تھانوی، ج:۴،ص:۲۷۰،سطر:۱)

نوٹ:- صاف صاف کہہ دیجئے اب یہ تھانہ بھون نہیں مدینہ ہے۔
گنگوہ تو کعبہ بن ہی چکا ہے، ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہی۔ ع

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

اب دیوبندیوں کو مکہ و مدینہ جانے کی ضرورت نہیں گنگوہ اور تھانہ بھون بہت کافی ہیں۔

ہمارے معزز دوست نواب جمشید علی خاں نے بھی یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ حدیث میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت تو معلوم ہے، تو کیا اس حدیث کی رو سے حضور کے گنبد شریف کا شہید کردینا واجب ہے۔ چونکہ واقعی بناء علی القبر کی حدیث میں مخالفت ہے، اس لیے اول تو میں متحیر ہوا۔ بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں، جو ہوتی تو ہیں واقعی لیکن ان کا تذکرہ بدنما اور بے ادبی اور بدتہذیبی ہوتا ہے۔ الخ

(افاضات الیومیہ، ج:۷،ص:۱۹۰،۱۹۱،سطر:۲۳)

نوٹ:- اگر سچ بات کا تذکرہ بسا اوقات بدنما معلوم ہوتا ہے اور اس کا شمار بے ادبی اور بدتہذیبی میں کیا جاتا ہے تو پھر حفظ الایمان کی وہ عبارت جو سراسر کفر، کذب اور افتراء ہے اس کا تذکرہ کیسا ہوگا؟

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یا دوسرے عارفین کے ذہن میں مقاصد پہلے آتے ہیں، اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقاصد میں نہیں پہنچتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی۔ ج:۴،ص:۳۲۲،سطر:۱۹)

نوٹ:- مقدمات نہ دیکھنے کے باوجود نتیجہ کا صحیح نکلنا یہ دیوبند کی الٹی منطق ہے۔
ایک صاحب کی لڑکی کا رشتہ ہو رہا ہے، لڑکے والوں کو لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ شادی میں جلدی کرو۔ تو

آپ کی مصلحت حضور کی مصلحت سے بڑھی ہوئی ہے۔ اب وہ بیچارے لڑکی والے لکھتے ہیں کہ ایسے امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیداری کے ارشادات بھی محض مشورہ ہوتے تھے جن پر عمل کرنے پر انسان خود مختار ہوتا تھا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴، ص:۳۹۸، سطر:۴)

حافظہ نباشد: میں کم بخت کیا چیز ہوں کہ اس کا انتظار کروں کہ مجھ سے محبت ہو خود حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی طبعی محبت کرنا فرض نہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۶۴، سطر:۷)

نوٹ: یہاں جناب کیوں بھول گئے کہ بسا اوقات اصل واقعہ کا بدنما معلوم ہوتا ہے۔

عمل پر نہیں محبت پر بھروسہ ہے: اپنے پاس اعمال وغیرہ تو کچھ ذخیرہ نہیں صرف بزرگوں کی دعاء اور محبت ہی ہے۔ اس کا یہ تشخص واہتمام کرنا چاہئے۔

(افاضات الیومیہ ۴۵۔ ص۴۲ ۵سطر۱۹)

نوٹ:- یعنی اعمال کا اہتمام کرنا چاہئے بس بزرگوں کی دعا اور محبت کافی ہے۔ اسی لئے تو عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ "مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخری کا باعث ہے۔"

نماز، روزہ سب سے چھٹکارا، پاؤں دھو کر پی لیجئے اور اپنے اصل ٹھکانہ پہنچ جایئے۔

خانقاہ نہیں بیحیاؤں کا اڈہ: یہاں (تھانہ بھون) پر تو جو بہت ہی بے حیاء ہوگا وہی ٹھہر سکتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۶۵)

نوٹ:- کبھی کبھار، سچ بات زبان پر آہی جاتی ہے۔

سیدہ خاتون جنت کی توہین: ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے ہم کو سینے سے چمٹا لیا۔ ہم اچھے ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۷۶، سطر:۸)

نوٹ:- حضرت سید خاتون جنت کی شان تو یہ ہے کہ ان کی ایک نگاہ عنایت بیمار کو شفایاب کر دے مگر یہ بیہودا انداز بیان قابلِ نفرین وملامت ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ کی توہین: ایک مولوی صاحب نے عرض کیا

کہ حضرت عقد ثانی کا داعی کیا پیش آیا تھا۔ فرمایا ان کی سادگی دینداری اور بے دینی جی چاہتا تھا کہ ایسی اچھی طبیعت کا آدمی گھر میں رہے...... ان کے گھر میں رہنے کی بجز عقد کے کوئی اور صورت نہ تھی...... نیز اس کے متعلق میں نے یہ بھی خواب دیکھی تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس سے میں تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی وہ ہی نسبت ان کو ہے۔ (معاذ اللہ) (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۱، ص:۶۵، سطر:۲۳)

نوٹ: اس پھوہڑ اور لغو و بیہودہ عبارت کی تفصیل خون کے آنسو میں ملاحظہ فرمایئے۔

ایک بھدی، بھونڈی اور دل آزار مثال: اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھئے، مثلاً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان حضرات کی صورت میں شیطان آسکتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۸۲، سطر:۱۸)

نوٹ:- یہ بالکل وہی انداز ہے جس طرح کوئی بے لگام شرابی بولتا ہے۔

کفر عیب نہیں ہے: کفر عرفاً عیب نہیں ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۳۱۴، سطر:۲۳)

نوٹ:- اس زعم باطل نے حفظ الایمان کی کفری عبارت پر جری کر دیا تھا۔

چھپر کی جنت: ان ہی حضرات کی برکت تھی، مقبولیت پر یاد آیا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں، فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ! یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں۔ جس وقت صبح کو مدرسہ آیا، مدرسے کے چھپر پر نظر پڑی تو ویسے ہی چھپر تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۶۶، سطر:۷)

نوٹ:- دیوبند کے جملہ فضائل من گھڑت خوابوں سے تراشے جاتے ہیں۔

حوروں کی دنیا: میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۳۷، سطر:۱۵)

نوٹ:- اس میں جناب کا تجربہ بول رہا ہے۔

پہلی شب کا ذکر خیر: مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب

دی کہ حافظ جی نکاح کرلو بڑا مزہ ہے۔حافظ جی نے کوشش کرلیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی۔مزہ کیا خاک آتا۔صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ بڑا مزہ ہے، بڑا مزہ ہے، ہم نے روٹی لگا کر کھائی، ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی۔نہ میٹھی نہ کڑوی، لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی مارا کرتے ہیں۔آئی شب حافظ جی نے بیچاری کو زدوکوب کیا۔دے جوتہ دے جوتہ، تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہوگیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا۔پھر صبح آئے اور کہنے لگے کہ سسروں نے دق کردیا۔رات ہم نے مارا بھی کچھ بھی مزہ نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی۔تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے سے مراد یہ ہے۔اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی۔صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۴،۱۷، ج:۳)

نوٹ:- اس واقعہ سے تھانوی صاحب کی محفل کا اندازہ کیجئے، لکھنؤ کے بھانڈ جن واقعات کو بیان کرتے ہوئے شرما جائیں۔بس ایسے ہی فحش وبیہودہ حکایات کو بیان کرکے تھانوی صاحب نصائح ونتائج اخذ کرتے تھے۔

دلچسپ واقعہ: شاگردوں نے کہا کہ حافظ جی نکاح میں بڑا مزہ ہے، حافظ جی نے کوشش کرکے ایک عورت سے نکاح کرلیا۔شب کو حافظ پہنچے اور روٹی لگا لگا کر کھاتے رہے۔(قصہ سابق)(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۲۲۷، سطر:۵)

نوٹ:- تھانوی صاحب تو حافظ بھی تھے۔

مزا اور مذی کا لطیفہ: ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو پہلے مزہ آتا تھا، اب نہیں آتا۔میں نے کہا کہ میاں مزا تو مذی میں ہوتا ہے۔یہاں کیا مزہ ڈھونڈھتے پھرتے ہو۔(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۳۵۷، سطر:۷، وغیرہ)

نوٹ:- خدا پناہ! اسے وعظ ونصیحت کی محفل کہا جائے یا نوٹنکی کا اسٹیج!

بے حیائی کی زندہ مثال: ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا۔میں نے کہا کہ ذکر میں کہاں مزہ تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے، یہاں کہاں ڈھونڈھتے پھرتے ہو۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۶۶۸، سطر:۲۳)

نوٹ:- پہلی عبارت میں جو تھوڑی سی کسر تھی، بے شرمی وبے حیائی نے اس کو بھی پورا کردیا۔

بد تہذیبی سرشت میں داخل ھے: فرمایا کہ الفاظ تو اس کے پاس نہ تھے مگر خلوص تھا، جی چاہتا تھا کہ اسی بے تہذیبی کے ساتھ سلسلۂ گفتگو جاری رہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۰، سطر:۱۱)

نوٹ:- کیا ذوق سلیم ہے؟

مھابکو: بعض لوگ قلیل الکلام ہوتے ہیں، اس سے بھی رعب بھی ہوتا ہے اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ اس قدر مجھ کو ہوّا بنائے ہوئے ہیں۔(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۸، سطر:۱۳)

نوٹ:- ہوّا انہیں بنائے تھے بلکہ مزا اور مذی جیسی گفتگو سے لطف اندوز ہونے کے لیے بھیڑ بھاڑ لگی رہتی تھی۔

نوافل سے گریز: میرا عمل عزائم پر نہیں، رخص پر ہے، نفلیں کم پڑھتا ہوں۔کبھی نوافل بیٹھ کر پڑھ لیتا ہوں۔(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۲۵۹)

نوٹ:- حجۃ اللہ فی الارض کی شان ایسی ہی ہونی چاہئے۔

اپنی بداخلاقی کا غلط احساس: میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ میری بداخلاقی کا منشاء خوش اخلاقی ہے۔خیر میں تو جیسا کچھ ہوں وہ تو مجھ کو ہی معلوم ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۵۳، سطر:۱۰)

نوٹ:- جن لوگوں پر جناب کے قہر وجلال کا کوہ آتش فشاں پھٹ پڑا ہے ان سے دریافت کیجئے کہ یہ تاویل انہیں منظور ہے یا نہیں؟

حجۃ بنگال: ایک صاحب نے کہا تھا کہ منکر نکیر کو قبر میں جواب دینا آسان ہوگا مگر اس شخص کی (مراد میں ہوں) جرح قدح کا جواب مشکل ہے۔میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۵۶)

نوٹ: حکمت چین کا پتہ تو نہ چل سکا البتہ قدم قدم پر حجۃ بنگال کی جلوہ گری ہے۔

چندہ کی شرک: حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون تشریف لایا کرتے تھے ان سے دعاء کے لیے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمادیں یہ مقدمہ اپیل میں ہمارے حق میں کامیاب ہوجائے۔ فرمایا کہ ہمارے حاجی کو بیٹھنے کی تکلیف ہے۔ یہاں پر ایک سہ دری بنوا دو، ہم دعا کریں گے۔ عرض کیا بہت اچھا، حضرت نے دعا فرمادی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱،ص:۱۰۷)

نوٹ:- ایسے ہی دنیاداروں نے تو خانقاہوں کو بدنام کیا ہے۔

عورت نہیں "چڈو": قصبہ رام پور میں حضرت مولانا گنگوہی نے ایک واقعہ میں طلاق کے متعلق کوئی فتویٰ دیا تھا۔ کسی عورت نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ کر اس کے خلاف یہ فتویٰ دے دیا کہ قرآن میں یہ لکھا ہے۔ حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے بیان کیا۔ فرمایا وہ کیا جانے چڈو کہیں کی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۷، ۵، سطر ۵)

نوٹ:- اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔

خدارا اسے ہرگز نہ پڑھیے: ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہوکر بازار میں ہوکر نکلوں۔ اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضوتناسل کو پکڑ کے کھینچے۔ ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں "بھڑوا ہے بھڑوا ہے" اور اس وقت میں حقائق اور معارف بیان کروں۔ (افاضات الیومیہ، ج ۷، ص ۸۳، سطر ۱)

نوٹ:- لاحول ولا قوۃ الا باللہ مفتی کفایت نے فتووں کی حجامت بنائی اور جناب نے حقائق ومعارف کی درگت بنائی۔ ایسا مکروہ وغلیظ انداز بیان جس سے بھڑوے شرمائیں، لیکن تھانہ بھون کی خانقاہ میں سب روا۔

اسے ضرور پڑھیے: میں نے کہا، میاں تم ہاں کہہ دیتے اور واقعی میں تو اس حال میں بھی ان سے مل لیتا کیونکہ میرا کیا بگڑتا۔ میں آنکھ بند کر کے مصافحہ کر لیتا۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو ڈر گیا کہ کہیں سچ مچ ننگے ہوکر نہ چل کھڑے ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۸۳، سطر ۱۴)

نوٹ:- خیال فرمایئے! کوئی خانقاہ ہے یا چنڈو خانہ، نو جوان، بیباک چھوکرے

جس گفتگو سے شرمائیں، تھانوی صاحب اس سے لطف اندوز ہوں۔

اپنی جہالت کا اقرار: الحمد للہ! اب تک یہی اعتقاد ہے، آپ چاہے حلف لے لیجئے۔ مجھے کچھ نہیں آتا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۶۳، سطر:۳)

نوٹ:- بلاشبہ بالکل سچ فرمایا ہے جناب نے، قسم کی کوئی ضرورت نہیں۔

تھانوی صاحب کی مجلس سہیلیوں کا واقعہ: ایک اردو کی کتاب میں چند سہیلیوں کی حکایت لکھی ہے کہ ان میں آپس میں یہ عہد ہوا تھا کہ ہم میں سے جس کی پہلی شادی ہوگی تو اپنے سب حالات ظاہر کرے گی کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی شادی ہوگئی تو اس سے سہیلیوں نے دریافت کیا کہ اپنا وعدہ پورا کرو۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔

بیاہ یونہی جب تمہارا ہووے گا
تب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص: ۲۴۳، سطر:۱)

نوٹ:- واہ رے تھانہ بھون! یہ افاضات الیومیہ ہے یا کوک شاستر؟

(افاضات الیومیہ تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ہے)

آنکھوں دیکھا حال:- ایک رئیس صاحب یہاں آکر رہتے تھے۔ انہوں نے وطن جاکر کہا کہ وہاں کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کو مقدمہ بازی سیکھنا ہو، وہاں چلے جاؤ۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۱۱۴، سطر:۱۵)

نوٹ:- صورت حال کی صحیح عکاسی

تھانہ بھون کی کہانی تھانوی کی زبانی: یہاں پر تو جو بہت ہی بے حیا ہوگا وہی ٹھہر سکتا ہے ورنہ اگر ذرا بھی غیرت ہوگی، ہرگز نہیں ٹھہر سکتا کون ذلت گوارا کرے گا (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۶۵، سطر:۲۱)

نوٹ:- ع بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

[illegible]ور کا سرنیچا: دیوبند میں کثرت سے فتوے آتے ہیں، ایک پیسہ بھی نہیں لیا جاتا اور گو لینا جائز ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج ۳، ص ۹۶، سطر ۱)

نوٹ:- دیوبند میں استفتاء آتا ہے یا فتوے آتے ہیں؟ رسول کریم کو اردو سکھانے کا دعویٰ اور خود زبان سے بے خبری کا یہ عالم!

ہاتھی کے دانت: میں نے کہا بالکل سچی بات ہے۔ دونوں خبر صحیح ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی کا اچھا ہونا اور میرا برا ہونا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳،ص:۲۸۵،سطر:۲۰)

نوٹ:- بادل ناخواستہ۔

تھانوی صاحب اقراری ذلیل: کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا جو خود کو سب سے بدتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۳،ص:۳۳۷،سطر:۱۹، وج:۲،ص:۸۵،سطر۱۸)

نوٹ:- شاہ وصی اللہ صاحب کے پروپیگنڈہ سکریٹری جناب رومی صاحب کا اقرار ہے کہ تواضع، جھوٹ کا ہم معنی ہے۔ یعنی جب علماء اہلسنت یہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بطور تواضع اپنے کو بشر فرمایا ہے تو جناب کا ارشاد ہے کہ رسول کبھی خلاف واقعہ بات نہیں فرماتے ورنہ جھوٹ لازم آئے گا۔ لہٰذا اگر تھانوی صاحب واقعۃً حقیر وذلیل نہیں تھے تو گویا اپنے کو حقیر وذلیل کہنا خلاف واقعہ لازم آئے گا اور تھانوی صاحب کذاب اور جھوٹے کہے جائیں گے۔ ما ھو جوابکم فھو جوابنا

عذر گناہ بدتر از گناہ: ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! ایک لڑکا ہے، اس کے مزاج میں تیزی اور تندی بہت ہے۔ اسکے لیے ایک تعویذ دیدیجئے۔ فرمایا اس کا کیا تعویذ ہوتا۔ کسی حلیم شخص کی صحبت میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس تدبیر سے تو امید بھی ہے کہ کمی واقع ہو جائے، اگر اسکا کوئی تعویذ ہوتا پہلے لکھ کر اپنے باندھتا۔ اب پیرانہ سالی کی اقتضا کی وجہ سے تو کچھ غصہ کم ہوا ہے۔ مگر اب بھی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۶؟ ص:۱۹۳، سطر:۱)

نوٹ:- صفات انسان میں سے حلم بھی ایک صفت ہے۔ لیکن تھانوی صاحب اس سے بالکل کورے تھے، اس کے باوجود وہ جامع الصفات بھی تھے اور دعویٰ یہ ہے کہ میرے یہاں آدمی بنائے جاتے ہیں۔

اگر ایسے لوگ نہ ہوتے شیخ چلی کا لفظ نہ ملتا۔

بگڑے ہوئے لٹھ پیر: سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے، کوئی اور پسند ہی نہیں آتا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶،ص:۱۹۴،سطر:۱۴)

نوٹ:- اب کوئی پسند نہ آئے تو کیونکر؟ آپ کے بزرگوں کی شان ہی نرالی تھی، وہ حقائق ومعارف اس وقت تک نہ بیان کرتے جب تک کوئی آگے سے ان کا آلہ تناسل پکڑ کر نہ کھینچتا، ایسے لوگ تو کمیاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہوتے ہیں۔

تکبر پر اظہار خوشی: ایک مولوی صاحب یہاں پر آئے تھے، وہ ایک رئیس صاحب کا نام لے کر روایت کرتے تھے کہ آپ کے متعلق ان کی یہ رائے ہے کہ متکبر ہیں۔ میں نے کہا میں تو اس سے بھی برا ہوں۔ مگر یہ سن کر مجھ کو از حد درجہ خوشی ہوئی۔ کہنے لگے اس میں خوشی کی کونسی بات ہے۔ میں نے کہا کہ تملق کی بدنامی سے تکبر کی بدنامی لذیذ ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶،ص:۲۴۳،سطر آخر)

نوٹ:- اپنے متکبر ہونے کا اقرار ہے۔ تھانہ بھون کی خانقاہ میں صنم اکبر کی پوجا کی جاتی ہے۔

بداخلاقی کا شکوہ: ایک صاحب کا خط آیا ہے، یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے وطن جا کر لکھا تھا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ہی اخلاق تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، سطر:۱۲، نمبر۲-۳، اس پر مجھے بدخلق وسخت کہا جاتا ہے۔ افاضات الیومیہ، ج:۲،ص:۵۹ سطر آخر اور حصہ نمبر۴،ص:۲۵،سطر:۲۰)

نوٹ:- کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

جھگڑالو پیر: میرے معمولات ہی کیا۔ جلوت کا حال تو سب کو معلوم ہے کہ لوگوں سے لڑتا بھڑتا رہتا ہوں، اور خلوت، میں رہنا ہی نہیں، بس یہ معمولات ہیں۔

(ج:۱،ص:۲۶۱،سطر:۶)

نوٹ:- جب لڑنے سے فرصت نہیں تو خلوت کیسے نصیب ہو۔

تھانوی صاحب کی نظر میں سرسید دیندار نہیں تھے

باوجود اس کے امیر سید ایک دنیادار شخص تھے مگر استغناء اور حوصلہ تھا لیکن آج کل اہل کمال مفقود نظر آتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱،ص:۱۱۰،سطر:۶)

نوٹ:- میں نہیں کہہ سکتا کہ تھانوی صاحب کی اس رائے سے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے اہل کمال بھی متفق ہیں یا نہیں؟ یا اسے وہ سرسید پر رکیک حملہ تصور کرتے ہیں۔

ہد ہد: ہمارے محاورے میں ہدہد بیوقوف کو کہتے ہیں اور میں (اشرف علی) بھی بیوقوف ہی ساہوں مثل ہدہد کے (ارشادات تھانوی صاحب مندرجہ افاضات الیومیہ ج:۱ ص:۱۴۰، سطر۱۸)

نوٹ:- من عرف نفسہ کی منزل طے ہو رہی ہے

اعتراف حال: (۱) میں فقیہ نہیں، محدث نہیں، مجتہد نہیں، مفسر نہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱ ص:۱۱۲، سطر:۱۹)

نوٹ:- کچھ نہیں تھے مگر ہدہد تو تھے

اتفاقاً سچ بول گئے مگر: (۲) ضرورت ہے کہ جو شیخ محدث بھی ہو، فقیہ بھی ہو، صوفی بھی ہو، اس کی محبت اس کی اتباع اختیار کرنا چاہئے ورنہ غلطی کا سخت اندیشہ ہے۔ (اضافات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۳، سطر:۲۳)

نوٹ:- جیسے حاجی امداداللہ صاحب، جن کے متعلق گنگوہی صاحب کا کہنا ہے کہ شریعت کے مسائل حاجی صاحب کو ہم سے دریافت کرنا چاہئے۔

مرید پیر سے بد عقیدہ ہوگیا: میرے معمولات فلاں شخص سے ایک شخص کا نام خوش اعتقادی کے بعد بداعتقاد ہوگیا تھا، پوچھ لئے جائیں۔

(افاضات الیومیہ ج:۱ ص:۲۵۹، سطر:۴)

نوٹ:- وہ راندۂ درگاہ کہیں مچھلی شہری ثم الہ آبادی تو نہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ تھانوی صاحب نے انہیں خانقاہ سے نکلوا دیا تھا۔

تھانوی صاحب غیر سند یافتہ تھے: مجھ کو مدرسے سے سند نہیں ملی، مدرسہ نے نہیں دی، ہم نے مانگی نہیں کیونکہ یہ اعتقاد تھا کہ ہم کو کچھ آتا نہیں۔ پھر سند کیا مانگتے؟ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۰۹، سطر:۱۹)

نوٹ:- صرف جناب ہی نہیں بلکہ مدرسہ والوں کو بھی یقین تھا کہ جناب کو کچھ نہیں آتا ورنہ سند تو بن مانگے دی جاتی ہے۔

ایک اکھڑ مرید: ایک مرید نے مجھے خط لکھا تھا۔ آج تک کسی نے ایسا نہیں لکھا کہ نہ تم میرے پیر نہ میں تمہارا مرید، خواہ مخواہ مجھے دق کر رکھا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱ ص:۵۶، سطر:۱)

نوٹ:- آپ کی جلوت وخلوت سے بیزار ہو کر لکھا ہوگا۔

اعتراف جرم: بنگال میں یہ معمول ہے کہ دوڑے اور پیر پکڑ لئے۔ میں نے منع کیا کہ پاؤں کا پکڑنا مناسب نہیں، مصافحہ کرنا سنت ہے۔ یہی کافی ہے مگر نہ مانے۔ میں نے یہ کیا کہ جو میرے پیر پکڑتا، میں اس کے پیر پکڑتا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱ ص:۳۸۳ سطر:۱)

نوٹ:- یہ اصلاح کا اچھا طریقہ ہے۔ مجرم اگر جرم سے باز نہ آئے تو خود بھی ارتکاب جرم کرنے لگو۔

بادشاہ بے وقوف ہوتا ہے: بادشاہ کے بیوقوف اور وزیر کے عاقل ہونے پر مولانا فخرالحسن گنگوہی کا لطیفہ یاد آیا۔ ایک مرتبہ کہا کہ اگر مجھ کو سلطنت مل جائے تو حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو وزیر بناؤں اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کہا کہ ان کو جرنیل بناؤں۔ غرضیکہ سب کے عہدے تجویز کرنے کے بعد کہا کہ میں بادشاہ بنوں۔ ایک صاحب نے کہا کہ کیا کہ حضرت مولانا کو تو وزیر اور خود کو بادشاہ تجویز کیا۔ کہا کہ میاں بادشاہ تو بےوقوف ہوتا ہے اور وزیر عاقل اس لیے بادشاہ ہونا میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور وزیر مولانا کو تجویز کیا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۲، ص:۲۴، سطر:۱۱)

نوٹ:- نہ ہوا عہد عالمگیری ورنہ اچھی طرح مزاج پرسی ہو جاتی!
سچ کہا لوگوں نے - خدا گنجے کو ناخن نہیں دیتا۔

اپنی بد اعتقادی کا اقرار: پھر (نواب حیدرآباد دکن نے اشرف علی کی بد اعتقادی کے متعلق اشرف علی کے خفیہ ایجنٹ) حافظ احمد صاحب سے بھی تحقیق کی، تھوڑا تھوڑا ہی اچھی طرح تحقیق کی آخر بارے ہی کر رہے ہیں۔ اگر اہل نہ ہوتے اللہ تعالیٰ سلطنت کیوں دیتے؟ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۷، ص:۲۳۰، سطر:۱۳)

نوٹ: جناب کی بداعتقادی اس حد تک شہرہ آفاق تھی پھر بھی توبہ نصیب نہ ہوئی۔

تھانوی کے خلفاء اور مریدین احمق تھے: چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے ہی حصے میں آگئے (فرمان اشرف علی مندرجہ افاضات الیومیہ، ص:۲۳۳، سطر:۱۱)

نوٹ:- احمق خانہ میں اور کس کا گزر ہوگا۔

گنگوہی ذلیل اور حقیر تھے: حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس وقت آپ کی کیا حالت تھی؟ فرمایا کہ خدا کی قسم قلب ہر اس وقت کا استحضار تھا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ ذلیل وحقیر ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۸۶، سطر:۱۹)

نوٹ:- واقعہ کی صحیح تصویر ہے۔

بھول کر سچ بول گئے: ہم کو کچھ نہیں..........

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۲۴۰، سطر:۱۸)

نوٹ:- سچ فرمایا۔

جھوٹ کی تلقین: (ایک مولوی صاحب) کہنے لگے کہ آپ اخبار وغیرہ نہیں دیکھ سکتے، اس لیے واقعات سے بے خبری ہے، میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ اخبارات۔ واقعات کا اقتباس کر کے میرے پاس بھیجدیا کریں، مجھ کو معلومات حاصل ہوجائیں گی، خبردار ہوجاؤں گا۔ کہنے لگے کہ لکھ کر بھیجنا احتیاط کے خلاف ہے، کہنے لگے کہ میری احتیاط یا آپ کی احتیاط، کہنے لگے آپ کی میں نے کہا کہ میری احتیاط کے کچھ خلاف نہیں۔ اگر ایسا خط پکڑا گیا، میں کہدوں گا کہ میں نے کسی کو تھوڑا ہی کہا تھا کہ میرے پاس بھیجا کرو۔ میری دشمنی میں بھیج دیا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۴۶، سطر:۸)

نوٹ:- دیوبند کے خانہ ساز مجدد اور حجۃ اللہ فی الارض ایسے ہوتے ہیں۔ ۴۲۰ کا نہیں بلکہ ۸۴۰ کا چلہ کرایا جاتا تھا، جیسا نام ویسا کام۔

تختۂ مشق: ساری دنیا میں بدتمیز سیکھ کر آتے ہیں اور مشق مجھ پر کی جاتی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۱۳۳، سطر:۱۸)

نوٹ:- لوگوں نے مزاج سمجھ لیا تھا۔

قہقہہ لگانے: قصبہ جھانسی کا ایک ثقہ دوست بیان کرتے تھے کہ ایک امام مسجد نے سجدۂ سہو کیا اور ظاہرا کوئی سہو نہ تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا بات ہوگئی تھی۔ کہتا

ہے کہ ایک پھسکی نکل گئی تھی یعنی خفیف سی ہوا خارج ہوگئی تھی۔

(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۱۸۳، سطر:۳)

نوٹ:- سمجھ میں نہیں آتا کہ وعظ ونصیحت کی مجلس تھی یا مسخروں کا اڈا۔ بھیڑ بھاڑ کی اصل وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔

ایک تو کریلا وہ بھی نیم چڑھا: میں ایک مرتبہ طالب علمی کے زمانہ میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔ شیخ الٰہی بخش صاحب کے یہاں والد ملازم تھے۔ میاں الٰہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ جو مقتدا بننے والا ہو اس کو جائز ہے اس لیے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس پر یہ سوال کیا جائے کہ اس میں کیا خرابی ہے، تو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ یہ سنکر وہ بہت ہنسے کہ بھائی مولوی لوگ اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۵، ص:۴۴۰، سطر:۶)

نوٹ:- اسے طغریٰ بنا کر دیوبند کے دارالافتاء میں آویزاں کر دینا چاہیے۔ جس پر اس نوٹ کا اضافہ ہو کہ مجدد خانہ ساز حجۃ اللہ فی الارض، مولانا تھانوی کی پیروی ہی میں سعادت ونجات ہے۔

گنگوہی کی بداخلاقی: دیکھیے ایک بزرگ نے تو اپنا لحاف بچھونا سب مہمانوں کو دے دیا۔ اور مولانا رشید احمد صاحب نے لحاف بچھونا تو درکنار اس کے متعلق سوال کرنے پر بھی ناگواری کا اظہار فرمایا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۶، ص:۳۵۱، سطر:۱۰)

نوٹ:- وہ بُزُرگ تھے۔ اور بُزَرگ تھے۔

قانون ہاتھ کا کھلونا ہے: عوام اس کو دیکھتے نہیں کہ کسی خاص صورت میں کوئی ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو، وہ جائز بھی ہوتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، جلد:۷، صفحہ:۳۶۲، سطر:۱۴)

نوٹ: عوام عوام ہیں، آپ کے یہاں تو ایسے معنی تراشے جاتے ہیں کہ عہد رسالت سے عہد قاسم تک بجز بانی دیوبند کے سبھی اس معنی سے بے خبر تھے، ملاحظہ ہو تحذیر الناس۔

دیوبند کے بزرگ کی پوجا: ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک روح کے نور کو حق تعالیٰ کی تجلی سمجھ کر اس نور کی پرستش کرتا رہا، گو اس میں ان کو گناہ نہ ہوا ہو، جس کی وجہ میں نے التشرف حصہ اول کتاب ذکر الموت میں تحت حدیث صہیب اچھی طرح ذکر بھی کر دی ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، جلد: ۷، ص: ۴۶۴، سطر: ۱۱)

نوٹ:۔ ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

گندہ مذاق: مزاحاً فرمایا۔ آپ کو اعلان کر دینا تھا کہ مادہ نر آ گیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۶۸، سطر: ۱۰)

نوٹ:۔ مفت خوروں کو یونہی ہری ہری سوجھتی ہے۔

اپنی جہالت کا اقرار: میں تواضع نہیں کہتا، واقعہ ہے کہ علمی لیاقت تو کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۷۹، سطر: ۱۵)

نوٹ:۔ تواضع تو آپ کے یہاں جھوٹ کا مترادف ہے، اس لیے سچ ہی جاننا پڑے گا کہ جناب بالکل کورے تھے۔

ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں: ایک شخص نے جو قاری مشہور تھے۔ یہ استفسار کیا تھا کہ حضرت مولانا رشید احمد (گنگوہی) صاحب کے پیچھے میری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ وہ اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ سب سے زیادہ فاضل اور عامل میں ہوں۔ حالانکہ یہ صاحب (دیوبندی مذہب کے) بزرگوں کے صحبت یافتہ اور خود حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے مرید تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۳۲، سطر: ۶)

نوٹ:۔ اسے حاجی امداد اللہ صاحب کی بددعا کے سوا اور کیا سمجھا جائے۔ گنگوہی صاحب کو حاجی صاحب سے خوش عقیدگی نہیں تھی۔

غصہ ہی غصہ: بعض علماء نے کہا اس سے حنفیت جاتی رہے گی۔ میں نے کہا جائے۔ اسلامیت باقی رہے، مگر حنفیت جائے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۷۴، سطر: ۲۲)

نوٹ:۔ آپ کچھ بھی کہہ جائیں، مقام تعجب نہیں۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خط لکھ کر اپنا دستخط کرنا چاہا مگر اپنا نام بھول

گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۷۸، سطر: ۱۰)

نوٹ:۔ خدا جانے وہ خط کیسے لکھا گیا تھا اور اس میں کیا تھا؟ ع
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

وضع الشئی فی محلہ: ایک دیہاتی شخص ہدیۃً کچھ کپڑا لایا، جو ایک گٹھری کی صورت میں تھا میں اس وقت ڈاک لکھ رہا تھا۔ اس نے ڈاک کے خطوط پر گٹھری رکھ دی مجھ کو ناگوار ہوا۔ میں نے غصے سے کہا کہ میرے سر پر رکھ دے، اس نے گٹھری کو اٹھا اور میرے سر پر رکھ دیا۔ اور اس کو تھام کر کھڑا ہو گیا تاکہ گر نہ جائے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۰۳، سطر: ۱۰)

نوٹ:۔ اس کو جناب کے سر ہی پر رکھنا تھا۔ مگر اجازت کا منتظر تھا۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز: ایک مرتبہ ایک لڑکا چھوٹا سا جس کی عمر تقریباً پانچ یا چھ برس کی ہوگی۔ اپنے باپ کے ساتھ میرے مکان کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر دروازے کی چوکی پر کھڑا کر دیا اور اس سے کہا کہ منہ پر تھپڑ مار۔ اس نے میرے اسی منہ پر چپت لگا دیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۰۴، سطر ۲)

نوٹ:۔ یہ حقیقت و معرفت کی باتیں ہیں جسے صرف دیوبند سمجھ سکتا ہے کہ دو طمانچہ کھانے میں کتنی منزلیں طے ہوئیں اور کتنے حجابات اٹھے۔

تھانوی صاحب دین فروش تھے: اس پر اس نے لکھا کہ خدا کا خوف کرو اس قدر دین فروش مت بنو۔ کتابیں چھاپ چھاپ کر اتنا روپیہ کمایا اور پھر بھی قناعت نہیں۔ ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی۔ اس پر بھی روپیہ مانگا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۸۴۱، سطر: ۴)

نوٹ:۔ یہ سب بگڑی ہوئی عادت کے کرشمے ہیں۔ مورث اعلیٰ دین فروش اور ان کی ذریت احسان فروش۔ (دیوبندیوں کا ایک ماہانہ رسالہ الاحسان)

شیطان صاحب نسبت ہے: حضرت مولانا محمد یعقوب نے یہ واقعہ سن کر فرمایا۔ اگر مجھ کو یہ معاملہ پیش آتا تو میں یہ کہتا کہ اگر تم شیطان ہو تو کیا ہو، نسبت تو اب

بھی قطع نہیں ہوئی، اس لیے شیطان بھی تو ان ہی کا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۴۴، سطر:۱۵، ارواح ثلثہ تھانوی، ص:۳۳۴)

نوٹ:- شیطان کے نسبتی بھائی ہونے کا اقرار، اس کی تفصیل ''انکشافات'' میں ملاحظہ فرمایئے ہر دیوبندی شیطان کا نسبتی بھائی ہے۔

تھانوی صاحب کی آپ بیتی: مشہور ہے نا کہ کوئی بزرگ تھے، ان کی شادی ہوئی۔ پہلی شب تھی، کپڑے کیوں نہ اتارے جاتے۔ علی الصبح جو اٹھ کر وہ باہر آنے لگے تو اندھیرے میں غلطی سے عمامہ سمجھ کر بیوی کا پاجامہ سر سے لپیٹ لیا۔ باہر نکلے تو بڑا غل ہوا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۱۵۴، سطر:۱)

نوٹ:- یہ تو جناب ہی کے متعلق مشہور ہے (یعنی تھانوی صاحب)

پیری مریدی کا ڈھونگ: معمول یہ ہے کہ میں عورت کو اور مریض کو تو سفر میں بھی مرید کرتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۱۸۵، سطر:۲۳)

نوٹ:- چونکہ لٹھ پر ٹھہرے۔

تھانوی صاحب کی نماز سے لاپروائی: میرا واقعہ ہے کہ ایک کتاب پڑھنے میں مشغول ہوگیا جس سے عصر کی اذان نہ سنائی دی اور بادل تھا، روشنی کا اندازہ نہ ہوا۔ اور اس بنا پر عصر کی نماز کا بھی وقت نکل گیا۔ مغرب کے وقت اپنے گمان میں عصر سمجھ کر مسجد میں گئے۔ (الخ) (افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۲۸، سطر:۳)

نوٹ:- متبع شریعت کی یہی پہچان ہے، چونکہ آپ کا عمل فتویٰ پر نہیں تقویٰ پر تھا۔ دیوبند کے اہل تقویٰ کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

دیوانہ ہوگیا یا دیوانہ بن گیا: خود تھانہ بھون ہی کا میرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت گھر کا راستہ بھول گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج۵، ص ۳۸، سطر۷)

نوٹ: یہ اس وقت کی باتیں ہوگی جب نئی شادی کا جنون تھا بعد شادی نہ ہوا ہوگا۔

لٹھ پیر: اس چودھویں میں ایسے ہی پیر کی ضرورت تھی جیسا کہ میں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۵۲)

نوٹ: شاید کہ لاٹھیاں کھاتے کھاتے لٹھ پیر ہوگئے۔ دو شادیوں کا انجام یہی ہوتا ہے

اپنوں کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے: دیوبند میں ایک صاحب تھے دیوان جی اللہ دیا۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے بیعت کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا کہ گنگوہ جاکر مولانا (رشید احمد گنگوہی) سے بیعت ہو جاؤ۔ عرض کیا میں بیعت ہو آیا ہوں۔ اور جہاں آپ فرمائیں گے، وہاں جا کر بیعت ہو آؤں گا مگر دل سے بیعت ہوں گا۔ آپ ہی سے کیا ٹھکانہ ہے، اس تعلق اور محبت کا آخر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے بیعت فرمالیا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، جلد:۴، ص:۵۵۱)

نوٹ:- ''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو''

زانی کے جواب پر تھانوی صاحب کا اظہار مسرت: ایک شخص کسی مکان میں اندر سے کنڈی لگا کر زنا کر رہا تھا۔ لوگوں نے دستک دی تو اندر سے کہتا ہے کہ میاں یہاں جگہ کہاں؟ یہاں خود ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے۔ دیکھ لیجئے کیسا سچا آدمی تھا جھوٹ نہیں بولا، کیسی ذہانت کا جواب ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۷۰، سطر:۴)

نوٹ:- اس کی حرام کاری پر استغفار ہے نہ اظہار نفرت، البتہ واہ واہ، سبحٰن اللہ سے تعریف ہو رہی ہے، سچا آدمی تھا، جھوٹ نہیں بولا، ذہانت کا جواب ہے، اس کا خطبہ پڑھ کر اس کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے، یہ لٹھ پیر کی شان ہے۔

تھانوی صاحب کی نئی دریافت: عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے جیسے گدھے کا عضو مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے! اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں، واقعی عجیب مثال ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۷، سطر:۷)

نوٹ:- دیوبند کے عقیدے کی بالکل نئی تعبیر؛ جسے تھانوی صاحب کے علاوہ کوئی نہیں دریافت کر سکا لطور یادگار اس عبارت کو تھانوی صاحب کے لوح مزار پر کندہ کرادیا جائے چونکہ یہ نئی دریافت ان کا زرین کارنامہ اور انمٹ یادگار ہے۔

گنگوہی کی قصیدہ خوانی: یہی حالت نظافت کی حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ ایک مرتبہ نائی آیا۔ استرہ وغیرہ کو دھولیا تھا مگر جب حجامت بنانی شروع کردی تو استرہ لب پر لگاتے ہی فرمایا کہ بو آتی ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، جلد:۳، ص:۲۳۵، سطر:۱۲)

نوٹ:- اس عبارت پر مفتی کفایت اللہ صاحب سے استفادہ کرنا چاہئے تھا، چونکہ وہ ہر طرح گھر کے بھیدی تھے۔

تھانوی صاحب اور ان کی مجلس معرفت: ایک شخص کسی کے مکان پر دریافت کرنے آیا تو اس کی بیوی نئی بیاہی ہوئی تھی، زبان سے کیسے بولے اور بتلانا ضروری تھا، اس لیے کہا تو ہے نہیں لہنگا اٹھا کر اور موت کر اور اس پر کود پھاند گئی۔

(افاضات الیومیہ، ج:۵،ص:۱۳۳،سطر:۸)

نوٹ:- گویا چشم دید واقعہ ہے۔

درویشی اور عیاری: کچھ لوگ مجھ کو لکھتے ہیں کہ اعمال قرآنی، آپ کی کتاب ہے آپ اس کی اجازت دیدیں...... میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھے خود کسی عامل کی اجازت نہیں۔ کیا ایسے شخص کا اجازت دینا کافی ہوسکتا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج:۴،ص:۳۰۱،سطر:۴۵)

نوٹ:- لٹھ پیر کے یہاں سب روا ہے۔

تھانوی صاحب کی کج خلقی: اس پر بھی وہ شخص کچھ نہ بولا تو فرمایا "ارے اب بھی خاموش بیٹھا ہے۔ موذی جواب کوئی نہیں دیتا...... چل اٹھ چلتا بن بدفہم بیٹھے بٹھلائے قلب کو مکدر کیا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴،ص:۴۵۸،سطر:۸)

نوٹ:- حسنِ اخلاق کا بہترین نمونہ

اپنے برا ہونے کا احساس

دوست کرتے ہیں شکایت غیر کرتے ہیں گلہ
کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں

(افاضات الیومیہ، ج:۴،ص:۴۵۸،سطر:۱۶)

نوٹ:- رع کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

دیوبندی یتیم العقل ہیں: میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ یا تو ان (دیوبندیوں) کو فہم کا قحط ہے یا مجھ کو فہم کا ہیضہ ہے تو اس حالت میں بھی قحط زدہ ہیضہ زدہ میں مناسبت نہیں ہوسکتی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴،ص:۵۷۵،سطر،۱۸)

نوٹ:- ہیضہ تو بہر حال مذموم ہے خواہ وہ فہم کا کیوں نہ ہو!

دیوبندی بھیڑیے کے مشابہ ہیں: ایک صاحب بصیرت وتجربہ کہا کرتے تھے ان دیوبندیوں وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں..... یہ بڑی بات ہے جیسے کہ مشہور ہے کہ بھیڑیئے کو اپنی قوت معلوم نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۵،۲۵۰،سطر:۱)

نوٹ:- بھیڑیئے سے بہترین مشابہت ہے، داد نہیں دی جاسکتی۔

دیوبندی اور عشق بازی: ایک صاحب مخلص اور دوست یہاں پر مہمان ہوئے، ان کے ساتھ ان کا ملازم ایک بے ریش لڑکا تھا۔ قانون یہ ہے کہ شب کو بے ریش خانقاہ میں نہیں رہ سکتا۔ مگر چونکہ ان سے بہت خصوصیت کا تعلق تھا۔ اور ان کی نگرانی پر اعتماد بھی تھا، اس لیے ان سے کچھ نہیں کہا گیا۔ صبح کو بعد نماز فجر کہنے لگے کہ میں نے رات کو خواب میں حضرت حافظ ضامن صاحب کو دیکھا کہ بہت خفا ہو رہے ہیں کہ بے ریش لڑکے کو لے کر خانقاہ میں کیوں قیام کیا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۲،ص:۳۶،سطر:۹)

نوٹ:- واقعات وتجربات اس نوع کی قانون سازی کراتے ہیں، یہ وہ آئینہ ہے جس میں اصل تصویر نظر آرہی ہے۔

تھانوی صاحب کی شرارت: ایک روز ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کررہے تھے۔ میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کردیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴،ص:۲۷۴،سطر:۵)

نوٹ:- ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔

اپنی شرارت کا فخریہ اعلان: ایک مرتبہ میرٹھ میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے، (میں نے) سب نمازیوں کے جوتے جمع کرکے اس کے شامیانے پر پھینک دیا، نمازیوں میں غل ہوا کہ جوتے کیا ہوئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴،ص:۲۷۳،سطر:۱۱)

نوٹ: جناب کی مجلس میں وعظ ونصیحت، مسئلہ اور مسائل کے بجائے یہی رنگا رنگی تھی۔

مجلس نورتن: ہم لوگ والد صاحب کے پاس رہتے تھے۔ تین چار

چار پائیاں برابر بچھی ہوئی تھیں، والد صاحب اور ہم دونوں بھائیوں کی۔ میں نے رسی لے کر سب کے پائے ملا کر خوب کس کر باندھ دیئے اور لیٹ کر سو گئے۔ پھر والد صاحب بھی آ کر لیٹ گئے۔ اتفاق سے بارش آئی تو والد صاحب اٹھے اور اپنی چار پائی گھسیٹی۔ اب وہاں تینوں چار پائیاں ایک ساتھ چلی آ رہی ہیں۔ بے حد غصے ہوئے۔ اور فرمایا کہ ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴، ص:۲۷۳، سطر:۱)

نوٹ:- وناسپتی مجدد اور ڈالڈا ٹائپ حجۃ اللہ فی الارض کی ابتدائی علامت کچھ ایسی ہی ہوتی ہوگی۔

اپنی بے شرمی و بے حیائی کا اقرار: میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اگر اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہوگی (اضافات الیومیہ، ج:۴، ص:۴۱، سطر:۱۵)

نوٹ:- اپنے مردود الشہادت ہونے کا اقرار، چونکہ اتباع سنت کے بعد لٹھ پیر ہو گئے تھے۔

اندھیرے اندھیر: ایک صاحب تھے سیکبری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی، بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکے کے کام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ کمسٹریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے گھر آئے۔ اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہو گئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴، ص:۲۷۳، سطر:۱۶)

نوٹ:- سوتیلی والدہ کے بھائی تو بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے مگر برخوردار! یہ ذکاوت نہیں طبعی غلاظت ہے۔

تھانوی صاحب شہرہ آفاق بے حیا: جہاں اس قسم کی کوئی بات شوخی (بے حیائی) کی ہوتی تھی، لوگ والد صاحب کا نام لے کر کہتے کہ ان کے لڑکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۷۳، سطر:۲۱)

نوٹ:- آل ورلڈ چمپین تھے۔

نماز سے بھی مذاق: ایک روز سب لڑکوں اور لڑکیوں کے جوتے جمع کر کے ان کو برابر رکھا، اور ایک جوتے کو سب سے آگے رکھا گویا وہ امام تھا اور پلنگ کھڑی کر کے اس پر کپڑے کی چھت بنائی، وہ مسجد قرار دی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۷۲، سطر:۱۹)

نوٹ:- ....

لوٹا کیوں جھانکا؟: حضرت والا (تھانوی صاحب) فارغ ہو کر حوض پر تشریف لائے تو یہ (ایک مرید) صاحب اس جگہ پر پہونچے اور پہونچ کر لوٹے کو جھانکا۔ اس پر حضرت والا نے مواخذہ فرمایا کہ مجھکو تمہاری اس حرکت سے اذیت پہونچی تم کیوں وہاں پر کھڑے تھے اور بعد میں میرے آنے کے لوٹے کو کیوں جھانکا...... فرمایا تو پھر لوٹے کو جھانکا؟ عرض کیا لوٹے کو تو نہیں جھانکا۔ فرمایا کہ مجھ کو اندھا بناتے ہو، میں نے خود جھانکتے ہوئے دیکھا...... عرض کیا قصور ہوا۔ فرمایا۔ اب کہا ہے قصور ہوا، قصور! (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۲۳۳، سطر:۵)

نوٹ: معافی وہاں مانگو جہاں معاف کرنے کا دستور ہو، یہاں اس کا چلن نہیں۔

تنگ مزاجی: (مرید نے) عرض کیا کہ قصور ہوا، فرمایا، اب کہتا ہے، قصور ہوا قصور۔ جب اچھی طرح ستالیا، جب سے زبان سہل گئی تھی، اب تاویلیں کرتا ہے اور اگر مان ہی لیا جائے کہ سب تاویلیں صحیح ہیں تو ابہام کا اس کے پاس کیا جواب ہے، یہ فرماتے ہوئے حضرت والا ازمغرب پڑھانے کے لیے مصلیٰ پر تشریف لے گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۲۳۴، سطر:۱)

نوٹ:- گویا قبول معذرت کا دروازہ بند ہے۔

خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا: جس سے معذرت کی جائے اور وہ معذرت قبول نہ کرے، وہ شیطان ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۳۹۴، سطر:۲۱)

نوٹ:- خطاؤں پر مریدین کی معذرت قبول نہ کرنا یہ خود جناب ہی کا دستور تھا جیسے کہ پہلے حوالے میں گزرا۔ اب دیوبند بولے کہ جناب کیا ٹھہرے؟ .....

تھانوی کا کفر و اسلام دونوں برابر: ابوجہل کے کفر کا اعتقاد رکھنا فرض ہے، باقی رہا میں سو میرا کفر منصوص ہے نہ اسلام۔ (الافاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۲۳۳، سطر:۲۱)

نوٹ:- اپنے کفر واسلام کے عدم منصوص ہونے کا خود جناب ہی کو اقرار ہے البتہ حفظ الایمان کی کفری عبارت نے کفر پر آخری مہر لگادی۔

دوست سے دوست پہچانا جاتا ھے: حضرت مولانا دیو بندی اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر میں تھے، اور بعض مسلمان لیڈر بھی موجود تھے، جس وقت حضرت مولانا کا موٹر چلا ہے تو ایک اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا، اس کے بعد گاندھی جی کی جے مولوی محمود حسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۲۵۵، سطر۱۳)

نوٹ:- المرء مع من أحبّ۔ (حدیث)

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے: مگر افسوس تو مسلمانوں کی حالت پر ہے کہ انہوں نے دوست دشمن کو نہ پہچانا۔ مسلمانوں کی قوم بہت بھولی ہے۔ زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان لیڈروں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے، انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ اور برباد کیا۔ دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اس کے شاہد ہیں۔ جے ہند کے نعرے لگائے، قشقے (ٹک) پیشانی پر لگائے۔ ہندوؤں کی ارتھی (جنازہ) کو کندھا دیا۔ ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والنٹیر وں نے کیا۔ یہ تو ایمانی نقصان ہوا۔ اور جانی نقصان سنیے۔ ہزاروں مسلمان ان قصوں کی بدولت موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ہجرت کرائی ہزاروں مسلمان بے خانماں ہوئے، مکان، جائداد غارت ہوگئیں۔ الخ پھر عوام کے لیے نام نہاد علماء کی شرکت کا زیادہ نقصان کا سبب ہوئی، جب علماء ہی پھسل گئے دوسروں کو کیا شکایت۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۰۷، سطر:۱۶)

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی۔ (افاضات الیومیہ، ج.....ص:۲۰۸، سطر:۱۱)

نوٹ:- جمعیۃ العلماء ہند دہلی کی برہنہ تصویر ہے۔

خود ستائی: وہ اپنے (یعنی محمود حسن) متعلق یوں فرمایا کرتے تھے کہ ساری عمر پڑھنے پڑھانے سے علم تو حاصل نہیں ہوا مگر یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اپنے جہل یعنی لاعلمی کا علم ہوگیا۔ (افاضات الیومیہ ج:۶، ص:۳۰۳، سطر:۷)

نوٹ: علم کی تعریف ایک ازالہ جہل بھی ہے۔ یہ بھی تعریف ہی کا ایک طریقہ ہے۔

بد مذاقی کی انتھا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بچے کے ساتھ مزاح فرمار ہے تھے۔ مزاح میں اس کی ٹوپی اتار کر اپنے سر پر رکھ لی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۸۳، سطر:۲۳)

نوٹ:- ٹوپی تو سر پہ ہی رکھی جاتی ہے خیال کیجئے کہیں جوتا تو نہیں رکھ لیا تھا۔

حقہ نوشی: مولانا محمد قاسم کے والد شیخ اسد علی حقہ بہت پیتے تھے جب ضرورت ہوتی، فرماتے بیٹا قاسم حقہ بھر لے، مولانا کی یہ حالت تھی کہ فوراً حکم کی تعمیل فرماتے۔ باوجود اس کے کہ مرید اور شاگرد سب موجود مگر کچھ پرواہ نہیں! (اگر کوئی کہتا بھی تو فرماتے یہ تمہارا کام نہیں، یہ میرا کام ہے۔ اس کی پوری تفصیل میری کتاب ''انکشافات'' میں ملاحظہ فرمایئے) ہوتی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۴، سطر،۱۸)

فضول گوئی: کنار وبوس سے دونا ہوا عشق ÷ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۱۱۹، سطر:۵)

لہنگا اٹھا کر اور موت کر اس پر کود پھاند گئی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۱۳۳، سطر:۷)

نوٹ:- من احبّ شیئاً فاکثر ذکرہٗ۔ محبوب شئے کا تذکرہ اکثر کیا جاتا ہے۔

داستان حسن: میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۲۷، سطر:۵)

نوٹ:- عمر بھر کی سیاحی کا نچوڑ ہے۔

ایک انگریز نے سوال کیا تھا، یہ مع اپنی اہلیہ کے مسلمان ہو گیا تھا کہ ہم ہندوستان آنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری میم بھی ہمراہ ہوگی، اور وہ پردہ نہ کرے گی، میں نے لکھ دیا کہ آپ کے لیے اجازت ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۲۴، سطر:۱۳، ۱۹ وغیرہ)

نوٹ: شریعت آپ کے ہاتھ کا کھلونا ہے، اب یورپ کی حور سے دل بہلاتا ہے۔

عشق کی بیچارگی: ایک مولوی صاحب نے اپنے ایک خادم سے اپنا ایک واقعہ بیان کیا۔ اس خادم نے مجھ سے روایت کیا کہ میں نے ایک بہلی کا کرایہ کیا، جب یہ بہلی شہر کے کنارے پر پہونچی تو وہاں اس بہلی والے کا مکان تھا، وہاں اس نے بہلی کو روکا، اس کی بیوی اس کو کھانا دینے آئی۔ وہ بہلی بان اس قدر بدشکل تھا کہ شاید ہی کوئی

اور دوسرا ایسا ہو۔ اور وہ ایسی حسین کہ شاید ہی کوئی اور دوسری ہو، مگر میں اس وقت اس کو دیکھ رہا تھا کہ یہ میری طرف نظر کرتی ہے یا نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۳، سطر:۸)

نوٹ:۔ اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

غلط بیانی: کانپور میں جب اول اول گیا تو چند احباب کی فرمائش پر بیان (وعظ) کیا، اور اس میں مولود مروجہ کا بدعت ہونا قولاً وفعلاً ثابت کیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴، ص:۵۲، سطر:۵)

نوٹ:۔ مگر چونکہ تنخواہ ملتی تھی اس لئے میلاد و قیام چھوٹا بھی نہیں۔

حاجی صاحب تمام عالم کیلئے تو رحمت تھے مگر گنگوہی صاحب کیلئے زحمت تھے

ایک بار جب کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں بمقام مکہ معظمہ حاضر تھے۔ حضرت حاجی صاحب کے پاس مولود شریف کا بلاوا آیا۔ حضرت نے مولانا سے پوچھا۔ مولوی صاحب! چلو گے؟ مولانا نے فرمایا کہ حضرت میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کیا کرتا ہوں۔ اگر میں یہاں شریک ہو گیا تو وہاں کے لوگ کہیں گے، وہاں بھلے شریک ہو گئے تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۲۰۶، سطر:۱۲)

نوٹ: عدم شرکت کی علت شرک یا بدعت نہیں ہے بلکہ ہندوستانی مسلمانوں کا ڈر ہے۔

مکر عظیم کی کھلی ہوئی مکاری: اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمہارے اکابر کی شرکت کیوں ہوئی؟ اس کا جواب کیا دو گے؟ میں نے کہا، مجھ کو کسی نئے جواب کی ضرورت نہیں۔ وہ جواب دوں گا جو ہمارے اکابر (دیوبندیوں) نے حضرت حاجی صاحب کے مولود میں شریک ہونے کے متعلق سکھا رکھا ہے۔ وہ جواب یہ سکھلایا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کو عوام کی حالت کی زیادہ خبر نہیں، ہم کو خوب خبر ہے، بس یہی جواب دوں گا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۲۷، سطر:۸)

نوٹ:۔ "سکھلا رکھا ہے" کا ٹکڑا بہت ہی معنی خیز ہے۔

یہ غلط ہے کہ حاجی صاحب بے خبر تھے، انہیں عوام سے سابقہ بھی تھا اور وہ تو آپ کی نظر میں صاحب کشف تھے پھر بے خبری کا الزام کیسا؟

تھانوی کا تقیہ: ایک زمانہ معتد بہا اس طرح گزرا کہ عمل مولود میں ان

(اہل اسلام) کا خلاف کرتا رہا۔ میں جس وقت حج کو گیا تو واقعات سن کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نرمی کی ضرورت ہے۔ اس لیے بعض اوقات عمل میں بھی ان کی موافقت کرتا رہا۔ ایک زمانہ دراز اسی میلاد شریف وقیام کرنے پر گزرا۔ اس کے بعد تجربہ سے وہ پہلا ہی طریق نافع ثابت ہوا۔ جس پر الحمد للہ اب تک قائم ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۱۲، سطر:۱۱)

نوٹ:۔ اگر ایسے لوگ نہ ہوتے تو "تھالی کے بینگن" کسے کہا جاتا۔

اپنے پیر پر حملہ: بدعات میں اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے، عقل بالکل ظلماتی ہو جاتی ہے، اس لیے اہل حق پر اعتراضات بے بنیاد کیا کرتے ہیں۔ میرے ایک دوست مولوی صاحب پہلے ایک بدعتی نے کہا کہ تم جو مولود (مبارک) میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو کھڑے ہو کر کرنے کو منع کرتے ہو تو ذکر رسول کی تعظیم سے منع کرتے ہو۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۲۸۲، سطر:۱۲)

نوٹ:۔ حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق کیا حکم ہے؟

چال بازی: ایک صاحب کا کانپور سے خط آیا تھا، اس میں دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی منانا کیسا ہے؟ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا ہے کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو بدعت سے لوگ گھبراتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۳۹، سطر:۱۱)

نوٹ:۔ الٰہی تیرے یہ سادہ دل بندے کہاں جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

حواس باختہ: کھانے پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔ یہ ساری باتیں بیوقوفی کی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۲۴، سطر:۳)

نوٹ:۔ جوبات عقلمندی کی ہوا سے تحریر فرمایئے۔ ہاتھوں کو سر پر رکھا جائے یا پیچھے باندھ لیا جائے۔

بندۂ پر خراباتم کہ لطفش دائم است
زانکہ نظر شیخ وزاہد گاہ ہست وگاہ نیست

(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۵۲، سطر:۱۲)

حاجی صاحب سے بدعقیدگی: حضرت حاجی صاحب نے (گنگوہی صاحب سے) فرمایا کہ جو کچھ دینا تھا، میں دے چکا، مولانا نے دل میں کہا کہ کیا دیا؟ میں تو جیسے پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۸۱، سطر:۱۹)

نوٹ:۔ چکنے گھڑے کی یہی مثال ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب شریعت سے بے خبر تھے: (گنگوہی صاحب) نے یہ بھی فرمایا کہ ان مسائل (اسلامی) میں حضرت (حاجی صاحب) کو جلد سے فتویٰ لے کر عمل کرنا چاہئے نہ کہ ہم آپ کے قول پر عمل کریں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں انتظامی شان بڑی زبردست تھی جس کو بعض بدفضول نے نخوت سے تعبیر کیا ہے۔

نوٹ:۔ ایسے ہی پھکو باز مریدوں نے پیری مریدی کو بدنام کیا ہے۔

گنگوہی کا مزاج حکیمانہ تھا اور بانی دیوبند کا مزاج عاشقانہ تھا

ایک مرتبہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم اور حضرت مولانا گنگوہی صاحب حج کو تشریف لے جارہے تھے۔ جہاز میں ایک مسئلہ میں گفتگو ہوگئی جب کچھ فیصلہ نہ ہوا تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ اب گفتگو ختم کی جاوے، اس کا فیصلہ حضرت (حاجی صاحب) فرمائیں گے حضرت مولانا گنگوہی صاحب نے فرمایا کہ حضرت علم تصوف کے امام ہیں، ان علوم کا فیصلہ حضرت کس طرح فرما سکتے ہیں۔ یہ علمی بحث ہے۔ یہ رائے حکیمانہ تھی۔ حضرت گنگوہی کی، حضرت مولانا محمد قاسم نے فرمایا۔ اگر حضرت ان علوم کو نہیں جانتے تو ہم نے فضول ہی حضرت سے تعلق پیدا کیا۔ ہم نے تو حضرت سے تعلق ان ہی چیزوں کے جاننے کے واسطے کیا ہے، یہ رائے عاشقانہ تھی، کیا ٹھکانہ ہے اس عاشقانہ حالت کا۔ غرض مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت کے سامنے مسئلہ بھی نہیں ہوا۔ مگر حضرت نے خود کسی تقریر میں پورا فیصلہ فرمایا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴۳، ص:۳۹۳، سطر:۸، وج:۳، ص:۳۱۸، سطر:۸)

نوٹ:۔ کیا اسرار و رموز ہیں
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی"

گنگوہی کی الٹی گنگا: حاجی محمد علی انبیٹھوی نے حج سے واپس ہو کر

مشہور کر دیا کہ حضرت حاجی صاحب نے مجھ کو سماع کی اجازت دے دی ہے۔ کسی نے حضرت مولانا گنگوہی سے یہ روایت نقل کی۔ مولانا نے سن کر فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں، اگر یہ صحیح کہتے ہیں تو حاجی صاحب غلط کہتے ہیں، ایسے مسائل میں خود حاجی صاحب کے ذمے ہے کہ ہم سے پوچھ پوچھ کر عمل کریں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۲۰۷، سطر:۵، وجلد:۴، ص:۴۷۹، سطر:۱۶)

نوٹ:۔ سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدے میں شیخ جی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

رعونت اپنے شباب پر ہے، مناسب تو یہ تھا کہ خود حاجی صاحب ہی کو اپنا مرید بنا لیتے

اقرار جرم: یہ واقعہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت مولانا گنگوہی صاحب کے مسلک میں کسی قدر اختلاف تھا (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۴۸۰، سطر:۲)

نوٹ:۔ کسی قدر نہیں، بہت!

پیر سے بھی مذاق: تم اس کو شرک سمجھتے ہو تو پھر مشرک سے بیعت ہونا کہاں جائز ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۱۷۹، سطر:۸)

نوٹ:۔ تقویۃ الایمان کی اصطلاح میں تو مشرک بھی متقی ہوتا ہے ایسے مشرک متقی کو پیر بنانے میں کیا مضائقہ۔

افیون کھانے کی اجازت: حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص گاؤں کا رہنے والا مرید ہونے آیا۔ کہتا ہے کہ میں افیم کھاتا ہوں، فرمایا اچھا یہ بتلا کتنی کھاتا ہے، اتنی میرے ہاتھ میں رکھ دی...... چنانچہ اس نے ایک گولی بنا کر ہاتھ پر رکھ دی۔ حضرت نے اس کا ایک حصہ توڑ کر اس کو کھلا دیا کہ اتنی کھا لیا کر۔ (الخ)

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴)

نوٹ:۔ گنگوہی صاحب جو پوری دنیاء دیوبند کے مطاع عالم ہیں، ان کی اتباع میں ہر دیوبندی افیون کی گولی کھاتا ہوگا جس مقدار کو جناب نے جائز قرار دیا ہے۔

غور طلب: اگر کثرت مقدار میں پانی جمع ہو، اور اس میں تھوڑی سی مقدار میں پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۶، ص:۱۷۴، سطر:۵)

نوٹ: تھانوی صاحب ایسے ہی پانی کو استعمال کرتے تھے، یعنی پینے اور وضو وغیرہ میں

خانقاہ ہے یا بھٹیار خانہ: ایک شخص نے کہا تھا، وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا...... کسی نے کہا، ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا، ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو کیا حرج ہوا، یہ حکم بھی عقلیات میں سے ہوسکتا ہے۔ ایک شخص گوہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتویٰ سے جائز رکھا جاوے گا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۶۷۳، سطر:۱۴)

نوٹ:- یہ لطیفہ تو خود تھانوی صاحب ہی کی طرف منسوب ہے، قرین قیاس بھی ہے چونکہ جناب کو نہم کا ہیضہ تھا۔

تبلیغ کا ہیضہ: بدعت کی باتیں خود صریحی طور پر عقل کے بھی خلاف ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۴۴، سطر:۹)

نوٹ: غالباً حاجی امداد اللہ صاحب کی "فیصلہ ہفت مسئلہ" کتاب نظر سے نہیں گزری۔

گھر کا اختلاف: زمانۂ تحریک میں ایک استدلال یہ کیا گیا تھا کہ بدیشی کپڑا پہننا اس لئے حرام ہے کہ اس میں سور کی چربی استعمال کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو زائد سے زائد یہ لازم ہوگا کہ بدون دھوئے ہوئے مت پہنو، یہ کیسے کہہ دیا کہ بالکل حرام ہے (افاضات الیومیہ، تھانوی، ج:۳، ص:۱۲۱، سطر:۱)

نوٹ:- اس پر سابق صدر دیوبند مولانا حسین احمد ٹانڈوی کی تصدیق چاہئے ورنہ کم از کم اب اسعد صاحب کی تائید حاصل کرلیجئے۔

یہ کیسی خانقاہ ہے: دوسرے یہ کہ جس چیز کو ان بزرگ نے آلہ معصیت کہا وہ آلہ ہی نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۴۵۰)

فکر عظیم: ایک صاحب کا خط آئرلینڈ سے آیا ہے، لکھا ہے کہ میں عنقریب ہندوستان آنے والا ہوں، اور میرا روپیہ بینک میں جمع ہے، اس کے سود کو لے کر کہاں خرچ کرنا چاہئے۔ میں نے جواب لکھ دیا کہ اس کو لے کر ہندوستان آجاؤ۔

(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۷۷، سطر:۸)

نوٹ:- یعنی تھانہ بھون لے کر آجاؤ

بانی دیوبند کا فلسفہ: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق ایک عجیب لطیفہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مسلمان حق تلفی بھی کرے تو مسلمان ہی کے ساتھ کرے۔ کافر کے ساتھ نہ کرے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۳۰۱، سطر:۱۷)

نوٹ:- اس کو بھی فتاویٰ دیوبند میں شائع کردیجئے۔

دونوں ہاتھ میں لڈو: ایک شیعی وصیت کرکے مرا ہے کہ میری دونوں بیٹیوں کی شادی حضرت امام مہدی علیہ السلام سے کی جائے۔ اب وہ لڑکیاں جوان ہیں...... وصیت پر اسطرح عمل کیا جائے کہ ایک یادداشت لکھ کر خاندان میں محفوظ کردو کہ حضرت امام کے وقت ان لڑکیوں کی نسل میں سے جو لڑکی ہو، اس کو حضرت کے نکاح میں دے دیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۹۵، سطر:۱۱)

نوٹ:- شیعوں سے بھی سانٹھ گانٹھ ہے۔

آپ تو کچھ فرمائیے: ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو غالی شیعہ ہیں، اور صحابۂ کرام پر تبرا کرتے ہیں۔ کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا کہ محض تبرے پر تو فتویٰ مختلف فیہ ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۴۳۳)

نوٹ: غالباً شاہ وصی اللہ صاحب بحری کی "توقیر العلماء" اس دور میں نہیں چھپی تھی، ورنہ جواب یہ نہ ہوتا۔

بولتے جاؤ: اس نے جواب میں کہا کہ ہم آریہ کس طرح ہوسکتے ہیں، ہمارے ہاں تعزیہ بنتا ہے میں کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۰)

نوٹ:- باغباں کلی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی۔

فتویٰ نہیں ٹرک: میں نے جواب میں لکھ دیا کہ قیام فی المیلاد میں اور فاتحہ میں کیا فرق ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۶۳، سطر:۴)

دلیل کی ضرورت نہیں، اس خانقاہ میں چپ رہنا جرم ہے بس بولتے رہو۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے: یہ تو ساری باتیں بیوقوفی کی ہی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۱۲۲)

مسٹر محمد علی جناح کے لئے تھانوی صاحب کا قیام

اس زمانہ تحریک میں ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ اگر مسٹر محمد علی صاحب یہاں پر آئیں تو کیا ان کو اجازت ہو سکتی ہے، میں نے کہا سر آنکھوں پر آئیں، مگر چند شرائط ہیں۔ اول شرط یہ ہے کہ آنے سے پہلے مجھ کو بتلا دیں کہ...... دوئم یہ کہ جس وقت وہ یہاں آئیں ان کیلئے بجز اول بار کے بار بار کھڑا نہ ہوں گا۔الخ (افاضات الیومیہ، ج:۴،ص:۱۷۵،سطر:۴)

نوٹ:- یہ اول بار کا قیام کونسا قیام تھا؟ بینوا و توجروا۔

سجدۂ تعظیمی کا جواز: بعض صوفیہ سجدۂ تعظیمی کے جواز کے قائل ہیں۔(افاضات الیومیہ، جلد:۲،ص:۷۳،سطر:۱)

نوٹ:- گنگوہی صاحب یا نانوتوی صاحب؟

بنتا نہیں ہے صبر کو رخصت کئے بغیر: انہوں نے بہت ہی اچھا جواب دیا کہ اس کو نہ پوچھو، اس وقت تو شائد سجدہ میں گر جاؤں مگر کیا سجدہ میں گر جانا جائز ہو جائے گا۔ یہ عشق کے کرشمے ہیں، یہاں پر ضابطے سے کام نہیں چلتا۔الخ
(افاضات الیومیہ، ج:۲،ص:۷۲)

لازم ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا نہ چھوڑ یئے

ہر مال ہڑپ کر جاؤ: مطلب ان کا یہ تھا کہ متولیوں کی بدعنوانیوں کے سبب ایسا قانون بنوانا چاہتے ہیں کہ اوقاف کا حساب کتاب گورنمنٹ لیا کرے۔ یہ شرعاً جائز ہے نہیں؟ میں نے اس کی بالکل مخالفت کی کہ گورنمنٹ کو اس میں مداخلت کرنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ دیانات محضہ میں سے ہے، جیسے نماز روزہ، پس جس طرح اس میں دخیل ہونا گورنمنٹ کو جائز نہیں، اسی طرح اس میں بھی جائز نہیں الخ

نوٹ:- گورنمنٹ سے چھ سو روپے ماہانہ لینا درست لیکن حساب دینا ناجائز، کیا کہنا آپ کے دارالافتاء کا قیام۔

تھانوی کا ادب: بیچارے بہت ہی مہذب آدمی تھے دو زانو ہو کر سامنے بیٹھ گئے۔
(افاضات الیومیہ، ج:۴،ص:۵۶۱)

نوٹ:- چونکہ آپ کا تربیت یافتہ نہیں تھا۔

ملی بھگت: قصبہ رام پور میں ایک تقریب تھی ختنوں کی، وہاں پر مجھ کو بلایا گیا اور اپنے ساتھ حضرات (مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری و محمود الحسن صاحب دیوبندی، بھی تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے ایک صاحب نے دریافت کیا، اس تقریب کی شرکت یا عدم شرکت کے متعلق کہ اگر یہ بات جائز تھی تو وہ (مولوی اشرف علی) نہیں شریک ہوا (مراد میں ہوں) اور اگر ناجائز تھی تو آپ کیوں شریک ہوئے، اس پر مجھکو تو مولانا نے خفیہ خط لکھا کہ "اصلاح الرسوم" پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور مجمع میں یہ جواب دیا، جو میں نقل کر رہا ہوں۔ کہ وہ تقویٰ پر عمل کرتا ہے اور ہم فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔(افاضات الیومیہ، ج:۴،ص:۲۱۶،سطر:۷وغیرہ)

نوٹ:- قربان جایئے، تھانوی صاحب کا خود اقرار ہے کہ میں دروازہ اور راستے میں کھاتا ہوں، کیا ایسے ہی مردود الشہادت کو عامل تقویٰ کہا جاتا ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اصلاح الرسوم کا کیا حشر ہوا۔

بنیہ صفت: ایک صاحب کا خط آیا ہے رنگون سے لکھا ہے کہ کچھ چیزیں لانا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو، جس چیز کو فرما دیں۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ کس لاگت کی چیز لانا چاہتے ہو وہاں پر کیا کیا چیزیں ملتی ہیں، معلوم ہونے پر تعین کروں گا۔
(افاضات الیومیہ، ج:۷،ص:۱۷،سطر:۱۵)

نوٹ:- خانقاہ نہیں مول بھاؤ کی منڈی تھی

مفت خورا: میری گزر آپ ہی لوگوں کے عطا پر ہے۔
(افاضات الیومیہ، ج:۷،ص:۱۳۵،سطر:۲۱)

توحید خالص کی منہ بولتی تصویر۔

مال مفت دل بے رحم: میں نے ابھی بیان کیا تھا کہ مال مفت دل بے رحم، مطلب یہ تھا کہ جس رقم سے دیا، میری دست و بازو کی مکسوبہ تو نہ تھی، ہدایا، عطایا، بے مشقت ملتے ہیں۔(افاضات الیومیہ، ج:۴،ص:۳۹۷،سطر:۲)

نوٹ:- اسی لیے تو ہری ہری سوجھا کرتی تھی۔

دیوبند کا نرالا مجدد: میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے، پہلے تو باپ کی کمائی کھائی، بس بیچ میں بہت تھوڑے دن تنخواہ پر گزارہ ہوا، پھر اس کے بعد سے وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے۔ یعنی مدت سے نذرانوں پر گزر ہے، نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمایا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۹، ص:۳۹۶، سطر:۲۱)

نوٹ:۔ ایک نیا ٹائٹل مل گیا "مفت خورا کہیں کا"۔

اپنا عیب بھی ہنر ہے: اللہ واسطے کا کھاتے کھاتے ساری عمر گزر گئی۔

(افاضات الیومیہ، ج:۲، ص:۳۷، سطر:۱۶)

نوٹ:۔ یہی نعرہ تھا! دیا فقراء ہم اللہ!

شکم پروری کا فلسفہ: اگر خدا دے تو اچھا کھانا چاہئے کیونکہ نہ کھانے سے مضمحل ہو جائے گا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۲، ص:۲۷، سطر:۴)

نوٹ:۔ پیٹ پوجا کی نت نئی ترکیبیں

ہائے پیٹ: اگر کہیں سے مثلاً کھانا پکا ہوا آئے یا دودھ وغیرہ آئے سوا گرلانے والا شناسا اور معتمد ہے تو لیا جاتا ہے۔ (..........)

غالباً گھر میں چولھا تک نہیں جلتا تھا

ایک ہی نصیحت: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کو خوب کھلاؤ پلاؤ۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۳، سطر:۲۲)

نوٹ:۔ حاجی صاحب نے بس یہی فرمایا تھا یا کچھ اور بھی حاجی صاحب کے معمول میں تو میلاد و قیام بھی تھا۔ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو!

کھانے کی فکر: اچھی، عمدہ اور مقوی غذائیں کھانا چاہئیں۔

(افاضات الیومیہ، جلد:۴، ص:۲۱۴، سطر:۱۶)

نوٹ:۔ اس کے بغیر ڈبل شادی ناممکن تھی۔

دیوبند کا اپاہج: بعض احباب بذریعہ ریلوے پارسل بعض اشیاء پھل وغیرہ کی قسم سے میرے نام بھیج دیتے ہیں۔ میں نے لکھا کہ یہاں کے رہنے والوں سے کسی کو راضی کرو، اس کے نام بھیجو اور اسٹیشن سے وصول کر کے مجھے یہاں پر بیٹھے

ہوئے دے دے۔ اگر یہ انتظام کر سکو تو اجازت ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۸۷، سطر:۲۱ وغیرہ)

نوٹ:۔ زمیں جدید زماں جدید مگر بندہ نمی جدید۔

ایک مفت خورے کا عالم تعیش ملاحظہ فرمائیے۔

مرغ یا کوا: مولانا کے ایک داماد تھے، انہوں نے میری دعوت کی اور بیان کیا کہ مولانا نے خواب میں ان سے فرمایا کہ یہ مرغ جو گھر میں پھر رہا ہے، یہ ذبح کر کے اس کو دعوت میں کھلاؤ انہوں نے مجھے کہا، میں نے سن کر کہا کہ میں اب ضرور کھاؤں گا، یہ تو مولانا کی طرف سے دعوت ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۷۶۰)

نوٹ:۔ تعجب ہے مولانا کی طرف سے دعوت بجائے کوا کے مرغ! کہیں بھول تو نہیں گئے۔

حلوا خوری: ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر، پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۲، ص۲۳، سطر:۱)

نوٹ:۔ پیٹ پوجا ہر چیز پر مقدم ہے اس میں بھی نرم چارہ چاہئے۔

مکر عظیم کا مکر ہی مکر: حال، میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے، تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں، اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو۔ مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ الخ فقط (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۱۷، سطر:۴)

نوٹ:۔ تنگدلی ہی تنگدستی کا سبب تھی اس لیے خدا نے دوسروں کے ٹکڑوں پر ڈال دیا تھا۔

ریاکاری: آج ایک صاحب نے مد ختم میں دعا کے لیے کچھ رقم بھیجی ہے اور کوپن پر پتہ صاف نہیں لکھا، میں نے اس کو واپس کر دیا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶)

نوٹ:۔ واپسی کی علت عدم دعا نہیں بلکہ پتے کا صاف نہ ہونا۔

حلوے جلوے: ہم جنسیوں کے لیے معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے۔
لیجئے میں نے حلوہ بھی بچالیا...... بات یہ ہے کہ میں چونکہ ضعیف ہوں، اس لیے میں
دوسروں کو بھی سہل بات بتاتا ہوں تاکہ اس پر سہولت سے عمل ہو سکے اور جس سے نہ
حلوے میں فرق آئے نہ جلوے میں نہ خلوت میں، پھر مزاحاً فرمایا کہ بس پیر کرے تو کم
ہمت کو کر۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۱۷، سطر:۴ وغیرہ)

نوٹ:۔ کسی جوان کو سہل العمل کام پر لگانا یہ کونسی عقلمندی ہے؟

اخلاق کا دیوالیہ: ایک شخص نے میری اور ان کی دعوت کی...... اس بھلے
مانس نے چاول پکوائے، وہ بھی کھانے کے قابل نہیں، جب کھانے بیٹھے، میں نے
میزبان سے کہا۔ کچھ اور بھی ہے۔ کہا نہیں، میں نے کہا یہ تو کھانے کے قابل نہیں، اب
کیا کھادیں...... کہیں سے روٹی لاؤ، کہا روٹی تو نہیں پکائی۔ میں نے کہا کہ ہم نہیں
جانتے، جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ اور کہیں سے لاؤ بھوکے تھوڑا ہی جائیں گے۔
اور کھائیں گے روٹی۔ کہا روٹی کہاں سے لاؤں؟ میں نے کہا گھر میں تو نہیں محلہ میں
ہے، مانگ کر لاؤ۔ گیا مصیبت کا مارا دال روٹی لایا، خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی، میں
نے مولوی محمد عمر صاحب سے بھی روٹی کھانے کو کہا، مگر وہ بہت خلیق تھے، کہنے لگے کہ
اس کی دل شکنی ہوگی، میں نے کہا ہماری جو شکم شکنی ہوگی۔ (الخ

نوٹ: دل شکنی ہو جائے مگر شکم شکنی نہ ہو، تھانوی صاحب سراپا اخلاق ہی اخلاق تھے۔

نیم حکیم خطرۂ جان: بعد مغرب ایک مفرح نسخہ تجویز فرمایا، اس کو نوش
فرماتے ہی سکون ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۷، ص:۱۰۴، سطر:۱۱)

نوٹ:۔ نسخہ صیغہ راز ہی میں رہ گیا، معلوم نہیں نظری تھا یا عملی؟

پیٹ ھی پیٹ: سنترہ کیسی لطیف چیز ہے مگر اس کو کھا کر ایسا معلوم ہوتا ہے
جیسے پیٹ میں پتھر اڑ گئے ہوں۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۷، ص:۱۰۲، سطر:۳)

نوٹ:۔ معدہ کی خرابی کہا جائے یا سنترے کی؟

گورنمنٹ کا وظیفہ: مولانا شاہ اسحٰق صاحب کا واقعہ ہے جو اپنے بزرگوں
سے سنا ہے کہ جب گورنمنٹ انگریز کا تسلط ہوا تو شاہ صاحب کا جو وظیفہ مقرر تھا وہ جاری

رکھا گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۲۸۵، سطر:۱۴)

نوٹ:۔ اس حمام میں سبھی ننگے ہیں۔

تھانوی صاحب کو چھ سو روپیے ماھانہ گورنمنٹ دیتی تھی:

تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپے ماہانہ
گورنمنٹ سے پاتا ہے، ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے تو یہ معلوم ہوا
کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۹۸، سطر:۳)

نوٹ:۔ اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہ گئی، مکالمۃ الصدور نے بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔

تھانوی صاحب کو انگریزوں نے آرام پھنچایا تھا

ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا، اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں
کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ میں نے کہا کہ محکوم بنا کر ہی رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے
حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا
جائے گا اس لیے انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے (افاضات الیومیہ، جلد:۴، ص:۶۹۷، سطر:۱۴)

نوٹ:۔ اس دور میں چھ سو روپے ماہانہ کی عنایات معمولی درجہ کا آرام نہیں تھا۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ للعالمین تھے: (۱) لفظ
''رحمۃ للعالمین'' صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں، (۲) حضرت حاجی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے ایک حجت پیدا کی تھی...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی
نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، جلد:۱، ص:۱۰۵، سطر:۷)

نوٹ:۔ ؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
رسول دشمنی دیوبند کا مقصود حیات ہے، اس بغض و عناد میں جو بھی کہہ جایئے وہ کم
ہے، حاجی صاحب جناب کی نظر میں رحمۃ للعالمین تو تھے مگر ان کی رحمت سے گنگوہی کو
کچھ ملا نہیں، اب ان کی رحمت سے انکار کیا جائے یا جناب کو ماوراء عالم کا کوئی جانور
سمجھا جائے۔

دیوبندی علماء "ربّ المشرقین ورب المغربین" ھیں

ایک شخص نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں القاب کی جگہ یہ لکھا تھا

رب المشرقین ورب المغربین۔ حضرت نے وہ خط حاضرین کو پڑھنے کے لیے دیا......
یہ فرما کر اس شخص کی معذوری ظاہر کر دی کہ بوجہ بے علمی کے ایسا ہوا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۲۱، سطر:۲ تا ۷)

نوٹ:۔ اس میں اس امر کی تلقین ہے کہ مجھے رب المشرقین ورب المغربین کہو اور جب قاضی اور مفتی محاسبہ کرے تو کہدینا مجھے اس کے معنیٰ کا علم نہیں، میں نے تو لاعلمی میں کہہ دیا اور ایسے ہی دیوبندی علماء کو منھ بھر کر گالیاں دو اور جو من میں آئے کہو اور جب جب پوچھا جائے تو کہدینا کہ میں نے تو لاعلمی میں کہدیا فرمایئے اگر اس جواب پر قناعت کرلیا جائے تو یہ قباحت لازم آئے گی یا نہیں؟ اور کیا دیوبند اس کی اجازت دے گا اور اگر دیوبند اس کی اجازت نہیں دے گا تو رب المشرقین والمغربین کہنے پر اسے صرف معذور ہی کیوں سمجھا گیا اس سے شرعی محاسبہ کیوں نہ ہوا؟

<u>یہ اپنی دوکان ہے</u>: حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت اور خدمات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را عالم پاک۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:٦، ص:۲۵۵، سطر:۳۱)

نوٹ:۔ جی ہاں! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر قیاس کیجیے مگر مولانا کو نہیں چونکہ ان کا درجہ بہت اونچا ہے۔
اگر مرحوم ہوگا تو مرید کو جنت میں لے جائے گا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۲۸۵، سطر۹، وج:۴، ص:۲٦، سطر:۷)

نوٹ:۔ پہلے اپنی خیر منایئے مرید کی بعد میں

<u>اپنے منہ میاں مٹھو</u>: ہم کو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ حق تعالیٰ نے اضافہ کا تصرف عطا فرمایا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج:۴، ص:۱۱۴، سطر:۱، وج:۷، ص:۳۰۸، سطر:۳)

نوٹ:۔ اپنے لیے سب درست! اور یہی تصرف جب اولیاء اللہ کے لیے مانا جائے تو کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔

<u>اپنا خطبہ</u>: جو ان حضرات نے چاہا ہو گیا (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۴٦، سطر:۵)

نوٹ: رسول خدا کا چاہا کچھ نہیں ہوتا البتہ دیوبندی حضرت کا چاہا سب کچھ ہو جاتا ہے

<u>گھر کی کرامت</u>: ایک مرتبہ کیرانہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے پاس میں بیٹھے تھے۔ دل میں خیال کرنے لگے۔ کہ معلوم نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے فرمایا کہ ایسا خیال بہت بُری بات ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:٦، ص:۱۷۱، سطر:۱)

نوٹ:۔ گنگوہی اور اسماعیل دھرم میں خدا کے دینے سے بھی اگر رسول خدا کو غیب مانا جائے تو شرک اور وہی اپنے لیے عین اسلام اور کشف وکرامات

<u>میٹھا میٹھا ہڑپ</u>: توجہ مطلوب صرف یہی ہے۔ کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان کے حالات کے اقتضاء سے تعلیم کرتا رہے۔ سو ایسی توجہ ہمارے بزرگوں کی دائمی طور پر رہتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:٦، ص:۳۴، سطر:۱۲)

نوٹ:۔ ایسے فرضی دعوے تو ان گنت و بے شمار کئے جا سکتے ہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یا دوسرے عارفین کے ذہن میں مقاصد پہلے آتے ہیں اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقاصد میں نہیں پہنچتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج...... ص:۳۲۲، سطر:۱٦)

نوٹ:۔ اس سے گنگوہی صاحب کو بھی اتفاق ہے یا نہیں؟

<u>کسی کروٹ چین نہیں</u>: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ وہ جہاز کا اٹھا لینا...... ظاہر ہے کہ آپ کا کرامات عظیم کو ماننا اقرب الی الشرک ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:٦، ص:۲۷۴، سطر:٦)

نوٹ:۔ ایک بشر کی کرامت اور اقرب الی الشرک گویا شرک کا ہوا سوار ہے۔

<u>نفس کی پوجا</u>: بعض لوگ انہی اہل باطن میں سے ایسے بھی ہیں۔ جو تحریکات کے زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں مگر ہمیشہ سے جب ملتے ہیں۔ جھک کر سلام کرتے ہیں میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۸۴، سطر:٦)

نوٹ:۔ صرف سلام نہیں بلکہ جھک کر سلام کرتے ہیں سلام اتنا پسندیدہ نہیں ہے

جتنا کہ جھکتا۔

اپنا پروپیگنڈہ: جب حضرت حاجی صاحب صبح کو تشریف لے گئے۔ تو میں نے اس جگہ بیٹھ کر ذکر کیا۔ جس جگہ حضرت ذکر کیا کرتے تھے۔ تو انوار معلوم ہوئے۔
(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۱۱۰، سطر:۸)

نوٹ: ۔ ذکر الٰہی میں انوار نہیں تھے بلکہ اس نشستگاہ سے انوار برس رہے تھے۔

آنکھیں بدل گئیں تو نظارہ بدل گیا: مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نرالی شان تھی چہرے سے انوار برس رہے تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۶۱، سطر۱۱)

نوٹ: ۔ دیوبندی دھرم میں رسول خدا کی تعریف انسانوں جیسی کی جائے بلکہ اس سے بھی کم البتہ دیوبند کے مولانا آدمی نہیں ہوتے گویا زمین پر سورج اتر آیا ہے۔

اب اپنا معاملہ ھے: جامع تھے کمالات کے............ مرد حقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۵، ص:۲۸۷، سطر:۴، ۱۴)

نوٹ: ۔ چونکہ دیوبندی دھرم میں مرد حقانی کا مرتبہ مقام نبوت سے بھی اونچا ہے معاذ اللہ حضرت اقدس گویا بس سراپا لطافت ہی لطافت ہو گئے۔
(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۷، ص:۱۰۱، سطر:۱۹)

نوٹ: ۔ جیسے بمبئی کا افلاطون۔

جھنڈا اونچا رھے ھمارا: یہ سب موقوف ہے۔ صحبت کامل پر کسی کی جوتیاں سیدھی کرو ڈنڈے کھاؤ۔ اس کے سامنے ناک رگڑو۔ اس سے حقیقت تک رسائی ہوتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۳۹، سطر:۱۶)

نوٹ: ۔ کبھی کبھی سمجھداری کی بات کر جاتے ہیں۔
دیوانہ بکار خویش ہشیار است۔

کرامت ھی کرامت: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب طالب علموں کے مارتے وقت بڑی ظرافت سے کام لیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس عصا میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے مردے زندہ ہوتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۳۱۲، سطر:۵)

نوٹ: ۔ اگر عصا سے مردہ زندہ کیا تو کیا کمال؟ گنگوہی صاحب تو یونہی مردوں

کو زندہ کر دیتے تھے۔ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا'' اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم۔

قانون داں نھیں قانون ساز: ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو جائز بھی ہوتا ہے۔ (افاضات تھانوی، ج:۷، ص:۳۱۶، سطر:۱۶)

نوٹ: اس کی زندہ مثال! خانقاہ گنگوہی اور نانوتوی کا معاشقہ ہے یا کوا کھانا ثواب اور بکرے کی کپوری درست؟ مثال دینے سے قانون زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا: بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دین سمجھ کر اختیار کرے۔ اگر معاملہ سمجھ کر کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے۔ بس ایک احداث للدین ہے اور احداث فی الدین ہے۔ احداث للدین معنیٰ سنت ہے۔
(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۲۰۵، سطر:۱۵)

نوٹ: ۔ گنگوہی صاحب نے رسم ختم بخاری کو درست قرار دیا ہے۔ فرمایئے یہ احداث فی الدین ہے یا احداث للدین اور ایسے ہی درود شریف میں ''سیدنا'' کا اضافہ یہ کیا ہے؟

تھانوی کی نئی شریعت: جیسے سفر میں قصر کی اصل علت مشقت ہے۔ لیکن اس کی پہچان اور اس کا معیار معلوم ہونا مشکل تھا۔ میں نے خصوصیت کی جان پہچان کو اس کا قائم مقام کر دیا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۹۸، سطر:۱۵)

نوٹ: ۔ شریعت اپنے گھر کی ہے! دلیل کی کوئی حاجت نہیں۔

ذم تحت المدح: بعض حقیقت شناسوں نے مولانا محمد قاسم صاحب کے علوم کو حضرت حاجی صاحب کے علوم کا ظل بتایا ہے۔
(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۳۲۲، سطر:۲۰، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۵)

نوٹ: ۔ بتانے والے کو صیغہ راز میں کیوں رکھا گیا؟ ظل ہونے کے باوجود شریعت سے بے خبر ہی رہے۔

گنگوھی فتوے کی خلافت ورزی: حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی میرے استاد ہیں قبلہ ہیں کعبہ ہیں۔
(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۵۳، سطر:۲۳، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۵)

نوٹ:- گنگوہی صاحب سے فتویٰ لینا چاہئے تھا کہ میں نے مولانا محمود الحسن کو قبلہ و کعبہ سمجھا ہے لہٰذا مسلمان رہا یا کافر؟ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ

من ترا حاجی بگویم: حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام کمالات کے جامع تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۴۸۸، سطر:۴، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۵)

نوٹ:- نبوت بھی ایک کمال ہے مگر اس کا کوئی استثنا نہیں۔

کوا کھاتے کھاتے: اپنے پیر الحمد للہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۳۴، سطر:۱۴، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۵)

نوٹ:- جیسے جناب لٹھ پیر۔

بکریے کی کپوری کا اثر: اپنے بزرگ بحمد اللہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۳۴، سطر:۱۴)

نوٹ:- کیا کوا کپوری کھانے کا یہی ثمرہ ہے۔

اونچی دوکان پھیکا پکوان: میں نے اس (مرید) کو ڈانٹا کہ بیعت کے بعد تمہاری یہ حالت تو انہوں نے صاف کہا کہ مجھے تم سے کبھی مناسبت نہیں ہوئی۔ اور بیعت تو اس امید پر کری تھی کہ اس کی برکت سے تندرست ہو جاؤں گا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۰۴، سطر:۲۰ دیوبندی مذہب، ص:۳۲۵)

نوٹ:- یہ مرید کے جامع کمالات ہونے کی مثال ہے۔

کیوں نہ ہو جامع کمالات پیروں کے مرید کو بھی صاحب کمال ہی ہونا چاہئے۔

پھر نہ کھنا مجھے خبر نہ ہوئی: اس چودہویں صدی میں ایسے پیر کی ضرورت تھی جب کہ میں اشرف علی ہوں لٹھ۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۲۵، سطر:۸، وص:۳، سطر:۱۱، دیوبند مذہب، ص:۳۲۵)

نوٹ:- اب حجۃ اللہ فی الارض، حکیم الامت نہ کہنا خود تھانوی صاحب نے اپنے لیے جو منتخب کیا ہے وہی لکھنا وہی بولنا۔

تھانوی مددگار تھے: میں نے لکھ دیا ہے کہ دیر جو کر رہا تھا مدد ہی تو کر رہا تھا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۶۰، سطر:۶، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۶)

نوٹ: اب مت کہنا کہ خدا ہی سے مدد مانگی جائے اصل مددگار تو تھانوی ہیں۔

تھانوی غیب کا مشاہدہ کراتے تھے: میں نے ذوقیات اور کشفیات کو حسیات بنا دیا ہے ان وجدانیات میں لوگ جن چیزوں پر ایمان بالغیب لاتے ہیں، وہ چیزیں کھلی آنکھوں نظر آتی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:......سطر:۱۲، دیوبندی، ص:۳۲۶)

نوٹ:- غالباً ابھی فتاویٰ رشیدیہ اور تقویۃ الایمان نظر سے نہیں گزری تھی۔ طفل مکتب ہی تو ٹھہرے۔

کاھے کو نومن تیل ہوگا اور کاھے کو رادھا ناچے: میرے یہاں کا صرف معیار یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو جائے کہ اپنی غلط پر دل سے نادم ہے اور یہ بات اس شخص کے اعلان کر دینے سے بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۶، سطر:۱۲، دیوبندی مذہب، ص۳۲۶)

نوٹ: کوئی زبان سے ہر چند کہے مگر جناب جیسا ہٹ دھرم کیسے یقین کرے گا کہ یہ دل سے نادم ہے؟

یا بالفاظ دیگر آپ دل کے بھید پر مطلع ہیں؟

دیوبندیو! تھانوی کے ڈنڈے کھاؤ یہ سب موقوف ہے صحبت کامل سے۔ کسی کی جوتیاں سیدھی کرو۔ ڈنڈے کھاؤ۔ اس کے سامنے ناک رگڑو۔ اس سے حقیقت تک رسائی ہوتی ہے (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۴۹، سطر:۱۶، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۶)

نوٹ:- اب بجائے خدا کے مولانا صاحبان کے سامنے ناک رگڑی جائے

آدمی تھے یا کچھ اور مولانا خلیل احمد صاحب کی نرالی شان بھی تھی۔ چہرے سے انوار برستے تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۶۱، سطر:۱۱، دیوبندی مذہب ص۳۲۶)

نوٹ:- پسینہ کیسا تھا؟

صحبت کامل کے بعد یہ شان ہو جاتی ہے۔

ڈھکے چھپے اپنی عظمت کا اعلان: بنی اندر خود علوم انبیاء...... بے کتاب و بے معید و استا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۹۷، سطر:۱۳، دیوبندی مذہب ص۳۲۶)

نوٹ:- گنگوہی پر حاجی امداد اللہ صاحب کا اثر کیوں نہ ہوا؟

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت بھی عجیب البیلی تھی

خواب کے راستے فضیلت: میرے بعد ایک دوست نے ایک مرتبہ حضرت کو بعد موت خواب میں دیکھا۔ دو باتیں فرما دیں۔ ایک یہ کہ ہم کو تو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی میں نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ حق تعالیٰ نے اضافہ کا تصرف عنایت فرمایا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۱۴، سطر:۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۶)

نوٹ: ۔البیلی کو البیلا ہی سمجھتا ہے۔

پہلے خود آدمی بنئے: میرے یہاں آدمیت۔ انسانیت۔ سکھائی جاتی ہے۔ اگر ولی بننا۔ بزرگ بننا۔ قطب بننا۔ غوث بننا ہو تو اور جگہ جاؤ انسان بننا ہو تو یہاں آؤ۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۵۸، سطر:۵، دیوبندی مذہب، ص:۲۲۶)

نوٹ: ۔ آپ کی آدمیت اور انسانیت یہ ہے کہ کسی میزبان کے یہاں پہنچو تو اسے حکم دو کہ اگر تمہارے یہاں نہیں پکا تو محلّہ والوں سے مانگ کر لاؤ میں دل شکنی کا قائل ہوں البتہ شکم شکنی کا نہیں۔

اپنی مجددیت کا ڈھنڈورا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سلف کا طریق میرے ہاتھوں زندہ ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۲۱۲، سطر:۲۲ دیوبندی مذہب، ص:۳۲۷)

نوٹ: ۔اپنے عیوب کے پردہ پوشی کی مکروہ اور گندہ مثال۔

کیا سلف بھی ایک جوتے کو امام بناتے بقیہ کو مقتدی'' کیا سلف بھی راستے میں چلتے پھرتے کھاتے تھے'' کیا سلف بھی گناہ اس لئے کرتے تاکہ دوسروں کو اس سے بچایا جاسکے۔

کیا سلف میں کسی نے خبط الایمان جیسی کفری عبارت لکھی ہے؟ کیا کسی نے اپنا کلمہ پڑھوایا ہے۔

من آنم: میرے دو کام ہیں ایک دعا کرا لو چاہے وہ دنیا ہی کے لیے سہی وہ بھی عبادت ہے۔ دوسرا اللہ کا نام پوچھ لو۔ فرمایا اتنا یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ ان کو تجربہ نہیں۔ مگر پھر ایسی بات پوچھنے کی کیا وجہ یوں سمجھتے ہیں کہ اللہ والوں سے اس لیے پوچھ کر حفظ کرنا چاہئے۔ الخ، (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۴۲، سطر:۲۱، دیوبند مذہب، ص:۳۶۷)

نوٹ: ۔ کیا اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ مرید سے اپنا کلمہ پڑھوائیں۔

شیخ چلی پیچھے رہ گیا: میں ایک ہی مجلس میں طالب کو خدا تک پہنچا دیتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۴، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۷)

نوٹ: ۔اللہ اکبر، اتنی لمبی اڑان

بدعت کا ارتکاب: ایک مولوی صاحب نے اپنی تسبیح حضرت والا کے سامنے پیش کر کے عرض کیا۔ حضرت اس پر پڑھ دیجئے گا۔ برکت کے لیے اور ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کیا کہ یہ بہت ہی سہل طریق ہے ترک بنانے کا فرمایا کہ واقعی اچھی تدبیر ہے.....عرب کا طریق نہایت پسندیدہ ہے کہ اپنی چیز کو ترک بنوالیا جائے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۴ دیوبندی مذہب، ص:۶۹، سطر:۱-۷، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۷)

نوٹ: ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تقویۃ الایمان سے نظر نہیں گزری تھی۔

آج معلوم ہوا کہ یہاں زندہ ہی منظم نہیں۔

تھانہ بھون کے مردے: مردے بھی منظم ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۲، ص:۴۶، سطر:۱۶، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۷)

نوٹ: ۔ مسخرے کو ہر جگہ مذاق ہی سوجھتا ہے اسے زندہ اور مردہ کی کیا تمیز اسے تو قہقہہ چاہئے۔

مدعی سست گواہی چست: ایک شخص حضرت گنگوہی کے پاس آیا۔ بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے انکار فرما دیا۔ بے حد اصرار کیا۔ رویا پیٹا۔ مگر حضرت انکار ہی فرماتے رہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ خفیہ پولیس کا افسر تھا۔ یہ حضرت کی فراست تھی اور فراست صادقہ یہ کشف سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

دو شخص آدھی رات کے قریب آپ کی خدمت میں آئے۔ کہ یہ روپیہ ہے اس کو مجاہدین سرحد کے پاس پہونچا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ نکالو ان بے ہودوں کو۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دو افسر انگریز تھے امتحان کرنے آئے تھے۔ کہ ان کا کچھ تعلق ان مجاہدین سے ہے یا نہیں حضرت کی ہر بات میں ایک عجیب نور ہوتا تھا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۳۲۴، سطر:۱۸)

نوٹ:- اگر یہ واقعہ سچ ہے تو انگریزوں سے ساز باز سے پہلے کا ہے ورنہ بعد کو ملی بھگت تو سبھی جانتے ہیں "خون کے آنسو" میں اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیے۔

غزالی اور رازی سے بھی اونچا مقام: میں کبھی وعظ میں لطائف اور نکات بیان کرتا ہوں تو صاف کہہ دیتا ہوں۔ کہ یہ نکتہ ہے۔ اور بعضے علوم بھی اللہ تعالیٰ نے عنایت کئے ہیں کہ شاید صدیوں سے کسی کو عنایت نہ ہوئے ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۵۵، سطر:۳، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۸)

نوٹ:- یہ محض ایک پاگل کی بڑ ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں صدیوں میں تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام رازی غزالی، امام اعظم ابوحنیفہ، غوث پاک، غریب نواز سبھی شامل ہیں حتیٰ کہ بعد تابعین کرام صحابہ عظام تو کیا یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آپ کا مقام ان سب سے اونچا تھا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

سادہ لوح مریدین کی آنکھوں میں دھول اس طرح نہ جھونکو کہ بیچ چورا ہے پر تمہارا بھانڈا پھوٹے اور بھرم کھل جائے۔ ایک ذاکر نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ میں نے طائف میں چلہ کیا۔ اور سوالاکھ اسم ذات روزانہ پڑھا۔ مگر نفع نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ناراض ہیں۔ فرمایا اگر میں ناراض ہوتا۔ تو تم کو سوالاکھ اسم ذات روزانہ کی توفیق ہی نہ ہوتی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۱۷۵، سطر:۱۷، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۸)

نوٹ:- گنگوہی کا اثر پڑ گیا ہوگا۔

مکر کو چکر: ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ اپنے دوست کے متعلق لکھا ہے کہ باوجودیکہ ان کو زنا سے نفرت ہے۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے بچنے کا طریق اختیار کر چکے۔ مگر اس وقت تک نہیں رک سکے۔ اب ان کو اس کی فکر ہے کہ پہلی بیعت باقی رہی یا تجدید بیعت کی ضرورت ہے۔ اب اگر لکھتا ہوں کہ بیعت باقی ہے تو جرأت بڑھتی ہے اگر لکھتا ہوں کہ باقی نہیں رہی تو غلط ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۳۰۶ سطر:۸ دیوبندی مذہب، ص:۳۲۸)

نوٹ:- کبھی کبھی ہوش آجاتا ہے۔

اپنی بکھان: مربی قرائن سے یا نور بصیرت سے معلوم کرلیتا ہے کہ اس نے اہتمام

کیا تھا۔ پھر بھی غلطی ہوگئی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۲، ص:۷۹، سطر:۲۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۸)

نوٹ:- اپنی دوکان بچی رہے۔

سراپا کرامت: ایک صاحب کے خط کے جواب میں جن پر فوجداری کا مقدمہ تھا توکل پر میرے قلم سے نکل گیا۔ کہ انشاء اللہ کچھ نہ ہوگا وہ اتفاقاً اس مقدمے سے بری ہوگئے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۸۱، سطر:۲، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۸)

نوٹ:- کیا کہنا ہے آپ کے توکل کا، جو میزبان کے دسترخوان پر بیٹھ کر میزبان سے یہ کہے کہ کھانا محلے والوں سے مانگ لاؤ اگر تمہارے یہاں نہیں ہے۔ بھلا بتائیے۔ ایسے اخلاق مجسم کا توکل کتنا اونچا ہوگا۔

اپنی کرامت کا چرچا: بعض حضرات جن کا مجھ سے بے تکلفی کا تعلق ہے ان سے معلوم ہوا کہ عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ (تھانوی صاحب) جو کہتے ہیں وہی ہوجاتا ہے ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہی ہمارا عقیدہ بھی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۶۳، سطر:۴، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۸)

نوٹ:- اپنی تشہیر کا بہترین طریقہ ہے۔ شاہ وصی اللہ صاحب نے تھانہ بھون سے اسی ٹرک کو سیکھا تھا ایجنٹوں اور دلالوں کے سہارے گاڑی چلائی گئی۔

انشاء راز: جمشید تو وہ تھے۔ اور جام جمشید میرے پاس تھا جس میں سارے حالات نظر آجاتے تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۵۰، سطر:۴، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

نوٹ:- پتہ لگانا چاہئے کہ تھانوی صاحب وراثت میں اپنا جام جمشید کسے دے گئے اس سے کچھ کام تو لیا جائے؟

جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے۔ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ دل میں خیال کرنے لگے کہ معلوم نہیں حضرت حاجی صاحب کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا حافظ ضامن کا۔ حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے۔ فرمایا کہ ایسا خیال بری بات ہے تمہیں اس سے کیا مطلب کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۸۷، سطر:۷، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

نوٹ:- کیا تقویۃ الایمان کی یہی تعلیم ہے؟

کہیں فریب تو نہیں: مولانا فخر الحسن صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ کوئی معتقد ان کی تعریف کر رہا تھا۔ اور وہ خوش ہو رہے تھے میرے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ اپنی مدح سے اتنا خوش ہو رہے ہیں۔ بس اتنا خیال آنا تھا کہ میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں مدح سے خوش نہیں ہو رہا ہوں بلکہ اپنے صانع کی مدح سے خوش ہو رہا ہوں۔ کہ اسی نے تو مجھے ایسا بنایا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۱۸۷، سطر:۱۰ دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

نوٹ:- یہی بات غوث پاک اور غریب نواز کے لیے شرک کیوں ہے؟

کفر ٹوٹا خدا کرکے: حضرت مولانا کی یہ حالت اور جذبات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۲۵۵، سطر:۲۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

نوٹ:- کاش اس جذبہ عقیدت میں یکسانیت ہوتی جو غلو مولانا کے ساتھ ہے رسول اکرم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اس کا فقدان کیوں ہے؟

تصرف کا اقرار: انہوں نے مولانا گنگوہی کو بعد انتقال کے دیکھا ہے۔ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں بعد وفات کے خلافت دے دی ہے۔ اس کے معنی میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ چونکہ خلافت کی روح تصرف ہے۔ اس لیے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولانا کی روح کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قوت عطا فرما دی۔ کہ طالبین کی تربیت اور اصلاح میں معین ہو۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۳۰۸، سطر۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

نوٹ:- گنگوہی کی بارگاہ میں شرک کا ہر قانون نذر آتش ہو جاتا ہے!

زندگی ہی میں سوانح حیات لکھی گئی: جب میری سوانح حیات لکھی جا رہی تھی۔ بعض احباب نے کہا کہ اگر ہم ان واقعات کو کرامت کے باب میں درج کر دیں تو کیا حرج ہے میں نے کہا چونکہ ایسے واقعات کے اندر مجھ کو دوسرا بھی احتمال ہوتا ہے۔ اس لیے میں ایسے واقعات کو بھی کرامت کے عنوان میں درج کرانا نہیں چاہتا۔ البتہ تمہارا دل چاہے تو ایسے واقعات کو سوانح میں انعامات الٰہیہ کے عنوان

کے تحت درج کر سکتے ہو۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۴۴۳، سطر:۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

نوٹ:- توجہ مطلوب صرف یہی ہے کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان حالات کے اقتضا سے تعلیم حاصل کرتا رہے۔ سو ایسی توجہ ہمارے بزرگوں کو دائمی طور پر رہتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۳۳، سطر:۱۲، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

خانقاہوں کی تذلیل وتحقیر: الحمدللہ۔ یہاں کے جو اطفال ہیں۔ یعنی محض مبتدی ان میں جو دولت سمجھ کی اور نیک نیتی کی ہے۔ وہ اور جگہ کے بعض مشائخ کو بھی حاصل نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۷۰، سطر:۳، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۰)

نوٹ:- نانوتہ اور گنگوہ پر قیاس کیا ہوگا کنویں کے مینڈک کی دنیا ہے کتنی؟

اگر مرید کو شیخ سے سچی محبت ہو تو کبھی اس کے سامنے اپنی غلطی کی تاویلیں نہیں کر سکتا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۳۳۶، سطر:۲۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۰)

نوٹ:- اگر یہ بات زبان ہی سے نہیں دل سے کہی گئی ہے تو حفظ الایمان کی کفری عبارت پر تاویلیں کیوں کی جا رہی ہیں۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ ÷ جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

لمبی اڑان: شیخ تو وہ ہے جس کا فیض سارے عالم کو محیط ہو۔
(افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۳۰۸، سطر:۹، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۰)

نوٹ:- آپ کا ہر مولوی رحمۃ للعالمین ہے ایک شیخ ہی پر کیا منحصر؟
مولوی اسماعیل دہلوی سے بھی مشورہ کر لینا چاہئے تھا۔

ڈھونگ ہی ڈھونگ: عرض کیا کہ حضور حضرت تھانوی کی اور کس قدر حیات ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ان سے ایک اور خاص کام لینا ہے اس وقت تک حیات ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۱۵۵، سطر:۵، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۰)

نوٹ:- لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھوانا باقی رہ گیا تھا۔

جھک کر سلام: بعض لوگ انہیں اہل وطن سے ایسے بھی ہیں۔ جو تحریکات کے زمانہ سے اختلاف رکھوں گا ہمیشہ سے جب ملتے ہیں۔ جھک کر سلام کرتے ہیں۔ میں شکر ادا کرتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۸۴، سطر:۶ دیوبندی مذہب، ص:۳۳۰)

نوٹ:- کسی متکبر کی یہ بھی ایک نشانی ہے "تھانوی صاحب کو خود بھی اپنے تکبر پر فخر تھا حوالہ پہلے گذر گیا"

اعتراف حقیقت: اپنے بزرگوں کی محبت رکھنا۔ خوش رہنا خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کا ہر شخص کو اہتمام کرنا چاہئے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۴۴، سطر:۲۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۰)

نوٹ:- بزرگوں کو خوش رکھا جائے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں چوپاؤں پاگلوں ایسا لکھ کر انہیں تکلیف پہنچائی جائے اور کفر بولا جائے۔

اب بحمد اللہ ذرا آنکھیں کھلی ہیں۔ گو اب بھی بہت لوگ آنکھ کھول کر پھر بند کرنے کا ارادہ کررہے ہیں مگر انشاء اللہ اب کھل کر ہی رہیں گے۔ یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون

یہ نور تمام ہی ہو کر رہے گا (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۶۴۴، سطر:۱۲، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۰)

نوٹ:- گویا قرآن جناب ہی پر اترا ہے معاذ اللہ

دماغ کا خلل: ایسے لوگوں کیلئے جی چاہتا ہے کہ کچھ ذوق طریق کا بھی ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور ہو جائے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۲۶۶، سطر:۳، دیوبند مذہب، ص:۳۳۱)

نوٹ:- پہلے اپنی خبر لیجئے بعد میں دوسروں کی! آپ کے یہاں تو صرف آدمی بنانے کی فیکٹری ہے یہ نورٌ علیٰ نور تو دوسری خانقاہوں کا حصہ ہے۔

اب تو سب مسلمانوں سے حسن ظن ہے اور اس وقت دوسروں کا غیب بھی منکشف ہو جاتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۳۶۵، سطر:۲۰، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۱)

نوٹ:- قربان جایئے رسول خدا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ پیچھے تک کی خبر نہیں اور جناب پر غیب منکشف ہو جاتا ہے۔

تھانوی دستگیر تھا: حضرت خدا کے واسطے میری دستگیری کیجئے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۴۶۹، سطر:۱۵، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۱)

نوٹ:- اب خدا سے کوئی تعلق نہیں دیوبند کی یہ توحید خالص ہے گویا دیوبند کی کلیہ ٹوٹ گئی!

ابھی اونٹ نے پہاڑ نہیں دیکھا: میرے پاس اس کی سند متصل ہے کہ مولانا مظفر حسین صاحب ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ حاجی صاحب اس وقت کے بزرگوں میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ پہلے بزرگوں میں سے ہیں...... اس بات کو یہ محض محققین کی بھی تحقیقات دیکھ لی جائے۔ معلوم ہو جائے گا کہ اب بھی رازی اور غزالی بلکہ ان سے بھی اکمل خود ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۷۱۵، سطر دیوبندی مذہب، ص:۳۳۱)

نوٹ: گنگوہی صاحب کا یہ فرمان ہے کہ ہم سے پوچھ کر حاجی صاحب کو مسائل پر عمل کرنا چاہئے تھانوی دین میں حاجی صاحب رازی اور غزالی سے بھی اکمل ہیں اب اس کا فیصلہ قاری طیب صاحب کے ذمہ ہے۔

مالیخولیا: یہ واقعہ ہے چنانچہ ہمارے حضرات رازی وغزالی سے کسی طرح کم نہیں تھے۔ بلکہ بعض امور میں ان سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۴۴۹، سطر:۱۷، دیوبندی مذہب، ۳۳۱)

نوٹ:- جب دیوبندی دھرم میں امتی بسا اوقات عمل میں نبی کے مساوی بن کے نبی سے بھی بڑھ جاتے ہیں تو حضرات رازی وغزالی کس شمار وقطار میں۔

آنکھ میں دھول جھونکنا: ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں۔ نے سنا ہے کہ آپ مجدد ہیں کیا یہ صحیح ہے۔ اب اگر کوئی اور ہوتا، تو لکھتا ہوں یا نہیں۔ مگر میں نے لکھا کہ عزم کی تو کوئی دلیل نہیں اور احتمال مجھے بھی ہے۔

۲۔ عرض کیا کہ حضرت مجدد وقت ہیں۔ فرمایا کہ چونکہ نفی کی بھی کوئی دلیل نہیں اس لیے اس کا احتمال مجھ کو بھی ہے۔ (افاضات الیومیہ ج:۱ ص ۱۷۸ سطر:۱۶، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۶)

نوٹ:- جناب کا مغالطہ ملاحظہ فرمایئے بدھو، نتھو، خیرو، جمعراتی، بقرعیدی میں کوئی بھی کہہ سکتا ہے چونکہ نفی کی کوئی دلیل نہیں اور اپنے مجدد ہونے کا مجھے بھی احتمال ہے لہٰذا اگر مجھے مجدد سمجھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اس اصول کو میلاد، قیام کے لیے کیوں نہیں اپنایا جاتا نفی کی کوئی دلیل نہیں اور ذکر رسول گویا ذکر الٰہی ہے لہٰذا میلاد وقیام میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جھونپڑی میں رہ کر محل کا خواب: طریق بالکل مردہ ہو چکا تھا۔ لوگ بے حد غلطیوں میں مبتلا تھے۔ بحمد اللہ اب سو برس تک تو تجدید کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر غلط ہو جائے گا تو پھر کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہو جائے گا۔ ہر صدی پر ضرورت ہوتی ہے تجدید کی۔ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۱۶، سطر:۱۶، ص:۳۳۱)

نوٹ:۔ اب مجدد ہونے کا احتمال نہیں بلکہ یقین ہو چکا ہے پہلے حوالے میں اپنی مجددیت کے لئے زمین ہموار کی گئی ہے تعین کے بعد اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ منصب اعلان کا نہیں بلکہ اخفاء کا ہے وہ خود اس کا اظہار نہیں کرتا بلکہ دنیا اس کے کار تجدید سے اسے پہچانتی ہے۔

علم نبوت کی تنقیص: مولوی محمد قاسم نے حضرت حاجی صاحب سے شکایت کی کہ ذکر پورا نہیں ہوتا۔ شروع کرتے ہی قلب پر ثقل ہو جاتا ہے۔ زبان بند ہو جاتی ہے فرمایا کہ یہ ثقل وہ ثقل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت ہوتا تھا۔ آپ کے علوم نبوت پر فائض ہونے میں۔ کیا عجیب اور غامض تحقیق ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۶۸، سطر:۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۲)

نوٹ:۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ کیسا خطرناک انداز بیان ہے اپنوں کی بڑائی میں تنقیص نبوت جیسے سنگین جرم کا ارتکاب! خدا جانے یہ حاجی صاحب کا ارشاد ہے یا ایجاد بندہ؟

رسول کریم سے ہمسری کا دعویٰ: ایک شخص نے مولانا محمد یعقوب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو کشف ہوا ہے۔ کہ میں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں حالانکہ یہ ممتنع شرعی ہے۔ کہ غیر نبی درجہ میں نبی کے برابر ہو جائے اس لیے اس نے اپنا یہ کشف مولانا محمد یعقوب صاحب (صدر دیوبندی) سے عرض کیا۔ تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۳۶۴، سطر:۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۳۳)

یہ شاتمانِ رسول اس شعر کے مصداق ہیں۔

نوٹ:۔ دھوکے میں آنہ جائے کہیں فکر و آگہی
آقائے کائنات لباس بشر میں ہے۔ (اسلم گورکھپوری)

دیوبند کا جاهل مجدد: ایک قادیانی چند مرتبہ تو میرے پاس اپنے مذہب کی کتابیں دکھانے کو لا چکا اور مجھ سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ میں نے کہہ دیا۔ کہ میں عالم نہیں ہوں۔ اپنے مذہب سے پورا واقف نہیں ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۴۴۶، سطر:۳، دیوبندی مذہب، ص:۳۲۹)

نوٹ:۔ کبھی اپنے مجدد ہونے کا اعلان اور کبھی حجۃ اللہ فی الارض ہونے کا یقین اور کبھی اس کا اقرار کہ میں عالم نہیں ہوں کیوں نہ ہو جناب کا تاریخی نام ہی تھا۔ "مکرم عظیم" جناب بالکل اسم با مسمّٰی تھے۔

ان حضرات کی تو ہر بات میں کشش ہوتی ہے

سیدہ فاطمہ زہرا کی توہین: ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ ہم اچھے ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۳۷، سطر:۸، دیوبندی مذہب، ص:۳۵۴)

نوٹ:۔ اہل اللہ کا یہ فرمان ہے الموت جسرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب
موت ایک پل ہے جو محب کو محبوب تک پہنچاتا ہے۔ البتہ گنہگار احساس معصیت کے تحت مرنے سے ڈرتا ہے سرکار آسی فرماتے ہیں۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

فریب کا مال گودام: میں ایک مجمع کے ساتھ ان کی تبلیغ کے لیے وہاں گیا تھا۔ ادھار سنگھ سے بھی اس کا ذکر آیا تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہمارے یہاں تو تعزیہ بنتا ہے۔ میں نے کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج:۴، ص:۵، سطر:۶، دیوبندی مذہب، ص:۳۵۷)

نوٹ:۔ ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو

یہ تو ساری باتیں بے وقوفی ہی کی ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۲۵، سطر:۹، دیوبندی مذہب، ص:۳۸۵)

نوٹ:۔اس آئینے میں اپنی ہی تصویر نظر آئی ہے۔

مولانا احمد حسین صاحب امروہی نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے کے ختم قرآن کا نشرہ کیا۔ سب کو بلایا مگر مجھ کو نہ بلایا۔ میں اس لیے خوش ہوا۔ کہ شاید رسم کے شبہہ سے مجھ کو عذر کرنا پڑتا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۴۰، سطر:۸، دیوبندی مذہب، ص:۳۸۷)

نوٹ:۔ جناب کی نوردہ گیری و تنگ مزاجی سے سبھی واقف تھے۔ ورنہ اپنے علاوہ پوری جماعت کو تارک سنت ضرور قرار دیجئے۔

بدعت کا طاعون: یہ نماز کے بعد کا مصافحہ بدعت ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، سطر:۲، ص:۲۹۹، دیوبندی مذہب، ص:۳۸۸)

نوٹ:۔ بلی کو خواب میں بھی چھیچھڑے ہی نظر آتے ہیں۔

بھول چوک: جسے چاہا بدعت کہہ دیا جسے چاہا سنت کہہ دیا۔ کوئی معیار ہی نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۳۲۴، سطر:۷، دیوبندی مذہب، ص:۳۸۸)

نوٹ:۔ فتاویٰ رشیدیہ کی صحیح تصویر ہے۔

تھانوی کی بوکھلاہٹ: ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا دیکھ کر گئے تھے لکھا کہ تمہارا انضباط اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ خیر القرون میں نہیں پایا جاتا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۲، ص:۵۱، سطر آخر، دیوبندی مذہب، ص:۳۸۹)

نوٹ:۔ یہ ایسی چپت ہے کہ تھانوی صاحب چاروں شانہ چت

بدعت کا پٹارہ: ماموں صاحب میں یہ بات خاص تھی کہ تارک الدنیا سے ان کو عشق کا درجہ ہوتا تھا۔ یہ اس وقت کے بدعتیوں کی حالت تھی۔

(افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۷، سطر ۸، دیوبندی مذہب، ص:۳۸۹)

نوٹ:۔ تارک الدنیا سے عشق علامات بدعت ہے لیکن جناب کے پاؤں کو دھو کر پینا اور جناب کا جوتا بطور تبرک لے جانا یہ سب کیا ہے؟ کچھ تو فرمایئے۔ کیوں نہ فرما دیا کہ گھر میں قرآن مجید کے ہوتے ہوئے میرے جوتے کی کیا ضرورت جب نفس موٹا

ہو جاتا ہے تو ایسے ہی ہری ہری سوجھتی ہے۔

سانپ مرجائے لاٹھی نہ ٹوٹے: جلسہ وجلوس کا منعقد کرنا مثلاً جھنڈے اور جھنڈیوں کا ہونا بازاروں میں آواز ملا کر نعرہ لگانا...... ایسے امورات جائز ہیں یا ناجائز؟ الجواب حاجت مشاط نیست روئے دل آرام را۔

(افاضات الیومیہ، ج:۵، ص:۳۶۸، سطر:۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۸۸)

نوٹ:۔ یہ وہی ٹرک ہے دونوں ہاتھ میں لڈو رہے مکر عظیم کی جلوہ پاشی ہے۔

شراب کہنہ درجام نو: دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کرنا کیسا ہے۔ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظر نہیں پائی جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو بدعت کے لفظ سے لوگ گھبراتے ہیں۔ اب اس سے جواب بھی ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۵۳۹، سطر:۱۴ دیوبندی مذہب، ص:۳۸۸)

نوٹ:۔ کیا خیر القرون میں اسے کسی نے منع بھی کیا ہے؟

ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین

تھانوی کی مزار پر حاضری: ایک بار جب کہ ماموں صاحب کا حیدر آباد دکن میں قیام تھا نواب محبوب علی خانصاحب نے ایک تاریخ مقرر کی کہ آج ہم سب مزارات کی زیارت کریں گے۔ چنانچہ مزار پر گئے وہاں کے خدام نے پر جوش استقبال کیا۔ الخ (افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۴۰ سطر:۱، دیوبندی مذہب، ص:۳۹۰)

نوٹ:۔ یہ آؤ بھگت اس لیے تھی کہ

بعد مدت کے پھنسا تھا ایک پرانا چنڈول

غیر مقلدین بدعتی ھیں: یہ غیر مقلدین............ یہ فرقہ بھی بدعتی ہوا۔

(افاضات الیومہ، ج:۶، ص:۱۷۹، سطر:۱۵، دیوبندی مذہب، ص:۳۹۰)

نوٹ:۔ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

جواب دیجئے: آپ نے خود طریقہ بدعت سے کتابیں ختم کی ہیں۔ کیونکہ مدرسہ میں اسباق کے گھنٹے مقرر تھے اور خیر القرون میں نہ تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۴۴، سطر ۱۹، دیوبندی مذہب، ص:۳۹۱)

نوٹ:- اپنا جوتا اپنا سر

کفر کی مشین گن: کسی میں بدعت ہونے کیلیے یہ ضروری تھوڑا ہی ہے کہ اس میں ساری باتیں بدعت کی ہوں۔ جیسے کفر کے لیے ایک بات بھی کافی ہے کیا کفر کی ایک بات بھی کرنے سے کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک بات بھی بدعت کی کرنے سے بدعتی ہوگا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۲۴، سطر:۴، دیوبندی مذہب، ص:۳۹۱)

نوٹ:- سچ فرمایا جناب نے! خواہ بہشتی زیور لکھی جائے۔ یا قرآن کا ترجمہ کیا جائے۔ لیکن حفظ الایمان کی کفریہ عبارت نے کافر بنا ہی دیا اس کی زد سے بچ نہیں سکتے!

بدعت بہت ہی مذموم چیز ہے (افاضات، ج:۴، ص:۲۴۴، سطر ۳، دیوبندی مذہب ص:۳۹۱)

نوٹ:- اس میں کیا شبہ لیکن حفظ الایمان کے کفر سے اس کا درجہ کم ہے۔

صلاء عام ہے: ہر قسم کے لوگ آتے ہیں بدعتی و ہندو۔

(افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۲۰۶، سطر:۴، دیوبندی مذہب، ص:۳۹۱)

نوٹ:- یا مسلماں اللہ اللہ یا برہمن رام رام

بدعتی تو ایسے ہیں...... مگر غلط تعلق کا ایسا ہی فرق ہے جیسے آریہ اور سناتن دھرمی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج:۴، ص:۱۲۷، سطر:۱۰، دیوبندی مذہب، ص:۲۶۱)

آپ بیتی: اب تو اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہوئے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۱۸۲، سطر:۱۱، دیوبندی مذہب، ص:۴۳۶)

نوٹ:- جس کی زندہ مثال خود جناب ہیں۔

کسی میں ایک بات کفر کی ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے: اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لیے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی وہ مزیل ایمان نہ ہوں گی وہ بالاجماع کافر ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۷، ص:۲۳۴، سطر:۱۱، دیوبندی مذہب ص ۴۳۹)

نوٹ:- پالن حقانی کے کمرہ میں اس عبارت کو آویزاں کر دینا چاہئے۔ جن کی نئی شریعت میں کسی کو کافر کہنا جرم ہے۔

کچھ قریب آگئے: اعتراض لکھا ہے کہ اتنے لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے میں نے لکھا کہ بنایا نہیں جاتا۔ بتایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ کا فرق ہے۔ یعنی کافر تو وہ خود بنے صرف بتلایا جاتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۳۱۸، سطر:۱۲، دیوبندی مذہب، ص:۴۴۰)

نوٹ:- جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ یہ سبق تو ہمارے ہی درسگاہ کا ہے۔

ہماری بلی ہمیں سے میاؤں: آج کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ علماء لوگوں کو کافر بتاتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ تم نے گم کر دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو تو کلام صحیح ہو جائے۔ وہ یہ کہ کافر بتاتے ہیں بناتے نہیں (یا....) بنانے کے معنی کی تحقیق کر لو۔ وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کس کو کہتے ہیں۔ اس کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دی جائے۔ کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کی تعلیم و ترغیب ہوں گے تو کیا تم نے کسی مسلمان اول دیکھا کہ علماء اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص خود کفر کرے اس کو علماء کافر بتاتے ہیں۔ یعنی وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ، ج:۱، سطر:۳، وغیرہ، ص:۳۰۶، دیوبندی مذہب، ص:۴۴)

نوٹ:- اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

جو کفر کو کفر نہ کہے وہ کافر ہے: ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے جو کفر کو کفر نہ کہے۔ (افاضات الیومیہ، ج:۶، ص:۳۱۸، سطر:۱۶، دیوبندی مذہب، ص:۴۴۰)

نوٹ:- حفظ الایمان کی کفری عبارت پر آج کے دیوبندیوں سے ہمارا یہی مطالبہ ہے۔

اپنی آنکھوں کا تنکا نظر نہیں آتا: فلاں صاحب ایک مقرب خاص نے وعظ ہی میں بیان کیا بڑے فخر کے ساتھ کہ ندوہ پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ دیوبندیوں پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ خلافت والوں پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا حضرت والا نے سن کر فرمایا۔ کہ جو چیز کسی کے پاس ہوتی ہے وہی تقسیم کرتا ہے۔ لیکن اگر ڈرانے دھمکانے شرعی انتظام کے لیے کسی وقت کافر کہہ دیا جائے اس کا مضائقہ نہیں۔ اس میں انتظامی شان کا ظہور ہوگا۔ (افاضات الیومیہ، ج:۱، ص:۶۰ سطر:۷، دیوبندی مذہب، ص:۴۴۰)

نوٹ: یعنی اصل کافر کوتو کافر نہ کہا جائے البتہ جو کافر نہ ہو اسے ڈرانے دھمکانے کے لیے کافر کہہ دیا جائے۔ یہ تھانوی شریعت کا قانون ہے شریعت محمدی ﷺ کا نہیں۔

جس درجہ کی غلطی ہو اسی درجہ کی معذرت ہو۔ تب اس کا تدارک ہوسکتا ہے۔ وہ یہ کہ تحریری غلطی ہے تحریری ہی معذرت ہو۔

(افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۱۸، سطر:۱۵، دیوبندی مذہب، ص:۴۴۲)

نوٹ:۔ حفظ الایمان کی کفری عبارت پر علماء اہلسنت کا کچھ اس طرح کا مطالبہ تھا مگر اب تو تیر کمان سے نکل چکا تھا تھانوی صاحب مر کر مٹی میں مل گئے۔ چونکہ اس تحریر کا اعلان ہو چکا ہے لہٰذا معذرت کا بھی اعلان ہونا چاہیے۔

(افاضات الیومیہ، ج:۳، ص:۲۱۸، سطر:۱۷، دیوبندی مذہب، ص:۴۴۲)

نوٹ:۔ ہمارے دعویٰ کی تائید ہے۔

تھانوی کی نظر میں شراب مفید ہے: کشمیر پر جو جتھے جارہے ہیں ان کے متعلق ایک صاحب مجھ سے دریافت فرمانے لگے کہ ان جتھوں کا جائز یا ناجائز ہونا تو الگ بات ہے مگر نافع بہت ہے میں نے کہا جی ہاں خمر و شراب بھی نافع ہے۔

نوٹ:۔ خمر" شراب مفید ہے جناب نے خود اپنے تجربہ کی شہادت دی ہے۔

تقویۃ الایمان

انبیاء اور اولیا کی کھلی ہوئی توہین: یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق خواہ بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان، ص:۱۶، سطر:۹، مطبوعہ دہلی، دیوبندی مذہب، ص:۱۱۳)

نوٹ:۔ یہ وہی تقویۃ الایمان ہے جس کے متعلق دیوبند کے امام ربانی متاع عالم دنیا کے حاجت روا جناب گنگوہی کا فرمان ہے کہ تقویۃ الایمان کا ہر گھر میں رکھنا عین اسلام ہے۔ معاذ اللہ جس کا صحیح مفہوم یہ ہوا کہ توہین نبوت ہی عین اسلام ہے۔

بارگاہ نبوت میں دریدہ دہنی: جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۲۴، سطر:۱۵، وغیرہ، دیوبندی مذہب، ص:۱۱۵)

نوٹ:۔ دیوبند اپنی عمارت کتب خانہ غرض کہ ایک ایک چیز کا مالک و مختار۔

لیکن آقائے دو عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ ستم بالاء ستم یہ کہ اسم گرامی کے ساتھ نہ تو جناب ہے نہ صاحب جس طرح بڑے اپنے چھوٹے کا نام لیتے ہیں۔

علاوہ ازیں اردو زبان کا مبتدی بھی اس قدر جانتا ہے کہ لفظ جس کا میں چھوٹے پن کا اظہار ہوتا ہے اور جن کا میں بڑے پن کے ساتھ عظمت و توقیر کا لحاظ یہ بھی نہ ہوسکا کہ بجائے جس کا جن کا کہا جاتا۔ مگر یہ تو جب ہوتا کہ ادب نبوت سے آشنا ہوتے۔

دیوبندی دھرم دنیا میں کوئی مسلمان نہیں: "پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے۔

سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔" (تقویۃ الایمان، ص:۳۶)

نوٹ:۔ آدمی اپنے ہی اوپر ساری دنیا کو قیاس کرتا ہے۔

رسول کریم پر افتراء وبھتان: یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۶۹، سطر:۱۵، دیوبندی مذہب، ص:۱۱۶)

نوٹ:۔ افترا اور بہتان کی یہ ایک انتہائی لرزہ خیز مثال ہے رسول اکرم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا مگر جناب نے اسکی نسبت آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے بفحوائے حدیث مبارک اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا ہے۔ تقویۃ الایمان کی ایک ایک سطر رسول دشمنی سے بھرپور ہے۔ جناب نانوتوی صاحب تو مرنے کے بعد بھی اپنے جسد عنصری کے ساتھ آتے جاتے رہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے یہ ہے دیوبندی دھرم۔

دیوبندی دھرم میں رسول خدا گویا قوم کے چودھری: جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمین دار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۷۲، سطر:۶، دیوبندی مذہب، ص:۱۱۷)

نوٹ:۔ قرآن جس محبوب ہستی کو طٰہٰ، یٰسین، مزمل، مدثر جیسے پیارے خطابات سے یاد فرمائے دیوبند کی نظر میں وہ صرف ایک زمین دار اور چودھری کی حیثیت رکھتا

ہے اب جس کی عقل ماری گئی ہو اور جہنم میں اپنا ٹھکانا بنانا ہو اسے چاہئے کہ وہ دیوبند سے وابستہ رہے اور جس کی عقل سلامت ہے اور بارگاہ نبوت کا ادب شناس ہے اس کو پوری دنیاء دیوبند سے اجتناب واحتراز لازم ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وللّٰہ العزّۃ ولرسولہ وللمومنین ولکنّ المنافقین لا یعلمون" پارہ ۲۸ سورہ منافقون اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

اسماعیلی ڈکٹیٹر: کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان، ص:۳۱، دیوبندی مذہب، ص:۱۲۱)

نوٹ:- یہ ایک ایسا ٹکڑا ہے جو الحاد و زندقہ سے بھرپور ہے کتب احادیث میں مستقلاً باب قیامت ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جانے کتنے نیکوکار اور بدکار امتیوں کا ذکر فرمایا ہے اگر صورت حال یہی ہوتی جو جناب نے بکواس کی ہے تو ان تفصیلات کا علم کہاں سے حاصل ہوا؟

دیوبند کا نادر شاہی قانون: اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس کے گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستے میں مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی باتیں نہ کرے تو ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۱۔۱۲، سطر:۱۳، دیوبندی مذہب، ص:۱۳۱)

نوٹ:- گنگوہی صاحب کی خیر منائیے! کیونکہ جناب گنگوہی خانقاہ گنگوہ کے لیے استنجا خانہ اور پاخانہ کا احترام کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اس میں قضاء حاجت کو نہ جاتے۔ اور نانوتوی صاحب آستانہ کلیر شریف کی نظر میں میلوں پہلے جوتا اتار لیتے اور روضہ مبارک پر ننگے پاؤں پہنچتے۔ فرمائیے یہ دونوں مومن تھے یا مشرک؟

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے: سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔
(تقویۃ الایمان، ص:۶۴، سطر:۲، دیوبندی مذہب، ص:۱۳۱)

نوٹ:- یہ عبارتیں قابل توجہ نہیں ہر مرد مومن اس سے گھن محسوس کرے گا۔
پروردگار عالم سادہ لوح مسلمانوں کو دیوبندی دھرم سے محفوظ رکھے۔ آمین

ختم نبوت کا انکار: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک ان میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن وفرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۲۸، سطر:۷، دیوبندی مذہب، ص:۱۲۱)

نوٹ:- یہ سارے داؤں پیچ محض توہین نبوت کیلئے ہیں میں نے اپنی کتاب "دیندار جماعت کے بے نقاب چہرے میں اس عبارت کے بخئے ادھیڑ دیئے ہیں اس کا مطالعہ بہت کافی ہوگا۔

رسول دشمنی کا ایمان سوز منظر: جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے (تقویۃ الایمان، ص۳۶، سطر۸، دیوبندی مذہب، ص۱۳۲)

نوٹ: اس الٹی کھوپڑی سے خدا محفوظ رکھے۔ قرآن تو نور، رسول خدا ﷺ کی سفارش اور تائید وحمایت کی تلقین فرماتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ ولو انّھم اذ ظّلموا الخ

عناد نبوت کی مکروہ تصویر: سو انہوں نے بیان کر دیا کہ نہ مجھ کو قدرت ہے نہ کچھ غیب ذاتی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں الخ (تقویۃ الایمان، ص:۲۸، سطر:۹، دیوبندی مذہب، ص:۱۳۳)

نوٹ:- متعدد احادیث علم غیب نبوت پر شاہد عدل ہیں لیکن اگر آنکھ ہی چوندھیا گئی ہو تو اس کا کیا علاج۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ÷ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

دیوبندیوں نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی ہے اسی شیش محل کے سب میٹریل ہیں۔

قیاس کن زگلستان من بہار را

اسماعیلی اسٹیٹ کا کوہ آتش فشاں: اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔
(تقویۃ الایمان، ص:۳۴، سطر:۹، دیوبندی مذہب، ص:۱۴۱)

نوٹ: بغیر کسی حوالہ کے آپ اس طرح لکھ رہے ہیں گویا عینی شاہد ہیں انسان

جب کسی کی دشمنی پر اتر آتا ہے تو اس کی خبط الحواسی کا یہی عالم ہوتا ہے۔

دیوبندی دھرم میں انبیاء اولیاء ذرہ ناچیز سے کمتر ھیں:

سب انبیاء اور اولیاء اسکے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

(تقویۃ الایمان، ص:۶۳، سطر:۱۷، دیوبندی مذہب، ص:۱۴۰)

نوٹ:۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی تنقیص وتوہین میں ایک بہت ہی واضح اور بولتی عبارت ہے۔ اسے بس وہی قبول کرسکتا ہے، جس کے دل میں ایمان کی ایک رمق بھی نہ باقی رہ گئی ہو۔

توحید خالص کے ڈھونگ رچانے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے ضمیر کا محاسبہ کریں یہ انداز اسلام ہے یا انداز کفر!

دیوبندی دھرم میں انبیاء اور اولیاء ناکارہ ھیں: ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے۔ کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۳۳، دیوبندی مذہب، ص:۱۴۲)

نوٹ:۔ خداعزوجل اپنے جن محبوب وبرگزیدہ بندوں کو اختیارات عطا فرمائے انہیں عاجز وناکارہ محض دیوبندی دھرم میں کہا جاسکتا ہے ایسا گستاخ وبیہودہ لب ولہجہ! اگر عہد فاروقی میں ہوتا تو معترض قانون سے انگلی اور زبان دونوں کو تراش لیا جاتا۔

رسول دشمنی میں عقل کا دیوالیہ: اس کے دربار میں ان (نبیوں) کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہوجاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کرسکتے۔ بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کرلیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

(تقویۃ الایمان، ص:۳۴، سطر:۱۹، دیوبندی مذہب، ص:۱۴۵)

نوٹ:۔ اگر نزول وحی کے بعد انبیاء ورسل کا یوں بے حواس ہونا مان لیا جائے اور باہمی پوچھ گچھ کے بعد اسکی تحقیق تسلیم کی جائے۔ تو صحیفۂ آسمانی کو کلام۔ زبانی کہا جائے گا۔ یا کلام انسانی سوچئے پوچھئے تو سہی۔

پہنچا کہاں سے ہے کہاں سلسلۂ دراز عشق

نیم ملا خطرہ ایمان: جس کی توحید کامل ہوتی ہے۔ اسکا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کرسکتی۔ (تقویۃ الایمان، ص:۲۳، دیوبندی مذہب، ص:۱۸۰)

نوٹ:۔ توحید خالص کی تلقین بہت ضروری ہے مگر گناہگاروں کی حوصلہ افزائی سے احتراز واجتناب بھی لازمی ہے اسے رشد وہدایت نہیں بلکہ ذہنی بحران کہا جائے گا۔

اجتماع ضدین مشرک اور متقی: فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۲۳، دیوبندی مذہب، ص:۱۸۰)

نوٹ:۔ مشرک بھی ہو اور متقی بھی اس پہیلی کو صرف دیوبند بوجھ سکتا ہے۔

بک گیا جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تبلیغ کا نیا طریقہ: آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھانے میں کوئی قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو نہ ماننے سے بہتر ہے۔

(تقویۃ الایمان، ص:۵۲، دیوبندی مذہب، ص:۱۸۰)

نوٹ:۔ شرک یقیناً بہت بڑا پاپ اور جرم ہے ایسی معصیت جس کی معافی نہیں لیکن شرک سے اجتناب کا یہ انداز بیان انتہائی خطرناک ہے وہ محض بے حیا ہی نہ بن جائیگا۔ بلکہ تقویۃ الایمان کے مصنف کی طرح معاذ اللہ توہین نبوت پر بھی جری ہوجائے گا۔ وہ یہ یقین کرے گا کہ بس شرک نہ کیا جائے خواہ کچھ بھی کیا اور کرایا جائے۔

اشرف سوانح

''حضرات والا اپنے دونوں ہاتھ جدا جدا دونوں طرف بڑھا دیتے اور لوگ بڑھ بڑھ کر والہانہ انداز سے دوطرفہ ہاتھ چومتے رہتے اور حضرت والا ہر شخص پر نظر توجہ ڈالتے جاتے وقت بوقت رخصت جب تک ریل تیز نہ ہوجاتی مصاحبوں کی یہی بھرمار اور یہی کیفیت رہتی۔'' (اشرف السوانح، جلد اول، ص:۱۰۶)

نوٹ:- اپنے لیے سب روا ہے۔یہی دوسروں کے لیے رسم ہے بدعت ہے ریا ہے نمائش ہے خدا جانے کیا کیا ہے۔

ہر بات کرامت ہے: ''حضرت والا واپسی حج پر بمبئی سے تشریف لا رہے تھے تو حضرت والا کی ربیعہ سلمہا جو اس وقت بچی تھیں شدت تشنگی سے بے تاب تھیں اور پانی کا اسٹیشن بہت دور تھا سخت پریشان تھی کہ کیا تدبیر کی جائے یکایک ریل راستے پر ایسی جگہ رک گئی جہاں نیچے دریا تھا وہاں سے بالٹی میں پانی کھینچ کر بچی کو پلا دیا یہ انعام الٰہی تھا۔(اشرف السوانح، جلد اول، ص:۶۸)

نوٹ:- کرامت بھی تو انعام الٰہی ہے۔

حکیم الامت کا لاعلاج مرض: ''حضرت والا کی اتری ہوئی آنت میں جو سالہا سال سے بلا کسی قسم کی تکلیف کے اتری ہوئی حالت میں رہتی تھی یکایک سخت تکلیف پیدا ہوئی جب کسی تدبیر سے تکلیف رفع نہ ہوئی تو خود بخود حضرت والا کے دل میں یہ آیا کہ اس کو چڑھانا چاہیئے چنانچہ اس کو چڑھایا تو وہ باوجود اتنے قریب تک اتری ہوئی حالت میں رہنے کے بہ سہولت چڑھ گئی۔اور تکلیف فوراً دفع ہوگئی بس اس کے بعد سے ہمیشہ چڑھی ہوئی حالت میں رکھنے سے تو راحت رہتی اور اتر جانے کی حالت میں وہی تکلیف پھر عود کر آتی لہٰذا کمانی کا استعمال ضروری ہوا۔لیکن چھینک لینے یا کھانسنے سے یا سخت حرکت سے کمانی بھی ہٹ جاتی اور اسکی فوری ضرورت واقع ہوتی کہ لیٹ کر اس کو چڑھایا جائے۔بس یہ عذر خوب حضرت والا کے ہاتھ آ گیا۔

(اشرف السوانح، جلد: اول، ص:۸۵)

نوٹ:- روایت تو یہاں تک ہے کہ آنت اترنے کے بعد جناب کو لکھنے پڑھنے کے لیے ''ڈیکس'' کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور بدبو کا یہ عالم کہ عطر و اگربتی کے باوجود کمرہ سے تعفن دور نہیں ہوتا تھا۔واللہ اعلم بالصواب۔

تھانوی صاحب حجۃ اللہ فی الارض تھے: لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا (تھانوی) کو حجۃ اللہ فی الارض بنا کر دنیا میں بھیجا تھا جس کا خود حضرت والا کو بھی علم ضروری کے درجہ میں احساس تھا۔(اشرف السوانح، اول، ص:۸۴)

نوٹ:- جناب تھانوی صاحب کو خود اقرار ہے کہ میں نے فتویٰ غلط لکھ دیا تھا تو کیا اللہ کی محبت بھی غلط ہوتی ہے؟

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اپنی چالاکی کا اظہار: مگر میں کریلا تو کہلاتا ہوں لیکن چٹ پٹے مسلمانوں سے مزیدار بنا کر اور کونین کی گولی دیتا ہوں لیکن شکر میں لپیٹ کر تاکہ بجائے ناگواری کے خوشگوری کے ساتھ بہ سہولت حلق سے اتر جائے۔(اشرف السوانح، جلد: اول ص:۷۸)

نوٹ:- مگر جناب کی یہ ٹرک حفظ الایمان کی کفری عبارت میں کارگر نہ ہو سکی وہ چٹ پٹا کر کے بجائے کریلا نیم چڑھا ثابت ہوئی۔

یا پولیس المدد: ''انہوں نے یہ انتظام کیا کہ مجسٹریٹ صاحب کو جو کہ گلاوٹھی کے رہنے والے ہیں خوش عقیدہ شخص تھے ایک درخواست دے دی کہ عین وقت پر پولیس کا انتظام کردیا جائے تاکہ کوئی فتنہ نہ ہو چنانچہ درخواست منظور ہو کر ایک سب انسپکٹر مع چند جوانوں کے حاضر رہنے کے لئے مامور ہو جائے گا۔

(اشرف السوانح، جلد اول، ص:۷۳)

نوٹ:- تھانہ بھون کے باشیوں کا اگر تھانہ سے تعلق نہ ہوگا تو کس کا ہوگا؟ آج بھی مناظروں کی روک تھام کے لیے تھانہ ہی سے پناہ طلب کی جاتی ہے یا پولیس المدد کے نعروں سے اپنی حواس باختگی و شکست خوردگی کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

''لطیفوں بلکہ بے ہودہ بے ہودہ اور فحش فحش حکایتوں سے بھی وہ نتائج اور نصائح مستنبط فرما لیتے ہیں۔'' (اشرف السوانح، اول ص:۶۴)

تھانوی کی مجلس میں فحش اور بے ہودہ حکایات

....

....

نوٹ:- صحیح ہے نتائج اور نصائح کے لیے جس کی نظر میں قرآن و حدیث ناکافی ہوں وہ بے ہودہ اور فحش حکایتوں کے علاوہ اور کہاں پناہ پا سکتا ہے اس سے خود

جناب کے طبعی ذوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے جس محفل میں بے ہودہ اور فحش حکایات کا تذکرہ ہوگا اسے کسی عالم کی محفل کہا جائے گا یا...... کا اسٹیج ''ان کی (مولانا مولوی احمد علی ساکن فتحپور ضلع بارہ بنکی، مہارت فقہیہ اس سے ظاہر ہے کہ بہشتی زیور کے اول پانچ حصے یا حضرت والا انہیں کے تحریر فرمائے ہوئے ہیں۔ (اشرف السوانح، اول، ص:۵۴)

نوٹ:۔ یہ حقیقت آج منکشف ہوئی کہ بہشتی زیور کسی اور کی کمائی ہے یہ تو وہی ہوا۔ حلوائی کی دوکان دادا کی فاتحہ۔

وھابیت کا اقرار: ''بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو'' (اشرف السوانح، جلد: اول، ص:۴۵)

نوٹ:۔ ان کی کہہ گئے! وہابی کی تعریف دیکھنی ہو تو صدر دیوبند ٹانڈوی صاحب کی "الشھاب الثاقب" دیکھئے جس میں ٹانڈوی صاحب نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو ظالم باغی خونخوار وغیرہ لکھا ہے۔ حضرت والا کی دستار بندی حضرت مولانا گنگوہی کے مقدس ہاتھوں سے ۱۳۰۰ھ میں ہوئی اس سال دیوبند میں: بہت بڑا اور شاندار جلسہ دستار بندی ہوا تھا۔'' (اشرف السوانح، اول، ص:۳۱)

تھانوی صاحب پر ابر کا سایہ: ''تائی صاحبہ نے جن کے پاس بچپن میں رہے ہیں خود حضرت والا سے بیان کیا کہ لڑکپن میں اکثر دیکھا گیا کہ جب حضرت والا کو کہیں سفر کرنے کا اتفاق ہوا تو اس روز ابر ضرور ہو گیا اور بہت راحت کے ساتھ سفر طے ہوا۔'' (اشرف السوانح، اول، ص:۲۴)

نوٹ:۔ اگر اتفاقات کو بھی کرامات تصور کر لیا جائے تو بنئے کا بہی کھاتہ بھی مات کھا جائے گا۔

تھانوی اور حدیث رسول سے نفرت وبیزاری: ''کسی کا جھوٹا کھانا پانی استعمال نہیں فرما سکتے گھن آتی ہے۔ یہاں تک کہ کبھی اپنے بزرگوں کے سامنے کا بچا ہوا کھانا پانی بھی تبرکاً استعمال نہیں کر سکے۔'' (اشرف السوانح، ص:۲۴)

نوٹ: ایسا مزاج لائق تحسین ہے یا قابل ملامت یہ فیصلہ دیوبند کے ہاتھ ہے۔ حالانکہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا فرمان ہے "سور المومنین شفاء" مومن کا

جھوٹا شفا ہے۔

واضح ہو یہ قانون مومن کے لیے ہے جب وہ مومن ہی نہ تھے تو قانون کیسا؟

تھانوی صاحب مجذوب کی دعا سے پیدا ہوئے: ''حافظ غلام مرتضیٰ صاحب مجذوب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے جو اتفاق سے نانا صاحب کے تعلقات سابقہ کی وجہ سے تشریف لائے ہوئے تھے شکایت کی کہ حضرت مری اس لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے حافظ صاحب نے بطریق معمہ فرمایا کہ عمر وعلی کی کشاکش میں مرجاتے ہیں۔ اب کی بار علی کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا اس مجذوبانہ معمہ کو کوئی نہ سمجھا لیکن والدہ صاحبہ نے اپنی فہم خداداد اور نور فراست سے اس کو حل کیا اور فرمایا کہ حافظ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ لڑکوں کے باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور اب تک جو نام رکھے گئے ہیں وہ باپ کے نام پر رکھے گئے یعنی فضل حق وغیرہ اب کی بار جو لڑکا ہو اس کا نام ننھیال کے ناموں کے مطابق رکھا جائے جس کے آخر میں علی ہو حافظ صاحب یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ واقعی میرا یہی مطلب ہے یہ لڑکی بڑی عقلمند معلوم ہوتی ہے پھر فرمایا اس کے دو لڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا دوسرے کا اکبر علی خاں نام لیتے وقت خاں اپنی طرف سے جوش میں آ کر بڑھا دیا تھا۔

حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ یہ جو میں کبھی اکھڑی اکھڑی باتیں کرنے لگتا ہوں انہیں مجذوب صاحب کی روحانی توجہ کا اثر ہے جن کی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں۔

(اشرف السوانح، اول، ص:۱۷)

نوٹ: متوسلین کو یہ تلقین کہ جو مانگنا ہو خدا سے مانگو اور خود جناب کو ایک مجذوب سے طلب کیا گیا۔ کہاں گئی جناب کی خدا پرستی ایسی اولاد کو خلف کہا جائے گا یا ناخلف۔

غیر مقلدین بے ادب ہوتے ہیں: ''ان کو (غیر مقلدین) نیکی میں شک نہیں لیکن بدرجہ محبوبیت نہیں کیونکہ ان ''غیر مقلدین'' حضرات میں عموماً ادب کی کمی ہوتی ہے۔ بیباک ہوتے ہیں اور تقویٰ کا اہتمام بھی بہت کم کرتے ہیں ایک گونہ انقباض ہوتا ہے۔ (اشرف السوانح، اول، ص:۱۲۴)

نوٹ: اگر مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی فرضی قبر کا بھی پتہ چل جائے تو اس عبارت

کوان کی لوح قبر پر کندہ کرادیا جائے۔ دیوبند کی طرف سے یہ ایک بہترین یادگار ہے۔

دشمن کی گواھی: ''ممکن ہے ان (مولانا احمد رضا خاں صاحب) کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو۔'' (اشرف السوانح، اوّل، ص:۱۲۹)

نوٹ: - دشمن جب کسی حقیقت کا اعتراف کرتا ہے تو اظہار خیال میں پر جوش اور واضح الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ لیکن اصل حقیقت بالغ نظر اور دانشور افراد کی گرفت سے باہر نہیں رہتی اس لئے اس عبارت کا اصل مفہوم یہ قرار پائے گا۔ یقیناً دیوبند کی توہین نبوت پر مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حب رسول مخالفت کا سبب ہوا۔ جو ایمان واصول کا عین تقاضا ہے۔ دبے لچے ہی سہی مگر اس میں اپنی دریدہ ذہنی اور سیدنا امام احمد رضا کے حب رسول کا پوری برملائیت سے اعتراف ہے۔

اپنی کمزوری کا اعتراف: میری عادت ہے کہ میں کسی مضمون کے سمجھنے میں زیادہ تعجب نہیں اٹھاتا بس جو سرسری توجہ سے سمجھ میں آگیا آگیا ورنہ چھوڑ دیتا ہوں کاوش نہیں کرتا۔ (اشرف السوانح، اوّل، ص:۱۲۷)

نوٹ: - سچ کہا جناب نے! اسی لیے تو حفظ الایمان کی عبارت سمجھنے میں جناب نے کاوش نہیں کی۔ اور ووجدك ضالا فهدى کے ترجمہ میں ٹھوکر کھائی۔

جوتا بطور تبرک: ''حضرت والا سے اگر کوئی معتقد حضرت والا کا پاپوش ''جوتا'' بطور تبرک لیتا ہے تو احتیاطاً اس کو دھو کر اور پاک صاف کر کے عطا فرماتے ہیں کیونکہ معلوم نہیں وہ اس کو کس طرح استعمال کرے گا بعض طریق سے استعمال کرنا نجاست کی حالت میں ناجائز ہے حضرت والا فرماتے تھے کہ عمر بھر میں صرف دو مرتبہ اس کا اتفاق ہوا ہے کہ لوگوں نے پاس رکھنے کے لیے پاپوش مانگے۔

(اشرف السوانح حصہ سوئم، ص ۸)

نوٹ: خود تو اپنے بزرگوں کا جھوٹا کھانے میں گھن محسوس کرتے اور اپنے معتقدین کو بطور تبرک اپنا جوتا عنایت کرتے حد ہی تو ٹھہرے!

تھانوی دافع البلیات تھے: ''احقر نے یہ بھی بار ہا تجربہ کیا اور اکثر احباب سے بھی اس کی تحقیق ہوئی کہ جب کسی ظاہری یا باطنی پریشانی کے متعلق حضرت

والا کو عریضہ لکھا تو لکھنے کے بعد ہی سے اس کا رفع ہونا شروع ہو گیا اور جواب آنے پر بفضلہٖ بالکل ہی زائل ہو گئی۔ (اشرف السوانح، جلد: سوم، ص: ۶۷-۶۸)

نوٹ: - گویا خدا سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا بس مشکل کشا و حاجت روا جناب تھانوی صاحب ہیں۔

تھانوی صاحب مشکل کشا بھی تھے: اسی طرح خطوط کے ذریعہ سے صدہا طالبین کی پریشانی آئے دن رفع ہوتی رہتی ہے۔ (اشرف السوانح، جلد: سوم، ص: ۶۸)

نوٹ: یہ منہ اور مسور کی دال جو اپنی اتری ہوئی آنت نہ درست کر پائے وہ دوسروں کی مشکلات خطوط کے ذریعہ رفع کر دے یہ عجوبہ نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

تھانوی صاحب مسئلہ غلط لکھتے تھے: ''جلدی میں مسئلہ غلط لکھ کر دے دیا تھا اسی لیے اللہ میاں نے تجھے میرے پاس پھر بھیج دیا ہے کہ میں مسئلہ درست کر دوں۔ (اشرف السوانح، جلد: سوم، ص: ۶۳)

نوٹ: - کاش یہی احساس حفظ الایمان کی عبارت سے متعلق ہوتا یہ تو عملاً ثابت ہو گیا کہ جناب سے غلطیاں سرزد ہوتی تھیں پھر حفظ الایمان کی گندہ، ایمان سوز، کفری عبارت پر اڑی بازی کیوں ہے۔

ھر ادا کرامت ھے: ''جناب داروغہ عبداللہ خاں صاحب مدفیضہ جو بھوپال کے مشہور بزرگ تھے اور حضرت والا کے خلیفہ اور مجاز ہیں نہایت وثوق کے ساتھ فرماتے تھے کہ میرا لڑکا جس کی عمر ۹-۱۰ برس کی تھی بہت کند ذہن اور نہایت غبی تھا مجھ کو اس کا بہت قلق تھا ایک مرتبہ میرے ساتھ حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت والا نے ایک دن تفریحاً اور مزاحاً اس کا سر پکڑ کر اپنے سر سے لگا لیا اس کے بعد اس کا ذہن بہت تیز ہو گیا اور خوب اچھی طرح پڑھنے لگا۔ (اشرف السوانح سوم ص ۸۷)

نوٹ: - خانہ ساز مجدد کی خانہ ساز کرامت۔ جب تفریح میں اتنی تاثیر تھی تو بامقصد و بالارادہ کا کیا عالم ہوتا ہے۔

کرامت نہ ھونی ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا: ''ایک مرتبہ حضرت والا محلہ بانس منڈی شہر کانپور میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک زور کی آندھی

آئی لوگ پریشان ہوئے تو حضرت والا نے انگشت شہادت پر کچھ دم کر کے گھما دیا فوراً آندھی کا اثر مجلس وعظ سے دور ہو گیا اسی مجلس میں مولوی فلاں صاحب جو اہل بدعات میں سے تھے بہ نیت نکتہ چینی بعض مضامین لکھ رہے تھے ان پر آندھی کے پہلے جھونکے میں ایک بانس شامیانہ کا گرا اور وہ زخمی ہو گئے۔(اشرف السوانح، جلد: سوم، ص:۸۸)

نوٹ:- اگر ایسا ہوا بھی تو اسے اتفاق کہا جائے گا یا کرامت؟

کھتی ھے تجه کو خلق خدا غائبانه کیا: "بعض حضرات تھانوی مدظلہ و حضرت سہارنپوری مدظلہ کے متعلق ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کوئی منافق بتلاتا ہے کوئی خفیہ پولیس کہتا ہے کہ ان حضرات کو امداد ملتی ہے اور یہ سرکاری آدمی ہیں۔
(اشرف السوانح، جلد: سوم، ص:۱۶۸)

نوٹ:- اس کو کہتے ہیں گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی

مولانا گنگوہی کے تعارف میں خود انہیں کا حسب ذیل ارشاد بہت کافی ہے "سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

اسی سے اندازہ کیجئے کہ جناب نخوت و غرور کی کس اونچی چٹان پر بیٹھ کر اپنی دوکان سجائے ہوتے تھے۔ آپ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے لیکن اپنے متعلق یہ ارشاد ہے کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ میری زبان سے جھوٹ نہ نکلوائے گا۔ جناب ہی نے کوا کھانے کو ثواب فرمایا ہے اور گاؤ کی اوجھڑی و بکرے کی کپوری کھانے کو درست۔ آنجناب ہی کا فرمان ہے دیوالی کی پوری کچوڑی خوب ڈٹ کے کھاؤ اور ہندو کے پیاؤ سے سودی روپے کا پانی شکم سیر پیو۔

آنجناب دیوبند کے قطب عالم، امام ربانی، مطاع عالم سبھی کچھ ہیں اب دیوبند کی ہدایت و نجات قرآن و سنت کی اتباع پر نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کی اتباع پر موقوف ہے۔

جناب ہی کا ارشاد ہے کہ صفت رحمۃ للعالمین رسول کریم ہی کے لیے خاص نہیں

بلکہ دیوبند علماء کو بھی رحمۃ للعالمین کہا جا سکتا ہے۔ جناب کی سوانح عمری تذکرۃ الرشیدہ ہے جس میں مولانا خلیل احمد یا خود گنگوہی صاحب کو "آقاءِ نامدار" لکھا گیا ہے۔ خود گنگوہی صاحب حاجی امداد اللہ صاحب کو رحمۃ للعالمین کہتے تھے۔

بہرحال دیوبند کی عجیب و غریب اور نادر شخصیت تھی جن کے انتقال پر صدر دیوبند مولانا محمود حسن صاحب نے مرثیہ لکھا جس کے دو ایک شعر حاضر خدمت ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

☆☆☆

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات جسمانی حاورونی

مرثیہ گنگوہی کے زیر عنوان بقیہ اشعار ہدیہ ناظرین کئے جائیں گے خانقاہ گنگوہ کی بھری محفل میں نانوتوی صاحب کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس کی اب بہت شہرت ہو چکی ہے اور اس تشہیر کی تمام تر ذمہ داری ارواح ثلثہ کے مرتب پر ہے اب تذکرۃ الرشید کے چند حوالے حاضر ہیں۔

تذکرۃ الرشید

کافر کو کافر ھی کھنا چاھئے: آپ نے ارشاد فرمایا مگر بھائی شریعت کا حکم ہے کہ کافر کافر کہو اس لیے بندہ کو تعمیل میں عذر کیا جس پر علامت کفر دیکھیں گے ہم تو اسے کافر سمجھیں گے اور کافر ہی کہیں گے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص:۱۹۶)

نوٹ:- یہ وہ ایٹمی دھماکہ ہے جس سے دیوبند کی پوری عمارت تہس نہس ہو گئی پالن دہقانی کے جھلسے ہوئے رخسار پر یہ ایک غیبی طمانچہ ہے۔

گنگوھی صاحب کی ننی دریافت: ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شاہ نانک جن کو سکھ لوگ بہت مانتے ہیں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں چونکہ اہل جذب سے تھے اس وجہ سے ان کی حالت مشتبہ ہو گئی

مسلمانوں نے کچھ ان کی طرف توجہ نہ کی سکھ اور دوسری قومیں کشف وکرامات دیکھ کر ان کو ماننے لگیں۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص:۲۳۲)

نوٹ:- ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

دیوبندی امام کا نیا انکشاف: ''اس طرح بابا نانک بھی مسلمان تھے اور پوشیدہ ہو کر ہدایت کرتے تھے ان کی گرنتھ کا پہلا شعر یہ ہے۔

اول نام خدا دا دوجا نام رسول
تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگاہ پویں قبول

نوٹ:- سکھوں سے گٹھ جوڑ کی برہنہ تصویر۔

گنگوہی صاحب کا حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ پر سنگین الزام

''ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا حضرت اس کی کیا وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں اور مانتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا میاں کہوں گا تو تمہیں بھی بری لگے گی اور مجھے بھی بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحب ان کو دفع کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے بات لگا کر کہتے تھے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص:۲۴۷)

نوٹ:- حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ جیسی مقتدر شخصیت پر لگانے بجھانے کا الزام
خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے

غیر مقلدین پر گنگوہی عتاب: ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ علماء دین کی توہین اور ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں قبر کے اندر ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے غیر مقلدین چونکہ ائمہ دین کو برا کہتے ہیں اس لیے ان کے پیچھے بھی نماز پڑھنی مکروہ فرمائی۔ (تذکرۃ الرشید جلد:۲، ص:۲۸۲)

نوٹ:- اس حوالہ سے غیر مقلدین کو زیادہ دلچسپی ہوگی آسان طریقہ یہ ہے کہ غیر مقلدین اس کا مشاہدہ کرادیں اگر انہیں اپنی صداقت کا یقین ہو۔

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا منہ بولتا معجزہ: ایک دن مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی نے دریافت کیا کہ حضرت کیا ذکر ولادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا رعایت بدعات مروجہ کتاب میں دیکھ کر بیان کر دینا جائز ہے؟'' حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے۔'' (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص:۲۸۴)

نوٹ:- الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔

رام اور کنہیا گنگوہی کی نظر میں: حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے پچھلوں نے کیا کیا بنادیا۔ (تذکرۃ الرشید، جلد دوم ص:۲۸۷)

نوٹ:- جناب کا کہنا یہ ہے کہ اسی پر حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی قیاس کیجئے یعنی وہ محض اچھے تھے اور لوگوں نے کیا کا کیا بنادیا جو اپنے پیر کا نہ ہوا وہ کس کا ہوگا۔

بدعت ہی اوڑھنا بچھونا ہے: حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ نے ایک بار دریافت کیا حضرت قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا ہاں مگر میت کے کفن میں نہ رکھے طاق کھود کر رکھ دے اس پر حضرت مولانا نے عرض کیا اس سے کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں ہوتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ شاہ غلام علی صاحب کے کوئی مرید تھے ان کے پاس شاہ صاحب کا جوتا تھا انتقال کے وقت انہوں نے شاہ عبدالغنی صاحب کو وصیت کی کہ جوتے میری قبر میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ حسب وصیت رکھ دیئے گئے اس پر شاہ صاحب نے مولوی نذیر حسین وغیرہ نے استہزاء کہا جوتوں میں کتنا غلیظ لگا ہوا ہے؟ اور کوئی پوچھتا کتنا کیچڑ تھا۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا اگر یہ فعل ناجائز تھا تو ہمیں دلیل سے سمجھا دیتے استہزاء اور تمسخر کی کیا حاجت تھی سو اب تم لوگوں کے پاس کبھی نہ بیٹھوں گا اور دستور یہ تھا کہ نماز کے بعد یہ لوگ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اس کے بعد شاہ صاحب کے کسی شاگرد نے ''ضرب النعال علی روس الجہال'' رسالہ دیکھا اس میں آثار صحابہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کیا کہ تبرکات بزرگان دین کو قبر میں ساتھ لے جانا جائز ہے اس رسالہ کو دیکھ کر منکرین نادم ہوئے۔'' تذکرۃ الرشید دوم ص ۲۹۰''

نوٹ: کیا قرون ثلثہ میں بھی شجرے چھپتے تھے؟ اور قبر میں شجرہ رکھنے کا رواج تھا؟

قول اور عمل کا تضاد: ''چنانچہ اسی پر صلی اللہ علیہ وسلم بجز انبیاء علیہم السلام کے کسی پر اطلاق نہیں کیا جاتا رضی اللہ عنہ بجز سلف کے کسی کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔

(تذکرۃ الرشید؟ دوم؟ ص: ۳۰۷)

نوٹ: سلف کی کوئی صراحت نہیں ہے چنانچہ گنگوہی صاحب اور نانوتوی کو خود اہل دیوبند نے رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہے اس موضوع پر مری کتاب ''انکشافات'' ملاحظہ فرمایئے۔

گنگوھی صاحب نے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکوایا: ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب کو کھانا پکوایا تھا۔ (تذکرۃ الرشید، ص: ۴۱۷)

نوٹ:- خدا کا شکر ہے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکوانے کا ثبوت خود منکر کے گھر سے مل گیا البتہ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ فاتحہ کے وقت کھانے کا برتن سامنے تھا یا جناب کے پیچھے یا آگے پیچھے دونوں ''مولوی عبدالمجید صاحب ہزاروی فرماتے تھے کہ جب میں نے مولوی نذیر حسین دہلوی کے پاس حدیث شریف پڑھنی شروع کی تو دل اندر سے گھبراتا تھا اور خواب میں اکثر خنزیر کے بچے نظر آیا کرتے کہ میرے چاروں طرف پھرتے ہیں'' ''آخر میں بواسطہ گنج مراد آباد شریف گنگوہی سے پڑھئے۔'' (تذکرۃ الرشید، دوم، ص: ۳۲۰)

نوٹ:- دیوبند کو چاہئے کہ وہ اسے غیر مقلدین کی نذر کر دے

دیوبندی عالم آقاء نامدار ھیں: اس کے بعد جو دن گزرتا گیا وہ آقائے نامدار کی اپنے خادم پر توجہ میں بیشی کا سبب بنتا رہا۔ (تذکرۃ الرشید، دوم، ص: ۳۳۴)

نوٹ:- اپنے مولانا کو ''آقاء نامدار'' کہا ہے یہ دریدہ دہن طبقہ تو روافض سے بھی چار ہاتھ آگے ہے۔

آگئے اسی دال بھات پر: ''مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری کوئی درخواست اس آستانہ سے مردود ہوتی ہو الحمدللہ میں نے جو کچھ مانگا وہ مجھے ملا اور جو ہٹ کی وہ پوری ہوئی۔ (برائے مولوی خلیل احمد) (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص: ۳۳۳)

نوٹ:- خدارا انصاف کیجئے کیا سلطان ہند خواجہ غریب نواز کا شیدائی کچھ اس سے زیادہ اپنے خواجہ سے کہتا ہے۔

دست گیر بیکساں روشن ضمیر
آں رشید احمد شہ بر ناد پیر

(تذکرۃ الرشید، ص: ۱۳۶)

تحریک خارجیت

ہندوستان میں خارجی کی دبی ہوئی چنگاری کو جس نے ہوا دیا وہ دیوبند کے نام نہاد امام اہلسنت جناب مولانا عبدالشکور کاکوروی ثم لکھنوی ہیں۔ تبرا ایجی ٹیشن کے مقابل نام نہاد ''مدح صحابہ'' کی تحریک چلائی اور اس تحریک کو اپنی سستی شہرت کا آلہ کار بنا کر اپنا اُلو سیدھا کیا۔ دارالتبلیغ پاٹانالہ لکھنؤ اس کا مرکزی مقام ہے جناب تو مر کر مٹی میں مل گئے لیکن ان کی ذریت اسی تحریک کے سہارے زندہ ہے۔ جب کبھی پیٹ کے دوزخ کا ایندھن کم ہو جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ کر مدح صحابہ کا جھنڈا لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ملک کے طول وعرض سے غریب وسادہ لوح مسلمانوں کی گاڑھی کمائی کا روپیہ برسنے لگتا ہے۔ یہ ہے اس تحریک کا پس منظر۔

ان ریاکاروں میں نہ تو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ہے اور نہ ہی ان کے دلوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عزت وحرمت کا احساس۔ تحریک مدح صحابہ کی مثال ہاتھی کے نمائشی دانت کی ہے۔ اپنی امامت اور انفرادیت برقرار رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی فوق البھڑک نعرہ چاہئے۔ چونکہ لکھنؤ اہل تشیع کا صدر مقام ہے اس لیے ان کے مقابل ایک جذباتی نعرہ درکار ہے ورنہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ چڑھانے والے مدح صحابہ کے نام پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جائیں یہ محض فریب ہے دھوکا ہے ریا اور نمائش ہے۔ اہل تشیع کی مرکزیت اور علماء فرنگی محل کی سرد مہری وصلح کل پالیسی نے اس تحریک کو پنپنے کا موقع دیا۔ اگر خوش بختی سے عہد حاضر کے علماء فرنگی محل اپنے قدیم آباء واجداد کی طرح متصلب فی الدین ہوتے اور آبائی روش پر ابطال باطل کا حق ادا کرتے تو کون جانتا کہ عبدالشکور کس طفل مکتب کا نام ہے؟

دوستو! خارجیت ایک انتہائی مکروہ وگندہ تحریک ہے۔ جو آج تک اسلام کے

صاف ستھرے جسم پر ناسور بن کر رس رہے ہیں۔ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منہ بھر کر گالیاں دینا خارجیوں کا طرۂ امتیاز ہے لکھنوی صاحب اس تحریک کے علمبردار تھے۔ اور پاٹانالہ انہیں خرافات کی نشریات کا مرکز ہے۔ جس کا سینہ اہل بیت اطہار کے بغض وعناد سے بھرا ہوا اگر دیوبند اسے اپنا امام بنائے تو اب یہ مقام تعجب نہیں۔

''انکشافات'' میں مدیر ماہنامہ پیشوا دہلی کے اداریہ کا ایک ٹکڑا میں نے بطور حوالہ دیا ہے جو لکھنوی کی خارجیت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

شان رسالت پر عبد الشکور لکھنوی کا ناروا حملہ: لیکن باوجود ان محاسن عقلیہ کے محاسن شرعیہ سے آپ بالکل بے خبر تھے محاسن شرعیہ کی اصل اصول یعنی ایمان باللہ کی حقیقت بھی آپ نہ جانتے تھے'' مختصر سیرت نبویہ ص ۲۲

نوٹ:- یہ بالکل وہی انداز ہے جس طرح بڑے اپنے چھوٹوں کے متعلق اپنی رائے دیتے ہیں۔ خدا ایسے دریدہ دہنوں گستاخوں اور بے ادبوں سے پناہ دے۔ جو زیادہ گلیر ہوتا ہے وہی دیوبند کا امام قرار پاتا ہے۔

بارگاہ رسالت میں عبد الشکور لکھنوی کی گستاخی اور دریدہ دھنی:

اخلاقی محاسن کے تین جز ہیں تہذیب اخلاق، ۲۔ تدبیر منزل، ۳۔ سیاست مدن ان تینوں سے آپ قطعاً واصلاً بے خبر تھے جب آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیونکر آگاہی ہو سکتی تھی۔ (سیرت نبویہ ص: ۲۲)

''ن والقلم وما یسطرون الخ۔ اس آیت کے ذیل میں چند سطر کی گفتگو کے بعد جناب تحریر فرماتے ہیں:

عبد الشکور لکھنوی کا تفاخر بیجا: ''یہ حکمت اس قسم کی شاید تفاسیر میں نہ ملے ھذا ما علمنی ربی فله الحمد

نوٹ:- اس نخوت وغرور نے تو توہین نبوت پر جری کر دیا تھا یہ اپنی تعریف نہیں بلکہ امام رازی وغزالی جیسی شخصیتوں کو منہ چڑھانا ہے غالب نے سچ کہا ہے۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

پوری دنیا سے الگ تھلگ یہ فتاویٰ کا ایک نیا مجموعہ ہے جس میں کسی جواب کا حوالہ درج نہیں زبان اردو میں جس قدر بھی تھا مجموعہ فتاوے ہیں ان کا عام دستور یہ ہے کہ دورے میں شامی، عالمگیری، بحر الرائق، فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ کا حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً بہار شریعت وغیرہ لیکن فتاویٰ رشیدیہ میں ہر جواب کے بعد ''بندہ رشید احمد'' درج ہے گویا بندہ رشید احمد بھی کوئی کتاب ہے مثلاً کوا کھانا ثواب ہے بندہ رشید احمد گاؤ کی اوجھڑی اور بکرے کی کپوری کھانا درست بندہ رشید یہ احمد اب فتاویٰ رشیدیہ کے چند فتاوے ملاحظہ فرمائیے۔

دیوبندی مذہب میں گاؤ کی اوجھڑی اور بکرے کی کپوری کھانا درست ہے

فتاویٰ رشیدیہ:

سوال:- گاؤ کی اوجھڑی اور بکرے کی کپوری کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- درست ہیں۔'' فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۱۵۰

نوٹ:- تعجب ہے فتویٰ حلال ہونے کا! اور جب یہ کہا جائے کہ بکرے کی کپوری کھائیے تو چراغ پا ہو جاتے ہیں۔ ع

خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

گنگوھی کی نئی شریعت: خط میں القاب قبلہ وکعبہ لکھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- قبلہ وکعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے فقط۔ فتاویٰ رشیدیہ سوم ص ۱۵۴

نوٹ:- تھانوی صاحب کو بھی اس سے اتفاق ہے یا نہیں اس کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے کہ جناب تھانوی صاحب نے قبلہ وکعبہ تحریر کیا ہے۔

اپنے بدعت کی تاویل:

سوال:- کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلٰثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب:- قرون ثلٰثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ اول

نوٹ:- کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہر بدعت ''بدعت ضلالہ'' نہیں ہے۔ بہت سے امور ایسے ہیں جو قرونِ ثلثہ کے بعد کی پیداوار ہیں۔ مگر چونکہ وہ کسی سنت کی ضد نہیں بلکہ ان کی اصل کسی سنت سے ثابت ہے اس لیے وہ بدعت ہوکر بھی تحت سنت ہیں اور اس کو بدعت حسنہ بھی کہا جاتا ہے بس اس پر میلاد، قیام، نیاز وغیرہ جیسے مسائل کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔

دعوت فکرونظر اب ورق الٹئے اور دعوتِ فکرونظر سے بعد استفادہ مولانا تابش قصوری کو دعائیں دیجیے۔

تحذیرالناس: مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند، ص ۲، ۳، ۱۳، ۲۴ کا عکس

خط کشیدہ عبارت ص ۳، کی ابتدا میں بتایا ''عوام کے خیال میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے، مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ زمانہ کے تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

اس بات کو بنیاد قرار دے کر آیت مبارکہ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ اس آیت کو تاخر زمانی کے معنی میں لیا جائے، تو یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں ہو سکتی۔

چونکہ یہ آیت مقامِ مدح میں واقع ہے، اس لیے خاتم بمعنی آخری نبی نہیں ہوسکتا۔

پھر اس پر مزید اضافہ کیا، اگر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا جائے، تو اس سے تین خرابیاں لازم آئیں گی۔

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ گوئی کا وہم ہوگا (نعوذ باللہ) کیونکہ جب خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا گیا، تو یہ آیتِ کریمہ مدح نہ ہوگی اور لفظ خاتم اوصافِ نبوت میں سے نہ ہوگا، بلکہ قد وقامت اور شکل ورنگ کی طرح ایسا وصف ہوگا جس کو نبوت اور اس کے فضائل میں دخل نہ ہوگا۔

دوسری خرابی یہ لازم آئے گی کہ اس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال ہوگا، کیونکہ خاتم النبیین کا معنی اگر آخری نبی مان لیا گیا، تو اب یہ وصفِ مدح اور کمال نہ رہے گا، جب کہ ایسے اوصاف جن میں مدح وکمال نہ ہو ایسے ویسے

لوگوں کے لیے بیان کیے جاتے ہیں۔

تیسری خرابی کو یوں بیان کیا اگر اس آیتِ قرآنی میں اس دین کے آخری ہونے کو بیان کرنا مان لیا جائے جو اگرچہ قابلِ لحاظ ہوسکتا ہے، مگر اس صورت میں قرآنی آیت کے دونوں جملوں مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں بے ربطی پیدا ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے معجز کلام میں متصور نہیں ہوسکتی۔

ان تین مفروضہ دلائل سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی (تاخر زمانی) درست نہیں ہے۔ لکھا کہ یہاں خاتم النبیین کی خاتمیت کی بنیاد اور بات پر ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں خاتم کا معنی بالذات (بلاواسطہ) نبی کے ہیں، یعنی حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بالعرض (بالواسطہ) نبی ہیں۔

پھر ص ۱۳ اور ۲۴ کی عبارت میں اس بات کی تصریح کر دی ہے: ''آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تب بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

بعض لوگ یہاں پر لفظ ''فرض'' کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بات فرض کی گئی ہے، جب کہ فرض تو محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، حالانکہ وہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں، کیونکہ فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی، جب کہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، کیونکہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔

نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے، بلکہ فرض تجویزی ہے، اسی لیے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے۔ غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہنا (جب کہ یہی معنی قطعی ہے۔ اور اسی پر اجماعِ صحابہ اور اجماعِ امت ہے) پھر واضح طور پر تاخر زمانی کے لحاظ سے آخری نبی کے معنی کو تین طرح سے نادرست ثابت کرنا اور ساتھ ہی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کے ہیں اور اس پر صراحۃً بار بار یہ کہہ دینا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے۔ تو خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

یہی وہ عبارات ہیں، جن کی بنیاد پر قادیانی مرزا نے اپنی نبوت کی عمارت قائم کرلی۔

تابش

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی
مزیل الالتباس در وجہ نسخ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے

تحذیر الناس ۱۳۵۵ھ

باہتمام

احقر محمد علی مالک کتبخانہ امدادیہ دیوبند نے
بمبئی جوبلی برقی پریس دہلی سے طبع کراکر

کتبخانہ امدادیہ دیوبند سے شائع کیا

تحذیر الناس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی علیمہ نے بھی کی تھی دربارہ قول ابن عباس جو درمنثور وغیرہ میں ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسیٰ کعیسیٰکم ونبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقے میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں گے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علمائے شرع کی استفسار یہ ہے کہ الفاظ الاحادیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم

تہ یعنی آیۃ کریمہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی لکھے جائیں گے ۱۲

تحذیر الناس

کرتے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام[1] کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا
بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر
روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح
ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا
کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و
نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو
ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ
اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب اتباع
مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوی کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے
پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں کیا تناسب
تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور
ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور
سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف
بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا
لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے زمین
و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری
غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا تم کہو
وہی موصوف بالذات ہوگا جس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا
الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور
خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض

[1] یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اس معنی کر کہ آپ سب سے آخری ... یعنی علماء کا خیال

تحذیر الناس

ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا
کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں
کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہرطور
آپ پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن البشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ
علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ
ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا
خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل
نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے اسی طرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیۃ اللہ الذی خلق سبع
سمٰوات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن ...... میں واقع ہے اس بات کو
مقتضی ہے کہ سوا تباین ذاتی ارض و سما جو لفظ سمٰوات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان
دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استثناء ہے اور نیز علاوہ اس تباین کے جو بوجہ تخالف
لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متحقق
اور بالالتزام مستثنیٰ ہیں تو جو بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہئے سو اس میں سے مماثلت
فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم
ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی و امام
احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی
تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابی ہریرۃ قال بینا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تدرون ما هذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال
ہذہ العنان ہذہ روایا الارض یسوقہا اللہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال هل تدرون
ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم
قال هل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمس مائۃ عام ثم
قال هل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمس مائۃ سنۃ
ثم قال کذلک حتی عد سبع سمٰوات ما بین کل سماءین ما بین السماء والارض ثم قال هل تدرون ما فوق
ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السماءین ثم قال هل

تحذیر الناس

اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسیطرح اور زمینیں تسلیم کیجیو تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہوگی نہ کسی آیۃ کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر مذکور باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں برتقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی صلعم کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جائے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی ہو یا اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائیگی اور اگر یہ صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلعم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائیگا یہ اثر شاذ بمعنی مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ حسب اصول محدثین اس اثر میں کوئی علت قادحہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت قادحہ خفیہ قادح صحت نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جزء خاتم النبیین ہے اور علت تھی تو یہی تھی اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے سات کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر جب

حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیو بند، صفحہ ۸ کا عکس

آئندہ صفحات میں مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ''حفظ الایمان'' کے صفحہ ۸ کا فوٹو ہے، جس میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے علم غیب بالواسطہ کل ہوگا یا بعض، کل تو عقلاً محال ہے اور اگر بعض ہے تو ایسا علم ہر صبی (بچے) مجنون (پاگل) حیوانات اور بہائم (چوپائیوں) کو بھی حاصل ہے، اس میں حضور علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ہے؟''

ظاہر ہے کہ جب کل علم محال ہے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے بعض علم کا ثابت ہونا تسلیم ہے، مگر سوال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے بعض علوم مان کر ان علوم میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پاگلوں، بچوں، حیوانوں اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ دینا کس مسلمان کو برداشت ہوسکتا ہے۔

جب کہ کوئی غیرت مند انسان اپنے باپ جیسے بزرگوں کے لیے مادی جسم کے لحاظ سے بھی حیوانوں اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ کو گوارا نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان کے روحانی کمال میں یہ تشبیہ گوارا کرلی جائے۔

جبکہ عرف اور محاورہ میں کسی معزز شخصیت کو حقیر چیزوں کے ساتھ اشتراک کے طور پر ذکر کرنا، معزز شخصیت کی توہین قرار پاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مجلس میں جب یہ ذکر ہوا کہ نمازی کے آگے سے کتے، گدھے، اور عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا:

''تم نے ہمیں (عورتوں کو) کتے اور گدھے کے مشابہ کردیا۔ تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے مساوی کردیا۔'' (مسلم شریف ص ۲۱۸، جلد ۱)

اس واقعہ میں صرف جنس عورت کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ کیا گیا ہے، جب کہ کسی معزز شخصیت کا ذکر تو کیا۔ کسی شخص کا بھی ذکر نہیں ہے، مگر باوجود اس کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس انداز بیان کو عورتوں کی توہین قرار دیا۔

تابش۔

ہر قسم کی کتب تصانیف حضرات دیوبند خریدتے وقت مولوی سید احمد مالک کتبخانہ

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

جس کو

مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے

باہتمام خاص اپنے

کتبخانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور میں طبع کرایا

ہر قسم کی دینی و درسی کتب قرآن مجید ملنے کا پتہ مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ

کہ یہاں خاصیت دلیل جواز نہیں۔ فافہم ولا تزل واللہ اعلم فقط

جواب سوال سوم۔ مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ اور ولو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی و ربی کہنے سے نہی۔ اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق، رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایجاد و بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کرکے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں نعوذ باللہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنالیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آیۃ

براہینِ قاطعہ: مصنفہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
مصدقہ، مولوی رشید احمد گنگوہی

خط کشیدہ عبارت صفحہ ۵۵، جس میں پہلی عبارت:

''شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں''

اس عبارت میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔'' (معاذ اللہ)

حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس من گھڑت روایت کو نقل کر کے اسکا رد کیا ہے اور آخر میں ''اصلے ندارد'' فرمایا ہے کہ اس روایت کا کوئی ثبوت اور اصل نہیں، دیکھیئے کتاب مدارج النبوۃ جلد ۱، ص ۷:

''جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد''

حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کے آخری جملہ ''اصلے ندارد'' کو چھوڑ دیا اور مردود روایت کو حضرت شیخ کی طرف منسوب کر دیا۔

(مدارج النبوت کے متعلقہ صفحہ کا عکس ملاحظہ ہو ص ۵۲)

خط کشیدہ دوسری عبارت میں ہے:

''شیطان سے افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا، معاذ اللہ!''

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے مخالف مؤلف انوار الساطعہ'' کا رد کرتے ہوئے اس پر الزام دے رہے ہیں کہ مؤلف اپنے زعم میں بڑا اکمل الایمان ہے، تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر شیطان سے علم میں بڑا اور اعلم من الشیطان ہوگا۔ انبیٹھوی صاحب نے شیطان سے افضل و اعلم ہونے کو گناہ سمجھتے ہوئے ساتھ ہی معاذ اللہ کہہ دیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کا شیطان سے افضل و اعلم ہونا مولوی صاحب کو گوارا نہیں اسی لیے انہوں نے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعتِ علم کی نفی کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو تمام روئے زمین کا

علم ہے اور یہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا شیطان اور ملک الموت کے لیے ایسا علم جو محیط روئے زمین ہو ماننا ضروری ہے۔

اور پھر کہا کہ شیطان اور ملک الموت کے اس حال پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیاس نہ کیا جائے، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعتِ علم پر کوئی نص نہیں ہے، لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسا علم ماننا شرک ہے۔

اس بحث سے قطعِ نظر کہ شیطان کے لیے علم محیط روئے زمین کے اثبات پر کونسی نص قطعی ہے اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہی وسعتِ علم شرک اور کفر کیسے ہوگی، جب کہ شیطان کے لیے یہی وسعت علمی ثابت ہو ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں شیطان کا ذکر کرنا اور پھر علمی کمال میں شیطان کو بڑھانا، اور اس کے مقابلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کمال میں نیچا دکھانا کیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی ہے یا نہیں؟

اس سے قبل براھین قاطعہ کے ص ۶ کا عکس ملاحظہ ہو۔ خط کشیدہ عبارت جس میں انہوں نے اللہ کے لیے امکانِ کذب کا قول کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں'' کہ خلف وعید امکانِ کذب ہے۔ حالانکہ قیامت میں خلف وعید بالفعل متحقق ہے۔ جس سے ان کے نزدیک کذب بالفعل متحقق ہونا ثابت ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کا صدور ماننا کفر ہے۔

نوٹ:- براہین قاطعہ کے ص ۶، ۵۵ کے عکس میں یہ خیال رہے کہ صفحہ میں درمیانی خط کے نیچے براہینِ قاطعہ ہے۔ اور اوپر انوارِ ساطعہ۔

تابش

صراط مستقیم

(فارسی) مکتبہ سلفیہ لاہور، ص ۸۶

مرتبہ: مولوی اسماعیل دہلوی (اردو) کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ص ۹۷

مذکورہ صفحہ میں نشان زدہ عبارت کا مفہوم:

''نماز میں زنا کے وسوسے سے بیوی کے ساتھ مجامعت کے خیال کو بہتر اور حضور علیہ السلام کی طرف توجہ لگانے کو گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہو جانے کے مقابلہ میں بدتر قرار دیا گیا ہے۔'' (نعوذ باللہ من ذالک)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال آجانا یا نمازی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کرنا ایسا معاملہ ہے کہ قرآن پاک یا نماز میں پڑھے جانے والے کلمات کے مفہوم کو سمجھنے والا ذی شعور نمازی اپنی نماز کے دوران، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور اور خیال سے بچ نہیں سکتا، بلکہ اس کے لیے یہ امر ناممکن ہے کہ عنوان کی تلاوت کرے اور معنون کی طرف خیال نہ جائے، لہٰذا ایسے نمازی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو ترک کرنے کی پابندی، تکلیف مالا یطاق ہے۔

اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: ''صلوا کما رأیتمونی اصلی، یعنی نماز کی ادائیگی میں میری ادائیگی کا خیال رکھو۔ اس حدیث میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اس شرعی اور عقلی حقیقت کے باوجود بحث میں پڑے بغیر ہم جو عرض کرنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے، کیا یہ مناسب ہے کہ زنا مجامعت، بیل اور گدھے جیسی حقیر چیزوں کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جائے۔

''صراطِ مستقیم'' کی زیر بحث عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گدھے اور بیل کے ساتھ نہ صرف ذکر ہے، بلکہ یہاں تو صراحۃً مقابلہ کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ (نعوذ بالله من ذالك)

حالانکہ زنا اور بیوی کے ساتھ مجامعت کے خیال کو ذکر کرتے ہوئے یہ احتیاط برتی گئی ہے کہ یہاں ان دونوں کا مقابلہ بہتری میں کیا اور مجامعت کے خیال کو بہتر قرار دیا گیا۔ (صراط مستقیم کے فارسی اور اردو ایڈیشن کے صفحات کا عکس ملاحظہ ہو) تابش

الجهد المقل

فی تنزیہ

المعز والمذل

طبع فی المطبع البلالی الواقع ساڈھورہ

’’یک روزہ‘‘ صفحہ ۱۷، ۱۸ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان، مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی
’’الجہد المقل‘‘ صفحہ ۴۱، ۴۲، ۴۳ مطبوعہ مکتبہ بلالی، ساڈھورہ مصنفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی

جھوٹ اور کذب ایسی برائی ہے جس کے قبیح ہونے پر تمام ملتیں متفق ہیں، اسی لیے اس کو قبیح لذاتہٖ قرار دیا گیا ہے، مگر علماء دیوبند مولوی محمد اسماعیل کی تقلید میں اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور وہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ کا القاء کرسکتا ہے۔

اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹی بات کرنے پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کو بھی یہ قدرت حاصل ہونی چاہئے، ورنہ بندہ کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔

حالانکہ تمام امت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ کذب، نقص اور عیب ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور عیب اور نقص کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے، جب کہ بندہ کے لیے نقص اور عیب محال نہیں۔

تابش

(الجہد المقل اور یکروزہ کے متعلقہ صفحات کا عکس ملاحظہ ہو)

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام نفسی کے تو صریح منکر ہی ہیں تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ کلام لفظی بالاتفاق از قبیل افعال ہے نہ از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اوسکی صفۃ کہا جاویگا وہ بالبداہتہ صفت فعلی ہوگی نہ صفۃ ذاتی ہمارا مطلب اس موقعہ میں فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ میں سو وہ تو بحمد اللہ ثابت و ظاہر ہوگیا مگر دو باتیں ہمارے مفید مدعا عبارت مذکورہ سے اور معلوم ہوگئیں اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات فعلیہ میں داخل ہے قبیح و ہو سبحانہ لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا و ہو منار علی اصلہم مستعرف بطلانہ فرمانا اسکے لئے دلیل شافی ہے سو یہ دونوں باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

مقدمہ ہفتم

امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبائح اور قدرت علی القبائح میں زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل سنت بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دوم مسلمات میں سے ہے سب جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہیں آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے تو انکے صدور میں ہے نفس مقدوریۃ میں اصلا کوئی خرابی لازم نہیں آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرۃ ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے میں عموم قدرۃ علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائیگا کتب عقاید میں قدرتہ تعالیٰ یعم سایر الممکنات اور کل ممکن مقدور موجود ہے اور ہر امکان کو مستلزم مقدوریۃ کہنا سبکا قول ہے پھر صورت مقدوریۃ قبائح میں صور ثلثہ مذکورہ امتناع ذاتی میں سے کسی کا تحقق لازم نہیں آتا تو اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں البتہ جو امور ایسے ہوں کہ انکے امکان صدور سے انفکاک ذات عن نفسہا یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو انکو اگر قدرت قدیمہ سے خارج مانئے تو حق ہے کما لا یخفی علی اللبیب بالجملہ قبائح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا ہے مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر انکے تحقق و فعلیۃ صدور کی کبھی نوبت نہیں آسکتی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ قبائح تحت القدرۃ داخل ہو کر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممتنع الوقوع ہیں یہ ہرگز نہیں کہ امور

امتناع ذاتی کا دعوی کیا جائے بلکہ امرین مذکورین منحصرین میں سے کسی ایک طریقہ سے امتناع ذاتی کا ثبوت فرمانا ضرور ہے یعنی یا تو یہ امر محقق ہونا چاہئے کہ درصورت کذب کلام لفظی انفکاک ذات یا لوازم ذات من ذات الملزوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہو جائے کہ کذب مذکور قدرت قدیمہ کی حد ذات خارج ہے اور بالنظر الی القدرۃ ممتنع التحقق ہے کسی دوسری صفۃ مثل حکمت و عدل وغیرہ کی وجہ سے ممتنع نہیں اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ ضرور ملحوظ رہے کہ درصورت کذب کلام لفظی ذات باری تعالیٰ میں کوئی تغیر اور نقصان لازم آتا ہے یا صفات ذاتیہ میں یا صفات اضافیہ فعلیہ میں جب تک اس امر کی تعیین نہ ہوگی محض لزوم نقص مطلق سے فریق ثانی کا مدعا یعنی امتناع ذاتی ثابت نہ ہو سکیگا کیونکہ حسب معروضہ سابق نقص فی الصفات الذاتیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الافعال کا دوسرا حکم ہے نقص اول ممتنع بالذات ہے تو نقص ثانی ممتنع بالغیر اسکے سوا یہ بھی ملحوظ رہے کہ کذب کلام نفسی کے ممتنع ہونے کی وجہ سے کلام لفظی کا امتناع ثابت کریں تو یہ بھی بیان فرماویں کہ ہر دو معنی مذکورہ کلام نفسی میں سے کون سے معنی مراد ہیں اور اون معنی میں امتناع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالغیر انشاء اللہ یہ جملہ امور ملحوظ رکھکر تو جملہ استدلالات حضرات فریق ثانی کا ابطال و لغویۃ ثابت ہو جائیگی عقلیہ ہوں یا نقلیہ کما سیاتی مفصلا انشاء اللہ تعالیٰ یہ امر سب پر روشن ہے کہ جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع کو مقدور باری فرماتے ہیں انکا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقع اور ادراک عدم مطابقۃ قضیہ غیر واقعی کا عقد و اصدار قدرت باری عز اسمہ میں داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہیں کہ بسبب عدم انکشاف واقع امر غیر واقعی کو واقعی سمجھ کر جس کو بوجہ جہل کے قضیہ غیر واقعی کا عقد و تنزیل مقدور باری ہے دیکھئے یہ ہوں بعید کما لا یخفی علی من کان لہ قلب او القی السمع و ہو شہید یعنی مثلاً حالت قعود زید میں جناب باری کو اوسکے قعود کا علم تام ضروری ہے اور قضیہ زید قائم کے خلاف واقع ہونیکا بھی پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اسکے بالقصد و الاختیار جملہ زید قائم کا منعقد فرمانا اور لباس حروف و الفاظ عطا کرکے ملائکہ و عباد پر نازل کر دینا اسکو ہم تحت قدرت داخل کہتے ہیں یہ نہیں کہ حالت قعود زید میں بسبب عدم علم و غلطی انکشاف اوسکو قائم سمجھکر جملہ زید قائم فرما دینا ممکن ہے جسکو صریح کذب فی العلم یعنی جہل کہنا چاہئے اسکی تو ہم امتناع ذاتی میں اسکو کلام ہے خلاصہ یہ نکلا کہ محل نزاع میں مابین فریقین امکان کذب فی الکلام اللفظی ہے نہ امکان کذب فی العلم ہرگز نہیں۔

اقول: تقول بہ وقوع مثلِ مذکور تجویزِ کذبِ مسطوریست معاذ اللہ منہ واما قول بامکانِ مثلِ مذکور پس مستلزمِ امکانِ کذبِ مسطور نیست۔ مردود نیست قول بہ امکانِ مثلِ مذکور بایں وجہ ہمے تواند شد کہ اصلاً اختیارِ عدمِ وقوعِ آں ممتنع شود وعدمِ اختیار بعدمِ وقوعِ مثلِ مذکور بلی بہ عدمِ اختیار بقرآن مجید است اذ اصل ممکن نیست و داخل تحت قدرتِ الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُلْ لَّوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ، ونیز بعد اختیار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکانِ وجودِ مثل مستلزمِ تکذیبِ نصے از نصوص نگردد وسلبِ قرآنِ مجید بعد انزال ممکن است و داخلِ قدرتِ الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا۔

قولہ۔ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از نقص ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرتِ الٰہیہ داخل نیست پس لا نسلم کہ کذبِ مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقدِ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقاءِ آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرتِ الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرتِ انسانی ازید از قدرتِ ربانی باشد چہ عقدِ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقاءِ آں بر مخاطبین در قدرتِ اکثر افرادِ انسانی ہست۔ کذبِ مذکور منافی حکمت باشد پس ممتنع بالغیر است۔ عدمِ کذب را از کمالاتِ حضرتِ حق سبحانہ مے شمارند و در اجمل شانہ آں مدح میکنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدمِ کذب مدح نمی کند ونیز ظاہر است

کہ صفت کمال ہمیں کہ شخصے کہ قدرت بر تکلم کذب مے دارد۔ وبنا بر رعایت مصلحت ومقتضائے حکمت تنزہ از تلوثِ کذب تکلم بہ کلام کاذب نمے نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد۔ بسبب عیب کذب واتصاف بہ کمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد وتکلم بہ کلام کاذب نمی تواند کرد یا قوتِ متفکرۂ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ واقع نمے تواند کرد۔ یا شخصے کہ ہرگاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور ازو صادر مے گردد۔ وہرگاہ ارادہ تکلم بہ کلام کاذب مے نماید آوازش بند مے گردد یا زبانش ماؤف مے شود یا کسے دیگر دہن او را بند مے نماید یا حلقوم او را مے فشارد یا کسے چند قضایائے صادقہ را یاد گرفتہ است واصلاً ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمے دارد۔ بناءً علیہ کلام کاذب ازو صادر نمے گردد۔ ایں اشخاص مذکورین نزد عقلاء قابلِ مدح نیستند۔

وبالجملہ عدم تکلم بکلامِ کاذب ترفعاً من عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح ست وبنا بر عجز از تکلم بکلامِ کاذب ہیچگونہ از صفاتِ مدح نیست۔ یا مدح آں بسیار دون است از مدح اول۔

قولہ (۱) کبریٰ دلیل الخ

اقول۔ ایں دلیل کبریٰ قیاس اول ست یعنی ہرچہ ممتنع است داخلِ تحتِ قدرتِ الٰہیہ نیست۔

مخفی نماند کہ اگر مراد از لفظ ممتنع دریں مقام ممتنع ذاتی ست پس ایں مقدمہ مسلم ست لٰکن مفید نیست زیرا کہ وجود مثل مذکور ممتنع ذاتی نیست تا در کلیۂ کبریٰ مندرج گردد

رسالہ امداد: مطبوعہ تھانہ بھون، ص ۳۴، ۳۵

اشرف علی تھانوی کو کون نہیں جانتا۔ آپ کے زمانے میں آپ کے ملفوظات وافادات پر مبنی ''الامداد'' نامی ایک پرچہ تھانہ بھون سے شائع ہوا کرتا تھا، اس کے صفر المظفر ۱۳۳۶ھ کے شمارے میں حضرت کے ایک مرید کا حال اور حضرت کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ مرید صادق خواب میں کلمہ پڑھنا چاہتا ہے، لیکن محمد رسول اللہ کی بجائے اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے۔ غلطی کا احساس کر کے صحیح پڑھنا چاہتا ہے، مگر زبان سے وہی کلمات سرزد ہوتے ہیں، اتنے میں نیند سے بیدار ہو جاتا ہے اور بیداری کی حالت میں درود شریف پڑھنا چاہتا ہے، مگر زبان سے

اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی نکلتا ہے۔''

مرید صادق اپنی یہ کیفیت اور حال مرشد کی خدمت میں لکھتا ہے۔ صاف اور سیدھی بات تھی کہ اسے ان کفریہ کلمات سے توبہ کی تلقین کی جاتی، مگر اس ظلم کی فریاد کس کے سامنے کی جائے کہ حضرت تھانوی مسندِ افتاء اور سجادۂ طریقت سے اسے جواب دیتے ہیں،

''اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔'' اگر اسے بچانا ہی مقصود تھا، تو اسے بے خود مغلوب الحال قرار دیا جاتا۔

اہل صحو وتمکین نے بھی حالتِ بے خودی وحالتِ سکر میں تو انا اللہ یا انا الحق کو بھی درمیانی منزل قرار دیتے ہوئے پسند نہیں کیا، مگر یہ عجیب بزرگ ہیں کہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھمّ صلِّ علیٰ نبیّنا ومولانا اشرف علی ایسے صریح کفریہ کلمات کو پسندیدہ قرار دے رہے ہیں۔

تابش

ملاحظہ فرمایئے ''الامداد'' کے صفحات:

۷۸۶

کان اللہ تعالیٰ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

نقل دار رشاد صحیفہ شہریہ ملقب بہ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ سلسلہ وار دائرہ

عدد (۸)	بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ ہجری	جلد (۳)

بادارۃ الاحقر رفیق احمد

از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون جلوہ نمود گرفت

دائم ہوتا ہے بعض اوقات حدود شرعیہ کا خیال بھی نہیں رہتا ایسا شخص مشابہ حضرت صدیق کے اس حال سے ہے جب تک وہ اسلام نہ لائے تھے کہ کس وقت بھی وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے تھے مگر محض محبت طبعیہ سے نہ کہ حمیت شرعیہ سے بس خواب میں ایسے خادموں کی حقیقت بتلائی گئی ہے اس خواب میں جزو متمم بالشان بھی تھا باقی ظاہر ہے واللہ اعلم

۲۰ شوال ۱۳۳۵ھ۔

سوال۔ اب وجہ اس کی عرض کرتا ہوں کہ بیعت ہونے کا خیال مجھ کو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع اس لئے کرتا تھا کہ صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم و مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودیانہ والوں سے حضور کے اعتقادات ملتے جلتے تھے اس سے یہ غرض تھی کہ جائے تانا یا دادا کوئی اپنے دادا وغیرہ علماء کے اعتقادات کو خراب ہی ہوں ان کو بلاوجہ ترجیح دی جائے اصل غرض یہ ہے کہ حضور کے اور بندہ کے اعتقادات بالکل ایک ہیں اور اگر مولوی صاحبان لودیانوی اور حضور کے درمیان کسی فروعات میں اختلاف بھی ہو تو اس میں بھی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں (۲) اور حضور کی تصنیف چند کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں جن میں سے بہشتی زیور و تحفہ جان ہے اور شرح مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی چند تصانیف نظر سے گذریں (۳) ایک دفعہ سہارنپور جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے ان کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت بھی ہیں اس لئے ان سے اور بھی محبت ہو گئی دوران گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ الامداد اور حسن العزیز بھی ماہواری آتے ہیں بندہ نے ان کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو ان مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالہ مجھ کو دیکھنے کے واسطے دیئے الحمد للہ جو لطف ان سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی ہے اس لئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ دیا

الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ مکتوبات ۳۵

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے باایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔
۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔

سوال جناب مخدوم و مطاع مولانا دام فیضہم علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا راقم ناچیز حضرت جد امجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کا نواسہ مولوی . . . صاحب مرحوم کا لڑکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں تصنیف فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے

تقویۃ الایمان: مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی

طبع لاہور، ص ۱۰، ۲۸، ۳۸، ۳۹، ۴۲، ۴۲
طبع دیوبند، ص ۱۳، ۳۶، ۴۸، ۵۲، ۵۳

ص ۱ - ''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے''۔

ص ۲۸ - ''جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں''۔

ص ۳۸ - ''انبیاء اولیاء ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں''۔

ص ۳۹ - (حضور علیہ السلام) گنوار کی بات سن کر مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے''۔

ص ۴۲ - انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کی جائے''۔

ص ۴۲ - یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس انداز بیان کو کیا کہا جائے گا؟ ہمارا اختلاف ہی اس بات پر ہے کہ یہ حضرات حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات کرتے ہوئے ٹھہر کر سوچنا تو بجائے خود الفاظ کے استعمال میں اتنی رعایت بھی نہیں برتتے، جتنی وہ اپنے اساتذہ کے لیے برتتے ہیں۔ اگر یہ انداز بیان گستاخانہ نہیں ہے، تو پھر ہمیں گستاخی کی تعریف بھی نئی وضع کرنی پڑے گی۔

ملاحظہ فرمائیے ''تقویۃ الایمان'' کی عبارات کا عکس:

تابش

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العظیم

تقویۃ الایمان

مصنفہ

حضرت مولانا شاہ اسماعیل صاحب شہیدؒ

(۱)۔۔۔ تذکیر الاخوان

(۲)۔۔۔ خط مولوی محمد اسمٰعیل شہیدؒ

(۳)۔۔۔ فتویٰ دربارہ تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان

(۴)۔۔۔ ترجمہ عقائد نامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(۵)۔۔۔ فتویٰ دربارہ علم غیب

(۶)۔۔۔ رسالہ حارق الاشرار

(۷)۔۔۔ رسالہ ہدایت الایمان منظوم (۸)۔۔۔ شجرۂ ایمانیہ

ناشر

راشد کمپنی دیوبند (یوپی)

(انڈیا)

الل بھائی بولے یا اس کے تئیں بادشاہ کا سا مجرا کرے یا اس کے لئے ایک دن جشن کا ٹھیرا دے اور بادشاہ کی طرح نذر دلوے یہ تقصیر سب تقصیروں سے بڑی ہے اس کی سزا ضرور اس کو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دلوے اس کی بادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں سو اس مالک الملک شہنشاہ غیور سے ڈرا چاہئے کہ پہلے درجے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت وہ مشرکین سے کیونکر غفلت کرے گا اور کس طرح ان کو ان کی سزا نہ دیگا۔ اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور ان کو شرک کی آفت سے بچائے آمین۔

قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیچ سورۂ لقمان کے جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اس کو اے بیٹے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شرک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی کیا بے انصافی کیا ہوگی اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیچ سورۂ انبیاء میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یہ ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری۔

ف۔ یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتوں میں ہے سو وہی راہ نجات کی ہے اس کے سوائے اور سب راہیں غلط ہیں۔

واخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مشکوٰۃ کے باب الریاء میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہ نے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا

حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی جانور مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی کا یا نبی کا باپ کا یا دادے کا بھوت کا یا پری کا سب حرام ہے اور ناپاک کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یوسف میں کہ حضرت یوسفؑ نے قید خانہ میں اور قیدیوں سے کہا اے رفیقو قید خانے کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہیں یا اللہ ایک زبردست نہیں مانتے ہو تم ورے اسکے مگر کئی ناموں کو کہ ٹھہرا لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے انکی کچھ سند نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو نہ پوجو اسکے سوا یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ف یعنے اول تو فائدہ کے حق میں کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہئے کہ سب مراد اسکی پوری کرے اور سب کاروبار اسی کے نباہے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانہ اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان کے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلانے کام کے مختار کا نام یہ اور فلانے کا یہ پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کاموں کیوقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہوتی ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات ہیں کچھ انکی حقیقت نہیں وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی اور نہ کسی کا یہ نام اگر کسی کا یہ نام ہے تو اسکو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں سو یہ سب خیال ہی خیال ہے اسی طرح سے کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اسکا نام محمد یا علی ہو اور اسکے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیال باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اسکے مقابل معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسے خیال باندھنے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہووے یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلئے اور کسی کا حکم اسکے مقابل میں ہرگز نہ مانئے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی عالم کے یا مجتہد کے یا غوث قطب کے یا مولوی و مشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ وزیر کے یا پادری و پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو

اپنا خیال اور وہم ہی ذرا سکے پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اسکی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی کس کو قدرت ہے وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا رہتا ہے وہ کسی کے روبرو ملازمت کرے اور کس کا منہ کہ اس کے سامنے کسی کام کا مختار بن کے بیٹھے سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بیحواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہئے ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کہتا ہے کہ میں اپنے رب سے دو برس بڑا ہوں کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو تو ہرگز اس کو نہ دیکھوں۔ اور کسی نے یہ بیت کہی ہے بیت دل از مہر محمد ریش دارم ۔ رقابت با خدائے خویش دارم ۔ اور کسی نے یہ کہا ع با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار اور کوئی حقیقت محمدی کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے ایسی ایسی باتوں سے کیا اچھی بیت کہی ہے کسی شاعر نے بیت از خدا خواہیم توفیق ادب ؛ بے ادب محروم گشت از فضل رب ۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یعنے اے شیخ عبدالقادر دو تم اللہ کے واسطے یہ لفظ نہ کہا چاہئے ہاں اگر یوں کہے یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے تو بجا ہے غرض کہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے کہ جس سے کچھ شرک کی یا بے ادبی کی بو آوے کہ اسکی بہت بڑی شان ہے اور بڑا بے پرواہ بادشاہ ہے ایک نکتہ میں پکڑ لینا اور ایک نکتہ میں نواز دینا اسی کا کام ہے اور یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے کہ معما اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی جناب میں ضرور نہیں کوئی شخص اپنے باپ سے یا بادشاہ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور نہ بادشاہ۔ اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں اچھا نام عبداللہ و عبدالرحمن ہے ف یعنے عبداللہ کے معنے بندہ اللہ کا اور عبدالرحمن کے معنے بندہ رحمن کا سو اسی میں داخل ہے عبدالخالق خدا بخش اللہ دیا اللہ داد غرض جس نام میں اللہ کی طرف نسبت نکلے خصوصاً اللہ کے ویسے نام کا ذکر ہو کہ اور کسی کو نہیں لگتے اَخْرَجَ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ يَكْنُوْنَهٗ بِاَبِي الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ

مزور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی ف یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء امام و امام زادہ پیر و شہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم انکے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضے درگاہوں پر شیر حاضر رہتے ہیں اور بعضے پر ہاتھی اور بعضے پر بھیڑیئے مگر آدمی کو اسکی کچھ سند نہ پکڑنی چاہئے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا سو ہرگز نہ بنے۔ اور کسی کی قبر پر کوئی شیر رات دن بیٹھا رہتا ہو تو اس کی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس نہ کرنی چاہئے أَخْرَجَ أَبُوْدَاؤُدَ عَنْ قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا ترجمہ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کرو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا کہ مت کرو ف

یعنے میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو بھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی بندہ ہے أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَأَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ ترجمہ

مشکوٰۃ کے باب ... میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی

فتاویٰ رشیدیہ: مرتبہ مولوی رشید احمد گنگوہی

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے سوال پوچھا جاتا ہے:

سوال: ''ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں۔ ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟''

جواب: درست ہے۔''

آگے پوچھا جاتا ہے:

سوال: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے، مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟''

جواب: ''اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔''

اسی فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸ پر دو سوال اور پوچھے جاتے ہیں۔ یہ سوال و جواب بھی پڑھیے، مگر قسم ہے آپ کو پیدا کرنے والے کی، محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کی محبت اور حرمت کا پاس رکھتے ہوئے پڑھیے:

سوال: ''محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت و دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟''

جواب: ''محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل و شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔''

آگے پوچھا جاتا ہے:

سوال: ''جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو، جائز ہے یا نہیں؟''

جواب: کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔"

پھر دریافت کیا جاتا ہے:

سوال: "انعقادِ مجلسِ میلاد بدون قیام بروایتِ صحیح درست ہے یا نہیں؟"

جواب: "انعقادِ مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔"

مسلمانو! خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ یہ کون سی شریعت ہے، جس میں ہولی، دیوالی کی چیزیں جائز، اور محرم کی سبیل ناجائز، جس میں ہندو کے سودی کاروبار کی رقم کی پیاؤ درست، مگر مولود کی شیرینی حرام۔

غضب خدا کا! شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیان صحیح روایت سے بھی جائز نہیں ہے۔ یہ کہیں اس دور کے مفتی تو نہیں جس دور میں اہل بیت کا ذکر فتوئی کی رو سے ناجائز قرار دے دیا گیا تھا۔ اہل بیت اطہار کے فضائل ومناقب سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں، خود قرآن کریم میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ آل نبی کی محبت شروع ہی سے مسلمان قوم کے ایمان کا جزو رہی ہے۔ واعظین وخطباء ہر دور میں آلِ نبی کے ذکر کے ذریعے خیر وبرکت حاصل کرتے رہے ہیں۔ مگر رشید احمد گنگوہی ہیں کہ سرے سے ہی ان کا نام نہیں لینے دیتے۔ کیوں آخر ان کا قصور کیا تھا؟ یہی کہ ان کے جد امجد حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں توحید سے آشنا کیا، انسانیت سے آگاہی بخشی اور آج ہم مفتی اور شیوخ الحدیث کے مناصب پر بیٹھنے کے قابل ہوئے یا یہ کہ انہوں نے راہِ حق پر اپنا سب کچھ قربان کر کے ملتِ اسلامیہ کی آبرو رکھ لی۔ اگر اسلامی تاریخ سے حسینی کردار کو منہا کر دیا جائے تو ہمارے پاس وہ کونسی روشنی اور مینارِ حق ہے جسے نمونہ بنا کر ہم ہر دور کے یزیدوں سے پنجہ آزمائی کا جواز نکال سکتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جد امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا بدلہ خوب چکایا ہے کہ ہمارے مولانا نے ان کے ذکر پر ہی کرفیو لگا دیا۔

فالی اللہ المشتکی۔

اور آگے آپ نے غور فرمایا کہ اگر کسی میلاد کی محفل میں قیام نہ کیا جائے اور بیان بھی صحیح روایات پر مبنی ہو تو اس میں حاضری جائز ہے یا نہیں، فرمایا نہیں نہیں، کسی محفلِ میلاد میں جانا جائز نہیں، چاہے کتنی ہی پابندیوں کے ساتھ بھی کیوں نہ ہو رہی ہو۔ ذکر حسین رضی اللہ عنہ ہی کی کیا بات ہے، یہاں خود ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی صاف ہو گیا۔

میلاد پاک کی مبارک محفلیں شروع ہی سے اہلِ اسلام کے ہاں خیر وبرکت اور باعثِ لطف وسرور رہی ہیں۔ خود مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ "ہفت مسئلہ" دیکھ لیجئے۔ اس میں آپ نے فرمایا ہے: "میں ہر سال میلاد کی محفل منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لذت محسوس کرتا ہوں۔" پیر کا عمل یہ ہے مگر مرید فرماتے ہیں کہ "صحیح روایات سے بھی میلاد جائز نہیں۔"

اب یہ فیصلہ قارئین کرام کریں کہ ذکر حسین اور میلاد کی محفلوں پر تالے ڈلوانے کی مہم محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ونسبت کی دلیل ہے یا کچھ اور؟

ملاحظہ فرمائیے "فتاویٰ رشیدیہ" کے متعلقہ صفحات کا عکس:

تابش

. فتاویٰ رشیدیہ کامل

ہوئی یا نہیں۔

جواب۔ جو امر شرعاً حرام ہے کسی کی خاطرداری سے کرنا حرام جانکر بھی فسق اور حرام ہے۔ ہرگز نہیں چاہیے معصیت میں کسی کی رضا درست نہیں۔ فقط (رشید احمد)

بعد دفن میت پر فاتحہ کا حکم

سوال۔ بعض لوگوں میں دستور ہے کہ جسوقت میت کو دفن کر کے آتے ہیں اسکے گھر دالے اسوقت فاتحہ پڑھتے ہیں یہ فعل فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس فاتحہ کا ثبوت کچھ نہیں فقط کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (رشید احمد)

میلاد مروجہ کا حکم

سوال۔ زید نے بکر سے دریافت کیا کہ مجلس میلاد مروجہ حال جائز ہے یا نہیں اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے بکر خود بھی مجلس میلاد کرتا تھا اور آئندہ سال کو ارادہ بکر کا بھی ترک مجلس کا تھا بخیال اسکے کہ [illegible] ہوتا تھا اور اپنے اعتقاد میں ناجائز جانتا تھا مگر منع کرنا مجلس کا بوجہ اسکے تھا کہ اس وجہ سے کوئی مجھ کو طعنہ نہ دیویگا جبکہ میں اس مجلس کو ترک دونگا بہانہ شرع کا ہو جاویگا اور خود زید نے ترک کیا مجلس کا اس وجہ سے ترک کیا کہ لوگ معترض ہونگے اول تو ان خیالات سے مانع ہوا بعدہ بہ نیت خالصاً للہ مانع ہوا لہذا اس سبب سے بکر کو ترک بدعت سابق و فعل و انکار بدعت سے ثواب ہوگا یا نہیں اور باعث ریا تو نہیں ہے۔

جواب۔ بہرحال گناہ سے محفوظ رہا جب سے قصد ترک کیا بہتر ہوا کہ بعزم ترک گناہ کا ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (رشید احمد)

کسی عرس میں شرکت جائز نہیں

سوال۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ (از رسالہ محبوب علی صاحب دہلی مدرسہ کان)

جواب۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔

محرم میں تمام رسوم بدعت ہیں

سوال۔ محرم میں عاشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی درست سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت و دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت

له بعض مولوی محمد یحییٰ صاحب ... [illegible] ... الحنفیۃ ... اجتماع القراء بالقرآن علی المیت بالتخصیص فی المقبرۃ والمسجد والبیت بدعۃ مذمومۃ انتہی ۱۲ ... قال فی اصول ... ذکر قتل الحسین فی یوم عاشوراء ابتداء ... ذکر من شعار روافض ۱۲

فتاویٰ رشیدیہ کامل

جانا یا چندہ سبیل اور خیرات میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط[1]

اہل میت کے یہاں فاتحہ پڑھنے اور جوڑا دینے کا حکم

سوال حسب مروجہ دستور برادری اہل میت کے یہاں جاکر فاتحہ پڑھنا اور پگڑی جوڑا لوینا درست ہے یا نہیں۔

جواب - یہ سب امور بدعت اور نادرست ہیں البتہ صرف تعزیت کے لئے جانا درست ہے اگر دفن کفن میں شریک نہ ہوا ہو فقط

صلوٰۃ معکوس وغیرہ

سوال - صلوٰۃ غوثیہ جو اکثر عوام پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور صلوٰۃ معکوس وصلوٰۃ جول بھی جائز ہے یا نہیں۔ (از حافظ عبدالرحیم صاحب)

جواب - صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوٰۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں بلکہ مجاوہ ہے اور صلوٰۃ جول کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں فقط رشید احمد عفی عنہ

محفل میلاد مشروم کا حکم

سوال - محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

جواب - ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے فقط

میت کو بلا قیود رسوم ایصال ثواب میں ثواب ہے۔

سوال - میت کو ثواب پہنچانا بغیر تعین تاریخ کے یعنی تیجا دسواں چالیسواں نہ ہو درست ہے یا نہیں۔

جواب - ثواب میت کو پہنچانا بلا قید تاریخ وغیرہ اگر ہو تو عین ثواب ہے اور جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست اور باعث مواخذہ ہو جاتا ہے فقط

چالیس روز تک ملاں کو دینے کا حکم

سوال - مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی ملا کو دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب - چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے ایسے ہی گیارھویں بھی بدعت ہے بلا پابندی رسم وقیود ایصال ثواب مستحسن ہے فقط۔

[1] قولہ الدر مختار ۲ ص ۔ انتزالمسائل میں مفصل مرقوم ہے ۳ فتاوٰی عزیزیہ جلد دوم صفحہ ۱۰۱ میں مرقوم ہے مراد از طعام میت طعامیکہ است کہ تاچہل روز سے خورانند و جہ الفت قلب ایں است کہ بیشتر از ہنگام ملوح موت میت وہم بعد از ان خیال ہم تمام این طعام بتقسیم تن فیما بین الا قربا یا ساکن مساجد با تحگیر خاطر بشود کسانیکہ این طعام را بہا بخیر رسد لا وقت موت متوقع و چشم بہ خبر این طعام مے باشند مقصود شرع آنست کہ از موت میت عبرت گیرند در نہ فہمی محفد متو قرت مشغول نشوند و از غفلت ہوشیار شوند و این مقصود از ین صورت بالکلیہ مفقود میگردد و نا بجہ در حدیث صحیح آمدہ است مطعام سنۃ مہجورۃ است دین قدرت کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طعام المیت الخ ۱۲ ۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل

جواب - زید غلط کہتا ہے حقہ نوشی کی نماز اور وہ سب مقبول ہوتا ہے البتہ اس حقہ کی بو کا ازالہ نہ کرنا اور منہ میں رکھنا مکروہ ہے فقط۔

خرگوش کا حکم

سوال - نمک لینا شرع میں کہاں تک جائز ہے بعد ان مسئلوں کو زیب قلم فرماکر جلد بہت تحریر فرمادیں۔

جواب - نمک بیان تک جائز ہے لیکن کسی کو دھوکا نہ دے فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

حقہ اور تمباکو کا حکم

سوال - حقہ پینا یا تمباکو کھانا یا سونگھنا کیسا ہے حرام ہے یا مکروہ تحریمہ یا مکروہ تنزیہہ ہے اور تمباکو فروش اور نیچہ بند کے گھر کا کھانا کیسا ہے۔

(مرسلہ میاں جی عبدالرحمٰن صاحب سنبھیوہ ضلع بجنور)

جواب - حقہ پینا تمباکو کھانا مکروہ تنزیہہ ہے اگر بو آوے ورنہ کچھ حرج نہیں اور حقہ تمباکو فروش کا مال حلال ہے ضیافت بھی اس کے گھر کھانا درست ہے فقط رشید احمد

ہندوؤں کے تہوار پر ان کے ہدیہ کا حکم

سوال - ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاذ یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔ (مرسلہ میاں جی عبدالرحمٰن صاحب سنبھیوہ ضلع بجنور)

جواب - درست ہے فقط - رشید احمد عفی عنہ

گیروا رنگ کا حکم

سوال - کپڑے گیرو میں رنگنا جیسے صوفی لوگ رنگتے ہیں کیسا ہے۔

(مرسلہ میاں جی عبدالرحمٰن صاحب سنبھیوہ ضلع بجنور)

جواب - گیرو میں کپڑے رنگنا درست ہے بشرطیکہ سیاہ نہ ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

الجواب صحیح - محمد عبداللطیف عفی عنہ

ہندوؤں کے تہوار پر خوشی کے گیت گانا ناجائز ہے۔

سوال - ہندوؤں کے لڑکوں کو ان کے تہوار ہولی یا دیوالی میں بطور عیدی کے ان کے تہوار کی تعریف میں کچھ اشعار بنا کر جس طرح کہ میاں جی لوگ پڑھایا کرتے ہیں پڑھانا درست ہے یا نہیں۔ (مرسلہ میاں جی عبدالرحمٰن صاحب سنبھیوہ ضلع بجنور)

جواب - یہ درست نہیں فقط رشید احمد عفی عنہ

اس وغیرہ میں بہ نیت تجارت جانا جائز نہیں

سوال - مسلمانوں کے میلوں میں جیسے پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری

[1] مولوی محمد یحییٰ صاحب ۱۲

فتاوی رشیدیہ کامل

قبول کرے اور کہا دے جبکہ اس نے قرض لیکر وہ مال طیار کیا ہو خواہ پھر وہ رنڈی اپنے کسب حرام سے وہ قرض ادا کرے تو حضور فرمادیں کہ ڈوم رنڈی وغیرہ کا مال لیکر اپنے قرضدار کو دیدینا یا وہ قرض لیکر ہی دے اور پھر وہ مال اسے لینا جائز ہے یا نہیں۔

(مرسلہ مولوی ابرار احمد صاحب بچھراؤں ضلع مرادآباد مدرسہ جعفریہ ۱۳۲۰ھ)

جواب۔ اگر کوئی شخص قرض لیکر کسی کار خیر میں لگا دے یا کسی کو صدقہ اور ہدیہ دے تو وہ کام بھی ہو جاوے اور اس کو ثواب ہو اور اس کو یہ صدقہ اور ہدیہ بھی لینا درست ہے مگر جب وہ صاحب مدیون اپنا قرض حرام مال سے ادا کریگا تو سخت گنہگار ہوگا اور اصل مالک کا دیندار رہیگا ایسے ہی یہ حرام مال کا قرض میں لینے والا بھی اگر مسلمان ہے تو سخت گنہگار رہیگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

دہانی تغذا کا حکم — **سوال۔** دہانی تغذا ور مٹھائی تر یا خشک کھانی درست ہے یا نہیں۔

جواب جس کی نجاست یا حرمت تحقیق ہو یا غالب گمان ہو وہ نہ کھاوے اور جس کا حال معلوم نہ ہو اسکا کھانا لینا درست ہے فقط۔

رافضی کے ہدیہ کا حکم — **سوال۔** رافضی کا ہدیہ دعوت اور جنازہ میں نماز کی شرکت جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ رافضی کا ہدیہ دعوت کھانا گو درست ہے مگر ضرور نماز جنازہ اور ان سے محبت نادرست ہے اسلئے دعوت وغیرہ بھی نہ کھانی چاہیئے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ہندؤں کی سبیل سے پانی پینا درست ہے — **سوال۔** ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کرکے مسلمانوں کو اسکا پانی پینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے فقط۔

اسقاط حمل کا حکم — **سوال۔** ایک بے بیاہی عورت کو حمل رہ گیا اب بوجہ بیعزتی کے خفیہ کرنا اور ساقط کرنا چاہتی ہے ایسی صورت میں علاج اسقاط کرنا اور کرانا گناہ ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ اگر اس میں جان پڑ گئی ہے تو پھر اسقاط میں سعی کرنا بیشک سخت گناہ اور بحکم قتل ہے ہرگز ایسی دوا دینی درست نہیں ہے فقط۔

قبلہ وکعبہ کہنے کا حکم — **سوال۔** خط میں القاب قبلہ وکعبہ لکھنا درست ہے یا نہیں

جواب۔ قبلہ وکعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے فقط۔

۱؎ بقلم مولوی محمد یحییٰ صاحب ۔۱۲۔ ۲؎ فتاوی رشیدیہ میں مرقوم ہے ۱۲

[illegible]

مرزا غلام احمد قادیانی مسیلمہ پنجاب

نے اسلام کے مٹانے کا قصد کیا مگر خدائے تعالیٰ نے اُن کو ہمیں ناکام کیا۔ اور وہ

ناکامی کی حالت میں اپنے اقرار سے لعنتی موت مرے

چونکہ مرزا صاحب کے کفریات اُن کے رسائل میں منتشر تھے اور مسلمانوں کو اتنی فرصت نہ تھی کہ مرزا صاحب کی کل تصانیف کو مطالعہ کریں اور بہت سے مرزائی وقت بے اندازہ یا لوگوں سے کام لیتے ہیں اسوجہ سے مسلمانوں کے نفع کے لئے مرزائی کفریات توہین انبیاء علیہ السلام و دعوی نبوت و رسالت تشریعی و خلاف ختم نبوت و دعوی مجددیت کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ جو خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کیلئے بہت مفید ثابت ہوا۔ اس رسالہ کا نام

أَشَدُّ الْعَذَابِ عَلَى مُسَيْلِمَةِ الْبُنْجَابِ

اور لقب

دینِ مرزا کفرِ خالص

یہ رسالہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہوگا خدا کے فضل سے کوئی مرزائی اس سے بات نہ کر سکے گا۔ اس فرقہ کا کفر دار تمام مرزائی اقوال سے آفتاب کی طرح روشن کر دیا گیا ہے ہر مسلمان اسکو دیکھ کر

بمطابق مظہر بعتہ مطبع مجتبائی جدید دہلی

ملنے کا پتہ:۔ اختر جنرل سٹور گاؤشالہ موڑ لائیلپور

تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر کہنا فرض ہو گیا، اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ اور ہوں یا حنفی یا غیر مقلد وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

اب جبکہ علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء نہ سمجھے کسی کو بھی منصب نبوت کا ملنا شرعاً جائز سمجھے وہ قطعاً کافر ہے، اگر یہی مرزا صاحب کہلوا دیا ہوتا وہ مر گئے تو خود کہہ دو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی موجود نہیں ہو سکتا جو مدعی نبوت تشریعیہ حقیقیہ ہو یا کسی کو نبی سمجھے وہ کافر ہے پھر تم سے کہنا ہم تمہارے ساتھ ہیں کیا آنکھ بھر کر تو تمہیں دیکھ لے، اس صورت میں مرزائی تو ہاتھ سے جلتے ہیں گر اسلام ملتا ہے کہ مرزا صاحب کو کافر کہنا ہوگا۔ جیسے علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کہ آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) علم سے علم شیطان لعین کو زیادہ کہے یا آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) علم کے برابر صبیان ومجانین و بہائم کو کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے ملعون ہے جہنمی ہے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق ہیں زیادہ کیا معنی آپ کے علم کے کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ علم نبوی سے کسی کے علم کو نسبت ہی نہیں اور بھی کہو کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے انہیں گالیاں دے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شان کرے ان سے مساوات کرے وہ کافر ہے مرتد ہے مرزا صاحب نے بیشک عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کی لہذا مرزا صاحب بیشک کافر مرتد ملعون جہنمی ہیں کہو اس کی ہمت ہے اگر نہیں تو پھر علمائے دیوبند سے تمہیں کیا واسطہ وہ پکے مسلمان تم پکے کافر مرتد، غضب تو یہ ہے جو وجوہ کفر تم پر عائد کئے جاتے ہیں تم ان کو کفر ہی نہیں جانتے تم تو ان کو عین ایمان کہتے ہو۔ ختم نبوت کا انکار کر کے گفتگو کرتے ہو قرآن و حدیث سے تمام نبوت کو ثابت کرتے ہو۔ مرزا مدعی نبوت کو مجدد و محدث۔ ولی مسیح موعود کیا کیا مانتے ہو، مرزا صاحب سے جب کہا جاتا ہے کہ تم اپنے کو عیسیٰ علیہ السلام سے فضیلت دیتے ہو تو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ بیشک اور میں کیا کروں خدا نے اور اس کے رسول نے مسیح موعود کو اس کے کارناموں کی وجہ سے مسیح ابن مریم سے افضل قرار دیا تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ تم اپنے کو مسیح سے افضل کیوں قرار دیتے ہو۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم نے یہ کیا تو جواب ملتا ہے کہ ہاں کیا تو کیا ایسا ہی انبیاء کیا کرتے تھے مجھ پر کوئی ایسا اعتراض نہیں جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر نہ ہو سکے، غرض جو الزام لگایا گیا اس سے انکار نہیں بلکہ اقرار کے ساتھ اس کو عین ایمان بتایا جاتا ہے۔ اب تو معلوم ہو گیا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر میں اور مرزائیوں کی تکفیر میں زمین و آسمان کا فرق ہے، علمائے دیوبند جن امور کی بناء پر کافر بنائے جاتے ہیں وہ ان سے بری ہیں، ان کو کفر جانتے ہیں اعتقاد رکھتے

ہیں اور مرزا صاحب اور مرزائی عقائد کفریہ یا اقوال کفریہ کو تسلیم کرتے ہیں فخراً اقرار کرتے ہیں ان کو عین ایمان سمجھتے ہیں اور جو کہیں کہیں تاویل کرتے ہیں تو وہ باطل، تاویل الکلام بما لا یرضیٰ بہ قائلہ ہے، ایک جگہ تاویل کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دوسرا کلام اس کی تغلیط کرتا ہے۔ بیچارے عاجز ہیں مگر زبان سے دشمنی ہے مرزا صاحب کو جھوٹا نہیں کہتے، اس غرض سے یہ رسالہ لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ مرزائیوں کو اس سے ہدایت اور مسلمانوں کو استقامت نصیب فرمائے، ابھی تک بعض ہمارے مسلمان اس سے ناواقف ہیں کہ ان صریح کفریات کو بھی دیکھ کر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مسلمان ہی لیے جاتے ہیں،

ایک بات اور قابل ذکر ہے مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں۔ جنمیں ختم نبوت کا اقرار ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو یہ عبارات مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھا دیں کہ میں نے جو غلط معنی ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دیکر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں سو نہ دیسے تو مرزا صاحب اور تمام مرزائی الفاظ اسلام ہی کے بولتے ہیں اسی وجہ سے مسلمان دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے بھی قائل ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم بھی کرتے ہیں قرآن کو بھی مانتے ہیں حشر اجساد پر بھی ایمان لاتے ہیں غرض تمام آمنت باللہ اور ایمان مجمل و مفصل زبر ہے پھر مسلمان کیوں نہ ہوں گے مگر مسلمانو یہ ان کے الفاظ ہیں لیکن معنے وہ نہیں جو قرآن و حدیث نے بتلائے ہیں مفصل کہو میں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے رسالہ جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں۔ جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں، مسلمانوں کی واقفیت کے لئے مرزا صاحب اور ان کے اذناب کے چند اقوال ملعونہ پیش ورنہ تتبع کیجئے تو نہ معلوم اور کس قدر ایسے کفریات بھرے ہوں گے۔

جملہ اہل اسلام کی خدمات میں عرض ہے کہ یہ ہیچمدان محتاج الی رحمت اللہ الغفار کے لئے اور جملہ اہل اسلام کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام پر قائم رکھے، اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے متعلق جو مرزائی جواب دیتے ہیں وہ تو ہی سلسلہ میں بقصد تعالیٰ پورے آگئے ہیں، رہا مسئلہ ختم نبوت و دعوئی نبوت سو بیچاریوں کیلئے تو مرزا صاحب کی یہ عبارات ہی کافی ہیں کہ مرزا صاحب

علمائے حجاز کا فتویٰ تکفیر اور علمائے دیوبند کا اقرار

علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ سمیت تقریباً پچاس نامور علماء حجاز نے علماء دیوبند کی زیر بحث گستاخانہ عبارات پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ان میں سے سات نے اپنے فتویٰ میں یہ لکھا کہ ان علماء دیوبند کی یہ عبارات گستاخانہ اگر ثابت ہو جائیں، تو بلاشبہ یہ علماء کافر ہیں، جب کہ باقی سینکڑوں علماء عرب وعجم نے زیر بحث عبارات کی بناء پر علماء دیوبند پر غیر مشروط فتویٰ کفر صادر کیا ہے۔

علماء دیوبند نے اپنی گستاخانہ عبارات کے ثبوت میں الجھاؤ پیدا کرنے کی غرض سے، حجازِ مقدس کے سات علماء کرام کے مشروط فتویٰ کفر کو غنیمت سمجھا، اور ان سات علماء کرام کو انہوں نے سراہا۔

(دیکھئے مقدمہ الشہاب الثاقب، چند صفحات کے فوٹو)

مگر اس سے آگے الجھاؤ پیدا کرنے کے لیے علماء دیوبند کو کچھ نہیں سوجھتا کہ وہ کیا کریں۔ زیر بحث عبارات سے ان کے انکار کی کوشش اس لیے کامیاب نہیں ہو سکتی، کیونکہ دیوبند سے مطبوعہ یہ عبارات لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔

ان عبارات پر فتویٰ کفر کو غلط اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ خود علماء دیوبند بھی ایسی عبارات پر یہی فتویٰ دے چکے ہیں۔ علماء عرب وعجم کے فتویٰ سے انکار یوں نہیں ہو سکتا کہ وہ خود اپنی تصنیفات میں ان فتاویٰ کا اقرار کر چکے ہیں۔

اب آخری حربہ یہ رہ جاتا ہے کہ زیر بحث عبارات کی غلط سلط تاویلات کر دی جائیں، اور یعنی، مطلب یہ ہے، مطلب وہ ہے۔ مراد یہ ہے اور مراد وہ ہے، کا سہارا لیا جائے، مگر یہ حربہ اس لیے ناکام ہے کہ زیر بحث عبارات عرف اور محاورہ میں صریح گستاخی قرار پا چکی ہیں۔ جب الجھاؤ کے لیے کوئی موقف متعین نہ ہو سکا، تو علماء دیوبند نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے بڑوں کو بچانے کے لیے جو کچھ ہو سکتا ہے، وہ سب کچھ آزما لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند اس مسئلہ میں سخت کشمکش کا شکار ہیں اور بے حواسی میں الگ الگ راگ الاپ رہے ہیں۔

تابش

الشہاب الثاقب
علی
المسترق الکاذب

از

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

معہ

غایۃ المامول فی ترجیح الوصول فی تحقیق علم الرسول
از
علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ
علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام

ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان
از
حضرت مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ قاسمی بہاری
رحمہ اللہ تعالیٰ

انجمن ارشاد المسلمین

۶۔ بی، شاداب کالونی ۰ حمید نظامی روڈ ۰ لاہور

عرضِ ناشر

تقریباً دو سال پیشتر انجمن ارشاد المسلمین کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف لطیف "الشہاب الثاقب" کی اشاعت کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن مختلف عوارض کی بنا پر اس کی طباعت تاخیر و تعویق کا شکار ہوتی رہی۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انجمن کے ناظم اعلیٰ محترم انوار احمد صاحب کا ارادہ تھا کہ کتاب پر ایک ایسا محققانہ مقدمہ لکھا جائے کہ جس میں کتاب مذکورہ کے خلاف پھیلائی جانے والی بعض اہم غلط فہمیوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ جس سے احمد رضا خان صاحب کے سفر حرمین شریفین کے تمام مخفی گوشے اجاگر ہو جائیں اور حرمین شریفین میں احمد رضا خان صاحب نے جو مکروہ کارروائی پورے مکر و فریب کے ساتھ کی تھی اس کے تمام خد و خال لوگوں کے سامنے آجائیں اور ان کی تکفیری کارروائی کا سارا پس منظر واضح ہو جائے۔

لیکن اس کے لئے کوئی دوسرا شخص تیار نہ تھا اور وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث اس کے لئے مناسب وقت جلد نہ نکال سکے۔ بہرحال اب یہ طویل مقدمہ تکمیل کے مراحل سے گزر کر آپ کے سامنے ہے۔ ہم اس کی تعریف و توصیف کے سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتے اس کا فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

ہم "الشہاب الثاقب" کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ (احمد رضا خان صاحب نے موصوف کا ذکر خیر جن القابات و خطابات سے کیا ہے وہ حسام الحرمین ص   پر ہے۔ ہم) کی کتاب "غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول" بھی شائع کر رہے ہیں جو علامہ موصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی۔ جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ و مکہ معظمہ شرفہا و تعظیما نے اپنی تقریظات لکھیں اور اپنے تائیدی دستخط ثبت فرمائے۔ جس سے یہ ...

حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ "فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں کیا تھے؟" اور ان کے نزدیک احمد رضا صاحب کے بعض عقائد و نظریات کس قدر گمراہ کن تھے؟ یہ کتاب آج کل نہ صرف کمیاب بلکہ قریباً نایاب ہو چکی تھی۔ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی شائع کر رہے ہیں۔ جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اول نائب امیر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

چونکہ بریلوی حضرات ایک یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ علماء دیوبند نے "حفظ القرآن" کی عبارت کے جو جوابات دیئے ہیں وہ آپس میں متخالف و متعارض ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری رح کے جواب کے مطابق حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح کافر قرار پاتے ہیں اور حضرت مدنی رح کے جواب کے پیش نظر حضرت چاندپوری رح کافر ہیں۔ (والعیاذ باللہ)۔ اس لئے ہم "الشہاب الثاقب" کے ساتھ ہی حضرت مولانا ابو الرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہاری رح کی کتاب "ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان" بھی شائع کر رہے ہیں جس میں اس اعتراض کا مسکت و دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

"الشہاب الثاقب" میں درج شدہ بعض الفاظ کے بارے میں حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی ایک پرانی روایت کا درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ۔

"ایک بار حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طالب علم نے یہ سوال کیا کہ "الشہاب الثاقب" میں بعض مقامات پر "وہابیہ" کے لئے لفظ "خبیث" استعمال کیا گیا ہے جو بہت سخت ہے۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "الشہاب الثاقب" کا مسودہ جس طالب علم کو صاف کرنے کیلئے دیا گیا وہ وہابیوں کا سخت مخالف تھا۔ اس نے بعض مقامات پر "وہابیہ" کے ساتھ ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔ پھر جلدی اشاعت کے باعث اس کی تصحیح نہ کی جا سکی اور اگلے طابعین پھر اسی کی کاپی کرتے رہے:

لگایا ہے۔

اپنی تقاریظ میں شرط لگانے والے علمائے حرمین شریفین

کی اصل عبارتیں ملاحظہ ہوں

○

۱ : مولانا شیخ احمد ابو الخیر میرداد رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فلان من قال بهذه الاقوال
معتقدا لها كما هي
مبسوطة في هذه الرسالة
لاشبهة انه من الكفرة
الغالين المضلين ۔ ۱؎

ترجمہ ! کیونکہ جو شخص اس رسالہ
کی تفصیل کے مطابق ان اقوال کا
معتقد ہوگا تو اس کے گمراہ اور
گمراہ کرنے والے کافروں میں سے
ہونے میں شبہ نہیں۔

۲ : علامہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

فهم والحال ما ذكرت
مارقون من الدين ۔
۲؎

ترجمہ ! وہ لوگ دین سے خارج
ہیں۔ بشرطیکہ حال وہی ہو جو تو
نے ذکر کیا ہے۔

۳ : علامہ محمد علی بن حسین مکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

فاذا هو كما قال ذالك
الهمام يوجب ارتدادهم
۳؎

ترجمہ ! واقعی جس طرح مصنف
بلند ہمت نے بیان کیا ہے اس
کے بموجب تو ان کے اقوال ان
کا کفر واجب کر رہے ہیں۔

۱؎ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

۴ : مولانا عمر بن حمدان المحرسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فهؤلاء ان ثبت عنهم
ما ذكره هذا الشيخ ...
...... فلا شك في
كفرهم ۔ ۱؎

ترجمہ ! ان لوگوں سے اگر وہ
باتیں ثابت ہو جائیں جو اس شیخ
(احمد رضا خان صاحب) نے
ذکر کی ہیں ...... تو پھر ان کے
کفر میں کوئی شک نہیں۔

۵ : مولانا سید شریف احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریظ میں رقم فرما ہیں۔

هذا حكم هؤلاء الفرق
والاشخاص ان ثبتت
عنهم هذه المقالات
الشنيعة ۔ ۲؎

ترجمہ ! ان فرقوں اور شخصوں پر
حکم کفر تب لگے گا۔ اگر ان سے یہ
مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں۔

۶ : شیخ محمد عزیز وزیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریظ میں اپنے استاذ اور شیخ مولانا سید شریف احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ کی تائید کی ہے۔ ۳؎

۷ : شیخ عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی اپنی تقریظ میں ارقام فرماتے ہیں۔

فاذا ثبت وتحقق ما
نسب هؤلاء القوم .....

ترجمہ ! سوال میں ذکر شدہ
باتوں کی نسبت ان لوگوں کی طرف

۱؎ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) حسام الحرمین ص ۱۲۰۔ ۲؎ حسام الحرمین ص ۱۳۱۔ ۳؎ حسام الحرمین ص ۱۰۰۔
۴؎ حسام الحرمین ص ۱۲۵۔ ۵؎ حسام الحرمین ص ۱۴۱۔ ۶؎ حسام الحرمین ص ۱۴۶

..... مما هو مبين في السوال نعم ذالك يحكم بكفرهم [1]	جب ثابت ہو جائے گی تب ان کے کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

اس کے بعد موصوف اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وانما قيدنا بالثبوت و التحقيق لان التكفير ذو جانب خطرة و مهالك وعرة ۔ [2]	ترجمہ ! ہم نے ثبوت اور تحقیق کی قید اس لئے لگا دی ہے کہ تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے۔ اور اس کے راستے دشوار گزار ہیں۔

چونکہ مذکورہ بالا تقریظ لکھنے والے سات علماء حرمین نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جملہ شرطیہ کے اندر شرط اور جزاء میں حکم نہیں ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بالا حضرات نے نہ خود علماء دیوبند کی تکفیر کی ہے اور نہ احمد رضا خان صاحب کے فتوے کفر کی تائید۔ بلکہ ان ساتوں حضرات کی تقاریظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر علماء دیوبند کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے اپنے رسالہ " حسام الحرمین " میں ذکر کئے ہیں تو وہ کافر قرار پائیں گے ورنہ نہیں۔

اور ۳۳ میں سے جب سات علماء یوں نکل گئے۔ اب باقی بچ گئے ۲۶ علماء۔ گویا علماء دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں علماء حرمین شریفین میں سے صرف ۲۶ علماء کرام نے احمد رضا خان صاحب کی بظاہر [3] غیر مشروط تائید و تصدیق کی ہے۔

---

[1] حسام الحرمین ص ۱۵۷۔ [2] حسام الحرمین ص ۱۵۷۔ [3] "بظاہر" کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ مفتی کا جواب ہمیشہ اس شرط کے ساتھ مشروط (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

بَابْ اَوَّلْ

فتویٰ لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب بازی کی گئی اس کا بیان

کید اول یعنی پہلا فریب، جنہیں عالمان دین کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا ہے ان پر وہ جھوٹے الزام واتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمان ہندوستان سخت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں، حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دیدیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسا ہی جواب لکھا جاتا ہے اگر یہی سوال لکھکر اور کسی شخص پر یہی الزام اور بہتان لگا کر ہندوستان کے ان مقدس عالموں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کفر و شرک کا حکم لگا دیں گے چنانچہ متعدد فتوے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے کہ جو شخص شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہے خدا کو جھوٹا کہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فتویٰ اس کے کفر کا دیا اور ہم فتاوی سے ان کی عبارت بھی نقل کریں گے اس لئے حرمین شریفین کے بعض عقلمند اور پر احتیاط عالموں نے یہ لکھدیا ہے کہ اگر سائل کا بیان سچ ہے اور ان لوگوں کا فی الحقیقت یہی عقیدہ ہے تو وہ کافر و جہنمی ہیں، چنانچہ بطور نمونہ چند عالموں کا قول فتویٰ میں سے نقل کیا جاتا ہے ایک عالم فرماتے ہیں من قال بهذه الاقوال معتقدا لها كما هو مبسوط في هذه الرسالة لاشبهة انه من الضالين یعنی جو شخص ان باتوں کا قائل ہو اور جس تفصیل سے اس رسالہ میں لکھا ہے اسی تفصیل سے اعتقاد رکھتا ہو وہ بلاشبہ گمراہ ہے۔ ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۲ صفحہ ۳۶، سطر ۲۰، حسام الحرمین یعنی فتویٰ عربی مؤلفہ بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ دوسرے عالم لکھتے ہیں فهؤلاء الحاصل ماذكرت كفرة مارقون یعنی اگر فی الحقیقت ان لوگوں کا یہی حال ہے جو تم نے لکھا ہے تو وہ کافر ہیں خارج از دین ہیں، ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۳ صفحہ ۳۳ سطر ۱۵، تیسرے عالم فرماتے ہیں وان من ادعى ذلك فهو كافر یعنی جو اس کا دعویٰ کرے وہ بے شک کافر ہے ملاحظہ ہو تقریظ ۱۰ صفحہ ۳۵ سطر ۱۶۔ چوتھے عالم نے تو نہایت ہی احتیاط کی اور بہت تفصیل سے یہ لکھا ہے کہ اگر ان لوگوں سے وہ باتیں ثابت ہو جائیں کہ جنکو بریلوی کا شیخ چلی نے لکھا ہے یعنی غلام احمد سے دعویٰ نبوت کا اور مولانا رشید احمد صاحب و مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا اشرف علی صاحب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص ثابت ہو جائے تو بے شک

ہیں اپنے رسالہ شہاب ثاقب ... میں لکھا ہے۔

چھٹا بہتان اور مکر عظیم یہ فریب اور مکر بہت بڑا دجال المجددین اور اس کے اتباع کا ہے کہ جس کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہل ہند میں عموماً اس رسالہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اسی قسم کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور تمام دغابازیوں کی بنیاد ہے۔ صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضکہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیے۔ وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ چونکہ مجدد المضلین اور اس کے اتباع کو اہل عرب کی نظروں میں خصوصاً اور اہل ہند کی نگاہوں میں عموماً ان کے بہی خواہ اور دوسروں کو ان کا دشمن دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اس لقب سے بڑھ کر ان کو کوئی لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا جہاں کسی کو متبع شریعت و تابع سنت پایا جھٹ وہابی کہدیا تاکہ لوگ متنفر ہو جاویں اور ان لوگوں کے مصالح اور ترقیوں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں فرق نہ پڑے، صاحبو! خراب پیو داڑھی منڈاؤ گھر میں گرو گرنتھ رکھو نماز ترک کرو اغلام بازی ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ جو کچھ کرو یہ سب علامات اہل سنت والجماعت ہونے کی ہیں اور اتباع شریعت صورۃً وعملاً جس کو حاصل ہو وہ وہابی ہو جاوے گا مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہمنشین سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم وہابی ہو۔ انھوں نے جواب دیا حضور میں تو داڑھی منڈاتا ہوں میں کیسے وہابی ہو سکتا ہوں میں تو خالص سنی ہوں، دیکھئے علامت سنی ہونے کی داڑھی منڈانا ہو گیا۔ دجال مجدد دین نے اس رسالہ میں اس غرض خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ و غضب میں آکر تلملا جاویں اور ...

اقرارِ کفر

حال ہی میں دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے علامہ سید احمد برزنجی مفتی مدینہ منورہ کی تصنیف ''غایۃ المامول'' شائع کی گئی ہے۔ جس کے ٹائیٹل پر مصنف کے القاب تین سطروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت بے نقاب ہوجاتی ہے کہ علامہ برزنجی دیوبندیوں کے نزدیک انتہائی مسلم شخصیت ہیں۔

علامہ برزنجی صاحب نے جہاں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء عرب وعجم کی موافقت کرتے ہوئے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے، اور انتہائی اہتمام سے کفر کی تائید فرمائی ہے، وہاں انہوں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے بارے میں بھی اختلاف کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام ممکنات حتیٰ کہ علومِ خمسہ کو بھی محیط کیا ہے، جب کہ علامہ برزنجی موصوف کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اگرچہ تمام ممکنات کو محیط ہے، مگر علوم خمسہ اس سے خارج ہیں۔

علامہ برزنجی نے اپنی اس رائے کے اثبات میں رسالہ ''غایۃ المامول'' لکھا، جس کے مقدمہ میں انہوں نے اس ساری حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے مسئلہ میں مولانا احمد رضا سے اختلاف کرتے ہوئے میں یہ رسالہ لکھ رہا ہوں، مگر علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے کفر پر دوسرے علماء کی طرح میں بھی متفق ہوں اور آج بھی میرا یہی فتویٰ ہے۔

فرماتے ہیں: ''ہم نے اس رسالہ (حسام الحرمین) پر تقریظ و تصدیق لکھ دی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں (علماء دیوبندی) سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں، تو یہ لوگ کافر اور گمراہ ہیں، کیونکہ یہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔''

(ترجمہ) غایۃ المامول، ص ۲۹۹۔ مترجم: مولوی نعیم الدین دیوبندی

دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے غایۃ المامول'' کو چھاپنے اور شائع کرنے کا

مقصد یہ دکھانا ہے کہ علامہ برزنجی مفتی مدینہ منورہ نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی مخالفت کی ہے جیسا کہ انہوں نے اس کے ٹائیٹل پر لکھا ہے: ''احمد رضا خاں صاحب کا گمراہ کن عقیدۂ غیبیہ، علمائے حجاز کی نظر میں'' بلکہ ''الشہاب الثاقب'' کے ابتداء میں ص ۸،۹ ''عرض ناشر'' کے تحت لکھا ہے: ''ہم الشہاب الثاقب'' کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی کی کتاب ''غایۃ المامول'' کے چند صفحات کے فوٹو بھی شائع کر رہے ہیں جو علامہ موصوف نے احمد رضا خاں صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی۔ جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ نے اپنی تقریظات لکھیں اور اپنے تائیدی دستخط ثبت فرمائے، جس سے یہ حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں کیا تھے؟ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لیے اس کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں، جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اول نائب امیر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے'' ملخصاً۔

غرضیکہ ''غایۃ المامول'' کی اشاعت اور اس کے مصنف کے القابات خود اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ کتاب اور اس کا مصنف علماء دیوبند کے نزدیک انتہائی مسلم اور مقبول ہیں۔

غایۃ المامول کے مطالعہ سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

(۱) اگر بقول علماء دیوبند احمد رضا خاں کے ''گمراہ کن عقیدۂ غیبیہ'' سے علامہ برزنجی کا اختلاف معلوم ہوا (حالانکہ علامہ برزنجی نے اپنی کتاب میں کہیں بھی گمراہ ہونے کا حکم لگایا اور نہ ہی یہ فتویٰ دیا مگر علماء دیوبند نے اپنے خلاف علامہ برزنجی کا فتویٰ کفر دوبارہ تسلیم کرلیا اور اس پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ یوں ایک بار پھر انہوں نے اپنے کفر کا التزام کرلیا۔

(۲) علامہ برزنجی نے ''غایۃ المامول'' پر مزید ۱۳ علماء مدینہ منورہ کے تصدیقی دستخط کروا کر علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر کی تقریظ و تصدیق کرنے والے علماء حجاز کی تعداد میں اضافہ کردیا جس کو دیوبندیوں نے خود بھی تسلیم کرلیا، کیونکہ ''غایۃ

المامول'' کے مشمولات میں علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات اور ان پر علامہ برزنجی کا فتویٰ کفر بھی موجود ہے۔

(۳) مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے ایک مسئلہ میں اختلاف کے باوجود علامہ برزنجی کا علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر میں مولانا احمد رضا خاں کی تائید و توثیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ علماء حرمین نے علی وجہ البصیرت بڑے غور و فکر کے ساتھ علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

اس تفصیل سے دیوبندیوں کا یہ الزام بے بنیاد ثابت ہوگیا کہ علماء حجاز نے احمد رضا خاں کے تعارف، یا ان کے مباحث علمیہ، یا ان کے عجز و انکسار سے متاثر ہو کر اور یا علماء حرمین نے اپنی شہرت کی خاطر یا سادہ لوح ہونے کی بناء پر دھوکہ میں آکر علماء دیوبند کے خلاف فتویٰ کفر پر دستخط کردیئے جیسا کہ ''شہاب ثاقب'' اور اس کے مقدمہ میں کہا گیا ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط

اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ زمین و آسمان میں کوئی شخص غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

(النمل : ۶۵)

احمد رضا خان صاحب کا گمراہ کن عقیدہ علمیہ، علمائے حجاز کی نظر میں۔

غایۃ المامول

فی تتمۃ

منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول

للشیخ الفاضل الکامل الجامع بین المعقول والمنقول الحاوی للفروع والاصول علامۃ الزمان فہامۃ الاوان حامل لواء التحقیق مالک ازمۃ التدقیق حضرۃ مولانا السید احمد آفندی البرزنجی الحسینی المفتی بالمدینۃ المنورۃ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین
۱۶ بی۔ شاد باغ کالونی، حمید نظامی روڈ۔ لاہور

انقى الآيات البينات. والمعجزات الباهرات. سيدنا ومولانا محمد خير الوسائل. القائل حين سئل عن الساعة: ما المسئول عنها بأعلم من السائل. وعلى جميع الانبياء والمرسلين. وعلى آلهم وصحبهم والتابعين.

اما بعد!

فقد كنت الفت رسالة مختصرة جوابا عن سوال ورد الي من الهند مضمونها انه "وقع تنازع بين علماء الهند في علمه صلى الله عليه وسلم هل هو محيط بجميع المغيبات حتى الخمس المذكورة في قوله تعالى: إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الآية او غير محيط بذلك وان جماعة من العلماء ذهبوا الى الاول والآخرون الى الثاني فعلى اي الفريقين يكون الحق،

پر جسے کھلی ہوئی نشانیاں اور چمکتے ہوئے معجزات دیئے گئے جو ہمارے آقا و مولیٰ ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو بہترین وسیلہ ہیں۔ جن سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ جس سے سوال کیا گیا ہے وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا اور ان کے ساتھ ہی، دیگر تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی آل و اصحاب و اتباع پر بھی۔

امابعد!

ہندوستان سے آنے والے ایک سوال کے جواب میں میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ۔

"علماء ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بارے میں جھگڑا پڑ گیا ہے کہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم، کا علم مغیبات خمسہ جن کا ذکر آیت اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ میں ہے، سمیت تمام مغیبات کو محیط ہے یا نہیں۔ علماء کی ایک جماعت پہلی شق کی قائل

---

۱ السجدہ : ۳۴

نريد منكم بيان ذالك بالادلة الشافية :

فالفت تلك الرسالة وبينت فيها انه صلى الله عليه وسلم اعلم الخلق وانه علمه محيط بجميع مهمات الدين ومحيط ايضا بمهمات الكائنات فی الدنيا والاخرة۔ ولكن المغيبات الخمس لا تدخل تحت شمول علمه الشريف للادلة الواضحة الدالة على ذالك من الكتاب والسنة وكلام السلف وان ذالك لا يخدش ادنى خدش فی علو مقامه ورفعة درجته فتلقوا رسالتی المذكورة بكمال الرغبة ونهاية القبول۔

ثم بعد ذالك ورد لی المدينة المنورة رجل من علماء الهند يدعی احمد رضا خان فلما اجتمع بی اخبرنی اولا بان فی الهند اناسا من اهل الكفر و

ہے اور دوسری شق کی ۔ یہ چاہتے ہیں کہ آپ شافی دلائل سے یہ بیان کریں کہ حق کس جماعت کے ساتھ ہے

پس میں نے وہ سابقہ رسالہ تالیف کیا اور اسمیں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب سے زیادہ علم ہے۔ اور آپ کا علم جمیع دینی امور کو محیط ہے۔ بلکہ دنیا و آخرت کے تمام اہم امور کو محیط ہے۔ لیکن قرآن وسنت اور کلام سلف کے واضح دلائل کی بنا پر مغیبات خمسہ آپ کے علم شریف میں داخل نہیں ہیں اور یہ بات آپ کے مقام کی برتری اور بلندی مرتبت میں ذرہ بھر قادح نہیں ہے پس انہوں نے میرے اس رسالے کو انتہائی رغبت اور پوری قبولیت کیساتھ لے لیا۔

پھر اس کے بعد علماء ہند میں سے ایک شخص جسے احمد رضا خان کہا جاتا ہے مدینہ منورہ آیا۔ جب وہ مجھ سے ملا تو اولاً اس نے مجھے یہ بتایا کہ ہند میں اہل کفر وضلال میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک، غلام احمد قادیانی ہے جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

الضلال منهم غلام احمد القادیانی فانه يدعی مماثلة المسيح والوحی اليه والنبوة۔ ومنهم الفرقة المسماة بالاميرية۔ والفرقة المسماة بالنذيرية۔ والفرقة المسماة بالقاسمية۔ يدعون انه لو فرض فی زمنه صلی الله عليه وسلم۔ بل لو حدث بعده نبی جديد لم يخل ذالك بخاتميته۔ ومنهم الفرقة الوهابية الكذابية اتباع رشيد احمد الكنكوهی القائل بعدم تكفير من يقول بوقوع الكذب من الله تعالى بالفعل۔ ومنهم رشيد احمد الذی يدعی ثبوت اتساع العلم للشيطان وعدم ثبوته للنبی صلی الله عليه وسلم۔ ومنهم اشرف علی التانبی القائل انه صح الحكم على ذات النبی صلی الله عليه وسلم بعلم المغيبات كما يقول به

کے مماثل ہونے اور اپنے لئے وحی اور نبوت کا دعوی کرتا ہے۔ انہیں میں سے ایک گروہ امیریہ ہے۔ ایک نذیریہ ہے۔ ایک قاسمیہ ہے۔ جو دعوی کرتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کرلیا جائے بلکہ اگر آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ انہیں میں سے ایک فرقہ وہابیہ کذابیہ ہے جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے۔ جو اللہ تعالی سے بالفعل کذب کے وقوع کا قول کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیتا انہیں میں سے ایک شخص رشید احمد ہے جو مدعی ہے کہ وسعت علم شیطان کے لئے ثابت ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔ انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی ہے جو کہتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر علم مغیبات کا حکم لگانا بقول زید صحیح ہو تو سوال یہ ہے کہ اس کی مراد بعض مغیبات ہیں یا سب؟ اگر بعض مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بکر، بلکہ جمیع

زيد فالمسئول عنه انه ماذا اراد بهذا البعض الغيوب ام كلها؟ فان اراد البعض فاى خصوصية فيه لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم بالغيب حاصل لزيد وعمرو بل لكل صبى ومجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم۔

ومنها ان رسالة فى الرد عليهم وابطال اقوالهم سميتها "المعتمد المستند" ثم اطلعني على خلاصة من تلك الرسالة فيما بيان اقاويلهم المذكورة فقط والرد عليهم على سبيل الاختصار وطلب تقريظا وتصديقا على ذالك فكتبنا له التقريظ والتصديق المطلوب وحاصل ما كتبنا انه ان ثبت عن هؤلاء تلك المقالات الشنيعة فهم اهل كفر و ضلال لان جميع ذالك خارق لاجماع الامة۔ واشرنا فى ضمن ذالك الى بعض الادلة فى ابطال اقاويلهم۔ ثم بعد ذالك اطلعني احمد رضا خان المذكور على رسالة له ذهب

حیوانات وبہائم کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کے باطل کرنے کے لئے ایک رسالہ موسومہ "المعتمد المستند" لکھا ہے۔ پھر اسنے مجھے اس رسالہ کے خلاصہ "حسام الحرمین" پر مطلع کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوال مذکورہ کا بیان اور ان کا مختصر سا رد تھا اور اس رسالہ "حسام الحرمین" پر تصدیق وتقریظ طلب کی۔ ہم نے اس پر تقریظ و تصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر وگمراہ ہیں۔ کیوں کہ یہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اور اپنی تقریظ کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال کے ابطال کے لئے بعض دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا۔

پھر اس کے بعد مجھے احمد رضا خاں نے اپنے ایک اور رسالہ پر مطلع کیا۔ جس میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہر چیز کو

فيها الى انه صلى الله عليه وسلم محيط بكل شئ حتى المغيبات الخمس وانه لا يستثنى من ذالك الا العلم المتعلق بذات الله تعالى وصفاته المقدسة۔ وانه لا فرق بين علم البارى سبحانه وتعالى وعلمه صلى الله عليه وسلم فى الاحاطة المذكورة الا بالقدم والحدوث۔ وان له على مدعاه هذا برهانا قاطعا وهو قوله تعالى "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" فلم آل جهدا فى بيان ان الاية المذكورة لا تدل على مدعاه دلالة قطعية و ان الاحاطة العلمية بجميع المعلومات التى لا تتناهى مختصة بالله تعالى ولم يقل بحصولها لغيره تعالى احد من ائمة الدين فلم يرجع عن ذالك واصر وعاند ولما كان زعمه هذا غلطا وجرأة على تفسير كتاب الله بغير دليل احببت الآن ان اجمع كلاما مختصرا

محیط ہے۔ حتی کہ غیبات خمسہ کو بھی۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے علم سے مستثنیٰ نہیں۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے درمیان احاطۂ مذکورہ میں صرف حدوث وقدم کا فرق ہے اور یہ کہ اس کے پاس اپنے اس دعویٰ پر دلیل قاطع اللہ تعالیٰ کا قول "نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان بنا کر نازل کیا ہے۔ پس میں نے اس بات کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ آیت مذکورہ اس کے دعویٰ پر دلالۃ قطعیہ کے طور پر دلالت نہیں کرتی۔ اور یہ کہ تمام معلومات غیر متناہیہ کا احاطہ علمیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور ائمہ دین میں سے کسی نے بھی غیر اللہ کے لئے غیر متناہی کے احاطہ علمیہ کا قول نہیں کیا۔ لیکن احمد رضا خاں نے اپنے قول سے رجوع نہیں کیا بلکہ وہ اپنی بات

يكون تتمة لرسالتنا الاولى
في بيان بطلان استدلاله
على مدعاه بالآية المذكورة -
مشيرا الى بعض مهمات رسالته
المذكورة التي ذكرها مؤيدا
لقوله - مبينا نقضها وعدم
صحتها من وجوه عديدة
لئلا يظن من اطلع على تقريظنا
المذكورة اننا وافقنا في هذا
المطلب فاقول وبالله التوفيق ان
رسالتنا هذه تنقسم الى بابين
الباب الاول في الوجوه الدالة على
عدم صحة دعواه - والباب الثاني
في ذكر نصوص ائمة الدين الدالة
على صحة ما جرينا عليه في
هذه الرسالة وفي التي قبلها۔

پر اشارہ اور حق سے عناد کیا۔ چونکہ اس کا یہ گمان غلط اور اس کی قرآن کی یہ تفسیر بلا دلیل تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ایک مختصر کلام جمع کروں جو ہمارے پہلے رسالہ کا تتمہ بن جائے جس میں اس کے اپنے دعویٰ پر آیت مذکورہ سے استدلال کے باطل ہونے کا بیان کرتے ہوئے اس کے رسالہ کی بعض اہم باتوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے ساتھ ہی متعدد وجوہ سے اس رسالہ کے نقض اور اس کی عدم صحت کو بھی بیان کر دیا جائے تاکہ جو شخص ہماری مذکورہ تقریظ پر مطلع ہو وہ یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے اس مطلب میں اس کی موافقت کی ہے۔ پس اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ ہمارا رسالہ دو بابوں پر منقسم ہے۔ پہلا باب ان دلائل کے بیان میں ہے جو اس کے دعویٰ کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور دوسرا باب ائمہ دین کی ان تصریحات کے بیان میں ہے جو ہمارے موجودہ اور سابقہ رسالہ میں بیان کردہ مسلک کے صحیح ہونے پر دال ہیں۔

علامہ اقبال کے تاثرات

۱۹۳۴ء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات سنائیں، تو علامہ نے بے ساختہ مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اس واقعہ کے راوی ہیں حضرت استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں مدظلہٗ العالی، جو حضرت حجۃ الاسلام کے شاگرد، خلیفہ اور داماد ہیں اور طویل عرصہ تک دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے مہتمم رہے ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ راشدیہ، پیر جو گوٹھ (سندھ) کے شیخ الجامعہ ہیں، ذیل میں ان کا ایک مکتوب پیش کیا جارہا ہے:

غالباً یہ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے جب کہ مسجد وزیر خاں میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہٗ بہ نفسِ نفیس لاہور تشریف لے گئے تھے، اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لیے ڈبہ ریزرو کر کے ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔

اسی موقعہ پر کسی مقام پر حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ اور ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے واپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عبارتیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے پڑھی گئیں، تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا:

مولانا! یہ ایسی عبارات، گستاخانہ ہیں، ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیے"۔

(علامہ محمد اقبال)

تقدس علی قادری رضوی بریلوی
مورخہ ۱۲ ماہ خاص ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مکتوب کا عکس ملاحظہ ہو ص ۳۵

یکون تتمۃ لرسالتنا الاولیٰ
فیہ بیان بطلان استدلالہ
علی مدعاہ بالاٰیۃ المذکورۃ۔
مشیرا الی بعض مہمات رسالتہ
المذکورۃ التی ذکرھا تائیدا
لقولہ۔ مبینا نقضہا وعدم
صحتہا من وجوہ عدیدۃ
لئلا یظن من اطلع علی تقریظنا
المذکورۃ اننا وافقناہ فی ھذا
المطلب فاقول وباللہ التوفیق ان
رسالتنا ھذہ تنقسم الی بابین
الباب الاول فی الوجوہ الدالۃ علی
عدم صحۃ دعواہ۔ والباب الثانی
فی ذکر نصوص ائمۃ الدین الدالۃ
علی صحۃ ما جرینا علیہ فی
ھذہ فی رسالۃ بنفی التی قبلہا۔

پر اشارہ اور حق سے عناد کیا۔ چونکہ اس کا یہ گمان غلط اور اس کی قرآن کی یہ تفسیر بلا دلیل تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ایک مختصر کلام جمع کروں جو ہمارے پہلے رسالہ کا تتمہ بن جائے جس میں اس کے اپنے دعوی پر آیت مذکورہ سے استدلال کے باطل ہونے کا بیان کرتے ہوئے اس کے رسالہ کی بعض اہم باتوں کی طرف بھی اشارہ کردیا جائے ساتھ ہی متعدد وجوہ سے اس رسالہ کے نقض اور اس کی عدم صحت کو بھی بیان کردیا جائے تاکہ جو شخص ہماری مذکورہ تقریظ پر مطلع ہو وہ یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے اس مطلب میں اس کی موافقت کی ہے۔ پس اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ ہمارا رسالہ دو بابوں پر منقسم ہے۔ پہلا باب ان دلائل کے بیان میں ہے جو اس کے دعوی کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور دوسرا باب ائمہ دین کی ان تصریحات کے بیان میں ہے جو ہمارے موجودہ اور سابقہ رسالہ میں بیان کردہ مسلک کے صحیح ہونے پر دال ہیں۔

علامہ اقبال کے تاثرات

۱۹۳۴ء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات سنائیں، تو علامہ نے بے ساختہ مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اس واقعہ کے راوی ہیں حضرت استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں مدظلہٗ العالی، جو حضرت حجۃ الاسلام کے شاگرد، خلیفہ اور داماد ہیں اور طویل عرصہ تک دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مہتمم رہے ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ راشدیہ، پیر جو گوٹھ (سندھ) کے شیخ الجامعہ ہیں، ذیل میں ان کا ایک مکتوب پیش کیا جارہا ہے:

غالباً یہ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے جب کہ مسجد وزیر خاں میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہٗ بہ نفسِ نفیس لاہور تشریف لے گئے تھے، اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لیے ڈبہ ریزرو کر کے ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔

اسی موقعہ پر کسی مقام پر حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ اور ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے واپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عبارتیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے پڑھی گئیں، تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا:

مولانا! یہ ایسی عبارات، گستاخانہ ہیں، ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہئے''۔

(علامہ محمد اقبال)

تقدس علی قادری رضوی بریلوی

مورخہ ۱۲ ماہ خاص ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مکتوب کا عکس ملاحظہ ہو ص ۳۵

امام احمد رضا خاں بریلوی سرہٗ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں چھپ چکا تھا۔

معاوضۂ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ

نقل

بنام:۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ فقیر بارگاہِ عزیز قدیر عز جلالہٗ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ وقرار داد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات ومواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے، معاہدہ میں ۲۷ رصفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہٖ تعالیٰ دو منٹ میں اہلِ ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت ورحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ رصفر روزِ جان افروز دوشنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں...... اور آپ بالذات اس امر اہم واعظم دین کو طے کرلیں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر محذورہ کی توکیل کیوں منظور ہو؟ معہذا یہ معاملہ کفر واسلام کا ہے۔ کفر واسلام میں وکالت کیسی؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈیے تو یہی لکھ دیجیے اتنا تو آپ کو حسب معاہدہ لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام

ساختہ وپرداختہ قبول سکوت، نکول، عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فرار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تا بہ کے؟ یہ اخیر دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرضِ ہدایت ادا کر چکا، آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں۔ اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

●□●

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۵ رصفر المظفر بروز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے خجالت وشرمندگی نبھاتے رہے رجوع واتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

Rs.50/-

RAZVI KITAB GHAR

425, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

Ph:.011-23264524 Mobile. 9350505879

e-mail ID - razvikitabghar@yahoo.co.in

e-mail ID - kanzuliman@yahoo.co.in